کعبہ

امام الانبیاء ﷺ کا سفرِ حج

صحیح احادیث کی روشنی میں

احکام، تزکیہ، تعلیم، محبت اور شوق کی عظیم الشان داستان

تالیف:
انجینئر محمد ارشد

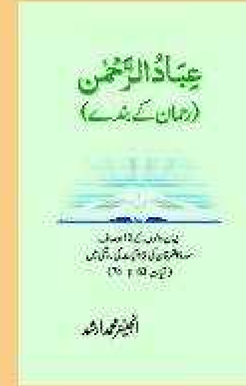
امام الانبیاء ﷺ کا سفرِ حج

تالیف: انجینئر محمد ارشد

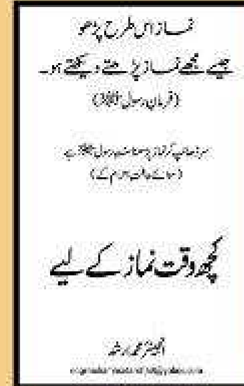
مثال



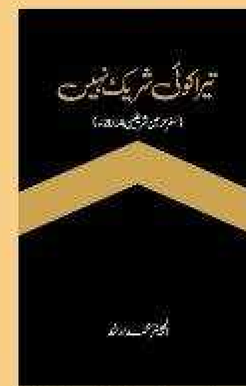
Https://www.facebook.com/groups/1077185342374815/?ref=bookmarks



Https://www.facebook.com/groups/719146954910970/



Https://www.facebook.com/groups/192175441220967/



Https://www.facebook.com/groups/1733111326964134/?ref=bookmarks

Misaal PUBLISHERS
misaalpb@gmail.com
Ph:+92-41-2643841, Cell:0300-6668284



بسم اللہ الرحمن الرحیم

امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا سفرِ حج

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ
وَّعَلٰٓی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ
عَلٰٓی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰٓی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ
اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ ۝

اَللّٰھُمَّ بَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰٓی
اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰٓی
اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰٓی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ
اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ ۝

امام الانبیاء ﷺ کا سفرِ حج

احکام، تزکیہ، تعلیم، محبت وشوق کی عظیم الشان داستان
صحیح احادیث کی روشنی میں

مع

☆ خطباتِ رسول ﷺ
☆ حرمِ مدینہ
☆ الصّلوٰۃ والسّلام

تالیف

انجینئر محمد ارشد

مثال پبلشرز
رحیم سینٹر، پریس مارکیٹ، امین پور بازار، فیصل آباد

اشاعت اوّل : رمضان 1438 ہجری، جون 2017ء

کتاب : امام الانبیاء ﷺ کا سفرِ حج

تالیف : انجینئر محمد ارشد

Cell: 0321-5568758
engrmuhammadarshad@yahoo.com

ناشر : محمد عابد

تزئین : واجد نذیر (خصوصی کاوش)
محمد شہباز، محمد حسین

ہدیہ : 500 روپے

مطبع : بی پی ایچ پرنٹرز، لاہور

تعداد : 1000

سرورق : شکیل طلعت، مبین احمد

اہتمام

مثال پبلشرز رحیم سینٹر پریس مارکیٹ امین پور بازار، فیصل آباد
Phone: 041-2615359, 2643841, Cell:0300-6668284
E-mail: misaalpb@gmail.com

شوروم

مثال کتاب گھر، صابریہ پلازہ، گلی نمبر 8، منشی محلّہ، امین پور بازار، فیصل آباد

اُن سب کے نام

جن کو محمد رسول اللہ ﷺ کی رفاقت میں آپ ﷺ

کی پیروی کرتے ہوئے حج وعمرہ کرنا نصیب ہوا

اور

جن کی وساطت سے امام الانبیاء ﷺ کے سفرِ حج وعمرہ

کے احوال ہم تک پہنچے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''مت جھوٹ باندھو میرے اوپر۔ جو کوئی میرے
اوپر جھوٹ باندھے گا وہ جہنّم میں جائے گا۔''

(صحیح مسلم 2)(صحیح بخاری 106)(جامع ترمذی 2660)(سنن ابنِ ماجہ 31)

حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم منیٰ میں مقامِ خیف پر کھڑے ہوئے اور فرمایا:

''اللہ تعالیٰ اس شخص کو تروتازہ رکھے (خوش وخرم
رکھے) جو میری بات سنے اسے دوسروں تک پہنچا
دے۔ بعض لوگوں کے پاس فقہ کی بات ہوتی ہے اور
وہ خود فقیہ نہیں ہوتے۔ بعض لوگ فقہ کی بات اپنے
سے زیادہ فقیہ تک پہنچا دیتے ہیں۔''

(جامع ترمذی 2657: بروایت عبداللہ بن مسعود)(سنن ابنِ ماجہ 3056: اسناد حسن)(مستدرک 295)

(مشکوٰۃ المصابیح 228: روایت ابنِ مسعودؓ)(مسند احمد 4157 روایت ابنِ مسعودؓ: حسن صحیح، 13383 روایت حضرت انسؓ: صحیح)

فہرست

پیش لفظ

اس کتاب کا مقصد اللہ تعالیٰ کے محبوب اور ہمارے انتہائی شفیق آقا، امامِ کائنات، سید الاولین والآخرین، رحمۃ للعالمین، شفیع المذنبین، خیر البشر، امام الانبیاء، محمد رسول اللہ ﷺ کے حج وعمرہ کے طریقہ (سنت) وواقعات کو ایک مسلمان تک پہنچانا ہے تاکہ وہ اس عظیم عبادت اور فرض کی ادائیگی میں امام الانبیاء محمد رسول اللہ ﷺ کی اتباع کو حرزِ جان بنائیں۔

رسول اللہ ﷺ کے حج کا مکمّل خاکہ مندرجہ ذیل احادیث میں بیان ہوا ہے:

سنن ابوداوٗد:	حدیث نمبر 1905
سنن ابنِ ماجہ:	حدیث نمبر 3074
سنن دارمی:	حدیث نمبر 1892
صحیح مسلم:	حدیث نمبر 2950
مشکوٰۃ المصابیح:	حدیث نمبر 2555
مسندِ احمد:	حدیث نمبر 14493

یہ ایک ہی حدیث ہے جو کہ حضرت جعفر صادق رحمہ اللہ اپنے والد حضرت محمد باقر رحمہ اللہ (محمد بن علی بن حسین رضی اللہ عنہ: حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے پوتے) سے روایت کرتے ہیں کہ وہ (حضرت محمد باقر رحمہ اللہ) ایک بار حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کے ہاں گئے۔ وہاں پر حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ کے حج کے متعلّق سوال کے جواب میں انہیں بتایا۔

اس کتاب میں جو احادیث بیان ہوئی ہیں اور ان کو جس ترتیب میں لکھا ہے یہ مندرجہ بالا احادیث اور کتبِ احادیث کے مطالعہ کے بعد ہے۔ ایک طالبِ علم کی حیثیت سے جو فہم ملا اُس کے مطابق رسول اللہ ﷺ کے حج و عمرہ کی کیفیت بیان کرنے کی ایک ادنیٰ سی کوشش ہے۔

مندرجہ ذیل کتبِ احادیث سے استفادہ کیا گیا ہے کہ جن میں احادیث بالمفہوم محفوظ ہیں:

☆ صحیح بُخاری
ترجمہ و فوائد: فضیلۃ الشیخ حافظ عبدالستار الحماد؛ پبلشرز: دارالسّلام

☆ صحیح بُخاری
ترجمہ و تشریح: حافظ محمد داوٗد راز؛ پبلشرز: دارالعلم

☆ صحیح مسلم مع مختصر شرح نووی
ترجمہ: علامہ وحیدالزمان؛ پبلشرز: مکتبہ اسلامیہ

☆ صحیح مُسلم مع مختصر شرح نووی

ترجمہ: علامہ وحیدالزمان: پبلشرز: خالد احسان پبلشرز

☆ جامع ترمذی

ترجمہ: مولانا بدیعُ الزّمان برادر علامہ وحیدالزّمان

تحقیق وتخریج: الشیخ ناصرالدین البانی؛ پبلشرز: دارالفرقان النشر والتوزیع

☆ سُنن نسائی (الصغریٰ)

ترجمہ وفوائد: فضیلۃ الشیخ حافظ محمد امین: تحقیق وتخریج: حافظ ابوطاہر زبُیر علی زئی:

پبلشرز: دارالعلم

☆ سنن ابنِ ماجہ

ترجمہ وفوائد: مولانا عطاء اللہ ساجد؛ تحقیق وتخریج: حافظ ابوطاہر زُبیر علی زئی؛

پبلشرز: دارالسّلام

☆ سنن ابوداوَد

ترجمہ وفوائد: ابُوعمار عُمر فاروق سعیدی؛ تحقیق وتخریج: حافظ ابوطاہر زُبیر علی زئی؛

پبلشرز: دارالسّلام

☆ مسند احمد

ترجمہ: مولانا محمد ظفر اقبال؛ پبلشرز: مکتبہ رحمانیہ

☆ المُستدرک

ترجمہ: الشیخ الحافظ ابی الفضل محمد شفیق الرحمٰن القادری الرضوی؛ پبلشرز: شبیر برادرز

☆ موطاء امام مالک

فوائد و ترجمہ: علامہ وحید الزمان: پبلشرز: النعمانی

☆ صحیح ابنِ خزیمہ

ترجمہ: محمد اجمل بھٹی، محمد فاروق رفیع؛ تحقیق و تخریج: علامہ محمد ناصر الدین البانی؛
نصیر احمد کاشف: پبلشرز: انصار السنۃ پبلی کیشنز

☆ سُنن دارمی

ترجمہ: بنتِ شیخ الحدیث حافظ عبدالستار حماد؛ تخریج و فوائد: ابُو الحسن عبدالمنان راسخ؛
پبلشرز: انصار السنۃ پبلی کیشنز

☆ مسند شافعی

ترجمہ: جناب حافظ فیض اللہ ناصر زید مجدھم: پبلشرز: ادارہ السّلامیات

☆ مسند اسحاق بن راھویہ

ترجمہ: ابوانس محمد سرور گوہر: تخریج و فوائد: حافظ عبدالشکور ترمذی حافظ محمد فہد؛
پبلشرز: انصار السنۃ پبلی کیشنز

☆ مشکوٰۃ المصابیح (ثانوی مآخذ)

ترجمہ: ابوانس محمد سرور گوہر: تحقیق و تخریج: حافظ زبیر علی زئی؛ پبلشرز: مکتبہ اسلامیہ

☆ السلسلۃ الصحیحہ (ثانوی مآخذ)
ترجمہ وفوائد: ابوالحسن عبدالمنان راسخ؛ابومیمون محفوظ احمد اعوان
پبلشرز: مکتبہ قدوسیہ

مندرجہ بالا کتب (علاوہ مستدرک) مندرجہ ذیل ویب لنکس پر دیکھی جا سکتی ہیں کہ جن میں احادیث کے نمبرز (علاوہ مسندِ احمد)، انٹرنیشنل نمبرنگ کے مطابق ہیں:

www.facebook.com/groups/275702346107821
www.facebook.com/groups/275702346107821/files

مکمّل حدیث بعض جگہ پر بیان نہیں ہوئی، ہاں جو عمل رسول اللہ ﷺ کا جس حوالے سے ملا اس کے مطابق حدیث کا بعض حصہ ایک جگہ پر اور بعض حصہ دوسری جگہ پر بیان کیا گیا ہے۔ اس طرح لکھنے کا مقصد رسول اللہ ﷺ کے سفر کو اس ترتیب سے لکھنا ہے، کہ جس سے رسول اللہ ﷺ کے حج کا مکمّل خاکہ بیان ہو، اور اس چیز کو حدیث کی تحریف نہ سمجھا جائے۔

حوالہ جات مندرجہ بالا کتب احادیث سے لیے گئے ہیں۔ ہم سمجھ سکتے ہیں کہ تمام کتب حدیث میں اس بارے میں کوئی اختلاف نہیں، بلکہ تمام صحیح احادیث جو کہ ان کتب میں مذکور ہیں تقریباً ایک جیسا ہی مفہوم بیان کر رہی ہیں۔

کتب احادیث کے مطالعہ سے میری زندگی میں پہلی بار یہ چیز سامنے آئی

ہے جو کہ میرے لیے باعث حیرت بھی ہے کہ امام شافعی ؒ کی مُسند ہو یا امام احمد بن حنبل ؒ کی مُسند، امام مالک ؒ کی موطا ہو یا امام بخاری ؒ کی الجامع، امام مسلم ؒ کی صحیح ہو یا امام ابنِ خزیمہ ؒ کی صحیح، امام نسائی ؒ کی سنن ہو یا امام ابوداؤد ؒ کی سنن، جامع ترمذی ہو یا سنن دارمی، غرض احادیث کی کوئی بھی کتاب ہو ان میں موجود صحیح احادیث کے درمیان کوئی اختلاف نظر نہیں آتا۔ اس کتاب میں موجود احادیث میں یہ چیز دیکھی جاسکتی ہے۔ اس لحاظ سے یہ کتاب اُمتِ مسلمہ کے درمیان اختلاف ختم کرنے اور ایک جماعت بن کر رہنے کی کوشش بھی ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے اپنی امت کو حج کے خطبہ میں کتاب اللہ کی ترغیب دی اور قرآن حکیم میں اللہ تعالیٰ کی اطاعت کے ساتھ رسول اللہ ﷺ کی اطاعت کا حکم ہے، اور جب سنتِ رسول ﷺ احادیث کی کتب میں محفوظ ہے اور صحیح احادیث میں کوئی اختلاف نظر نہیں آتا تو پھر ہم ایک جماعت ایک امت ہونے کے علاوہ بے شمار فرقوں میں تقسیم کیوں ہیں؟

اس کتاب میں احادیث کی ترتیب اور خاص کر خطبات کی ترتیب، واللہ اعلم، کہ اسی ترتیب سے آپ ﷺ کے خطبات ہیں یا نہیں۔ اس حوالے سے جو بھی غلطی ہو تو اللہ تعالیٰ معاف فرمائے اور اگر کوئی خطبہ ایسا ہو کہ جو آپ ﷺ نے حجۃ الوداع کے موقع پر ارشاد نہیں فرمایا، اس پر بھی اللہ تعالیٰ معاف فرمائے۔ اس حوالے سے نشان دہی کی درخواست ہے تا کہ آئندہ اشاعت میں تصحیح کی جاسکے۔

ایک انسان کی کوشش میں غلطی کا نہ ہونا ناممکن ہے۔اور یہ کتاب ایک ادنیٰ سے انسان کی کوشش ہے،جس میں غلطی کا امکان نظر انداز نہیں کیا جا سکتا۔اس حوالے سے بھی نشان دہی کی درخواست ہے۔

ایک حدیث کے تمام حوالہ جات میں حدیث کا متن دیکھے جانے کی گزارش ہے ۔اس حوالے سے کسی بھی غلطی کو اللہ تعالیٰ معاف فرمائے کہ یہ ایک ادنیٰ سے انسان کی ایک ایسی کوشش ہے جس میں اللہ تعالیٰ کے محبوب اور ہمارے انتہائی شفیق آقا،امامِ کائنات ،سیدالاولین والآخرین ، رحمۃ اللعالمین ،شفیع المذنبین ،خیر البشر، امام الانبیاء،محمد رسول اللہ ﷺ کے حوالے سے بات تالیف ہوئی ہے۔

اس کوشش کے پیچھے چند دوستوں ،عزیزوں کی کاوش اور تعاون بھی ہے۔ اللہ تعالیٰ علیم وخبیر سے ان کے لیے عافیت کی دعا ہے۔

عمرۃ القضاء (7 ہجری)

صلح حدیبیہ ذوالقعدہ 6 ہجری میں ہوئی۔ رسول اللہ ﷺ چودہ سو صحابہ رضی اللہ عنہم کے ساتھ یکم ذوالقعدہ کو مدینہ منورہ سے روانہ ہوئے۔ مکہ مکرمہ کے قریب حدیبیہ کے مقام پر مشرکینِ مکہ نے آپ ﷺ کے قافلے کو روک دیا۔ تب فریقین میں مذاکرات کے بعد یہ طے پایا کہ مسلمان اب واپس جائیں اور آئندہ سال عمرہ کے لیے آسکتے ہیں، چنانچہ وہیں احرام کھول کر قربانیاں کر کے مسلمان واپس آ گئے۔ اس سفر میں اگرچہ عملی طور پر عمرہ ادا نہیں ہوسکا، تاہم اس کا ثواب ضرور مِلا، اس لیے اسے عمرہ شمار کیا جاتا ہے۔

(صحیح مسلم 4811,4809) (فوائد و مسائل، حدیث نمبر 3003 سنن ابنِ ماجہ) (مسند احمد 18838) (صحیح بخاری 4251,2701,2699)

کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں حدیبیہ کے مقام پر تھا کہ نبی ﷺ میرے پاس سے گزرے، (سنن نسائی حدیث نمبر 2855 میں الفاظ ہیں کہ میرے سر کی جوؤں کی بات جب نبی ﷺ تک پہنچی تو آپ ﷺ میرے پاس تشریف لائے اور فائدہ میں لکھا ہے کہ یہ آپ ﷺ کے اخلاق کی عمدہ مثال ہے کہ آپ ﷺ خود تشریف لے کر گئے) کعب بن

عجرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے احرام باندھ رکھا تھا اور ہنڈیا کے نیچے آگ جلا رہا تھا جبکہ جوئیں میرے چہرے پر گر رہی تھیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''کیا تمہاری جوئیں تمہیں تکلیف دیتی ہیں؟'' میں نے عرض کیا، جی ہاں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اپنا سر منڈالو اور چھ مساکین کو ایک فرق (تقریباً سات کلو) اناج (کھجور) دو (چھ مساکین کو کھانا کھلاؤ کے الفاظ بھی ہیں، اور صدقہ کے الفاظ بھی ہیں) یا 3 روزے رکھو یا ایک بکری ذبح کرو۔''

(سورۃ البقرہ، آیت 196) (صحیح بخاری 1815,1814) (صحیح مسلم 2877-2884)، (مشکوۃ المصابیح 2688)
(سنن ابن ماجہ 3079) (جامع ترمذی 2973,953) (موطاء 931-933) (صحیح ابن خزیمہ 2676)
(سنن نسائی 2854 ,2855) (سنن ابوداؤد 1857,1856) (مسند احمد 18287,18280)

ذوالقعدہ 6 ہجری میں حدیبیہ کے مقام پر معاہدہ ہوا تھا۔ اس معاہدے کے مطابق ذوالقعدہ 7 ہجری میں رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ دو ہزار صحابہ رضی اللہ عنہم عمرہ کرنے مکہ مکرمہ آئے۔

(فوائد و مسائل سنن ابن ماجہ، حدیث نمبر 3003) (مسند احمد 18838) (صحیح بخاری 4251,2701,2699)

ابنِ عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم مکہ میں آئے تو مشرکینِ مکہ کہنے لگے کہ ہمارے پاس ایسی قوم آ رہی ہے جسے یثرب کے بخار نے کمزور بنا دیا ہے، تو رسول اللہ ﷺ نے صحابہ رضی اللہ عنہم کو طواف کے پہلے تین پھیروں میں تیز تیز اور اکڑ کر چلنے کا حکم دیا اور فرمایا کہ دونوں رُکنوں (یعنی رکنِ یمانی اور رکنِ حجرِ اسود) کے درمیان معمولی چال سے چلیں۔

(مسند احمد 2783) (صحیح بخاری 4256,1602) (صحیح مسلم 3059)
(مسند اسحاق 389,335) (سنن نسائی 2948) (صحیح ابن خزیمہ 2720) (سنن ابوداؤد 1886)

نبیﷺ مسجد حرام میں بابِ بنی شیبہ سے داخل ہوئے، مشرکین حطیم کی طرف بیٹھے ہوئے تھے۔ نبیﷺ نے اپنی چادر سے اضطباع کیا، پھر آپﷺ نے حجرِ اسود کا استلام کیا اور طواف شروع کر دیا۔ جب آپﷺ رکنِ یمانی پر پہنچے تو حجرِ اسود والے کونے تک اپنی عام رفتار سے چلے۔ اس طرح سے آپﷺ نے تین چکروں میں کیا۔ حضرت ابنِ عباسؓ کہتے ہیں کہ اس اعتبار سے یہ سنت ہے۔

(مسند احمد 2783)(صحیح ابن خزیمہ 2707,2700)

دونوں رُکنوں کے درمیان عام رفتار سے چلنے کی وجہ یہ تھی کہ اس طرف سے مسلمان کفار کو نظر نہیں آتے تھے اور رسول اللہﷺ کا فرمان بھی تھا کہ کل تمہاری قوم کے لوگ تمہیں دیکھیں گے لہٰذا ضروری ہے کہ تم انہیں مضبوط نظر آؤ۔

(سنن نسائی 2948)(سنن ابنِ ماجہ 2953)،(سنن ابوداؤد 1889: حسن)(مسند اسحاق 389)

حضرت ابنِ عباسؓ کہتے ہیں کہ نبیﷺ نے خانہ کعبہ کے گرد طواف کرتے ہوئے رمل اور اضطباع اس لئے کیا کہ مشرکین کو اپنی طاقت دکھا سکیں۔ سنن ابوداؤد کی روایت میں حضرت ابنِ عباسؓ سے ہی مروی ہے کہ یہ سنت ہے۔

(صحیح بخاری 4257,1649)(صحیح مسلم 3060)(مسند احمد 2783,1921)

(سنن نسائی 2982)(سنن ابوداؤد 1889: حسن)(مسند اسحاق 389,335)

7 ہجری میں آپﷺ مکہ مکرمہ میں تین دن رہے۔

(مسند احمد 18838)(صحیح بخاری 4251,2701,2699)

واپسی پر جب آپﷺ مکہ سے باہر آ گئے تو حضرت حمزہؓ کی بیٹی آپﷺ کے

پیچھے چچا چچا کہتی دوڑتی ہوئی آئی، اس کو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے لے لیا اور اس کا ہاتھ پکڑ کر حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے کہا کہ اپنے چچا کی بیٹی کو لے کر اٹھا لو۔ اس موقعہ پر حضرت علی رضی اللہ عنہ، حضرت زید رضی اللہ عنہ اور حضرت جعفر رضی اللہ عنہ کے درمیان حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی بیٹی کی بابت جھگڑا ہوا (السلسلۃ الصحیحہ کی روایت میں ہے کہ مدینہ پہنچ کر جھگڑا ہوا۔) حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا یہ میری چچا زاد بہن ہے۔ حضرت جعفر رضی اللہ عنہ نے کہا یہ میری بھی چچا زاد بہن ہے نیز اس کی خالہ میرے نکاح میں ہے۔ حضرت زید رضی اللہ عنہ نے کہا یہ میری بھتیجی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے اس کی خالہ کے حوالے کر دیا اور فرمایا: خالہ ماں کی طرح ہے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا: تم مجھ سے ہو اور میں تم سے ہوں، حضرت جعفر رضی اللہ عنہ سے فرمایا: تم میری صورت و سیرت دونوں کے مشابہ ہو اور حضرت زید رضی اللہ عنہ سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم ہمارے بھائی اور آزاد کردہ غلام ہو، یہ الفاظ بھی ہیں کہ تم ہمارے بھائی اور مولیٰ ہو۔☆

(صحیح بخاری 4251,2699) (السلسلۃ الصحیحہ 1905,259) (سنن ابوداؤد 2279,2278)

☆ مولیٰ کا مطلب دوست، دلی محبوب

حج (9ہجری)

20 رمضان المبارک، 8ہجری کو مکہ مکرمہ فتح ہوا۔ 8ہجری میں حالانکہ مکہ فتح ہو چکا تھا لیکن رسول اللہ ﷺ نے کسی کو امیرِ حج مقرر نہیں فرمایا تھا بلکہ مکہ مکرمہ کے گورنر حضرت عتاب بن اسید رضی اللہ عنہ کی سرکردگی میں حج ہوا لیکن یہ حج سابقہ طریقے کے مطابق ہوا۔ (فوائد ومسائل، سنن نسائی، حدیث نمبر 2620، 2960)

9ہجری میں حج کی فرضیت کا حکم نازل ہوا۔

(فوائد ومسائل سنن نسائی، حدیث نمبر 2960,2620)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اور حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے ہمیں خطبہ ارشاد فرمایا: ''لوگو! تم پر حج فرض کر دیا گیا ہے لہٰذا تم حج کرو۔'' حضرت اقرع بن حابس رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور عرض کیا: یارسول اللہ! کیا ہر سال؟ آپ ﷺ خاموش رہے، حتیٰ کہ حضرت اقرع بن حابس رضی اللہ عنہ نے تین مرتبہ پوچھا، پھر آپ ﷺ

نے فرمایا: ''اگر میں ہاں کہہ دیتا تو (پھر ہر سال) واجب ہو جاتا اور تم استطاعت نہ رکھتے۔'' پھر فرمایا: ''جب تک میں تمہیں کوئی مسئلہ نہ بتاؤں تو مجھے چھوڑے رکھو، تم سے پہلے لوگ اپنے انبیاء علیہم السلام سے زیادہ سوال کرنے اور ان سے اختلاف کرنے کی وجہ سے ہلاک ہوئے، جب میں کسی چیز کے بارے میں تمہیں حکم دوں تو مقدور بھر اس پر عمل کرو اور جب میں کسی چیز سے تمہیں منع کروں تو اسے چھوڑ دو۔''

(صحیح مسلم 3257) (سنن ابن ماجہ 2886) (سنن نسائی 2620، 2621) (مشکوٰۃ المصابیح 2505، 2520)
(صحیح بخاری 7288) (مسند اسحاق 299-300) (صحیح ابن خزیمہ 2508) (مسند احمد 2304، 10615)
(مستدرک 1609، 1727، 1728)

یہ الفاظ بھی ملتے ہیں کہ حج (تمام عمر میں) ایک مرتبہ فرض ہے اور جو ایک سے زیادہ کرے وہ نفل ہے۔

(مسند احمد 2304) (مستدرک 3155، 3156) (سنن ابن ماجہ 2886)

9 ہجری میں، رسول اللہ ﷺ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو امیرِ حج بنایا۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے روانہ ہونے کے بعد عہد توڑنے کے بارے میں سورۃ برأت (سورۃ توبہ) کی آیتیں نازل ہوئیں۔ آپ ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو اپنا سفیر بنا کر ایک اہم دینی و سیاسی اعلان کے لیے روانہ فرمایا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ مقام العرج میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے جا ملے اور ان کو اپنی آمد کی غرض بتائی۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ، رسول اللہ ﷺ کی اونٹنی پر سوار ہو کر آئے تھے، جب حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اونٹنی کی آواز سنی تو گھبرا کر آواز کی طرف چل پڑے کہ آپ رضی اللہ عنہ سمجھے کہ شاید رسول اللہ ﷺ خود تشریف لا رہے ہیں۔

مکہ پہنچ کر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو حج کرایا۔ خطبہ پڑھا اور مناسکِ حج

کی تعلیم دی۔ جبکہ یوم النحر میں حضرت علی ﷺ نے جمرہ کے قریب کھڑے ہوکر مسلمانوں کا جس کسی سے عہد تھا اس کا عہد واپس کرنے کا اعلان کیا اور سورۃ برأت کی ابتدائی آیات پڑھیں۔قرآنِ حکیم میں اس دن کو حجِ اکبر کا دن کہا گیا ہے۔ ☆

اعلان یہ بھی کیا گیا کہ جنت میں کوئی ایسا شخص داخل نہ ہوگا جو دینِ اسلام کو قبول کرنے سے انکار کرے، اِس سال کے بعد کوئی مشرک حج کے لیے نہ آئے اور بیت اللہ کے گرد برہنہ طواف کرنا ممنوع ہے۔

سنن دارمی کی احادیث کے مطابق یہ اعلانات تین دن ہوئے، پہلے حضرت ابوبکر ﷺ مناسکِ حج کی تعلیم فرماتے اور پھر حضرت علی ﷺ مندرجہ بالا اعلانات فرماتے۔

(مستدرک 7354,4376,4375)(جامع ترمذی 3092,3091,3090,871)،

(سنن نسائی 2960, 2961 حسن مع فوائد)(مسند احمد 594)(سنن دارمی 1956, 1960)

(صحیح بخاری 4657-4655,4363,3177,1622,369)

حضرت ابو ہریرہ ﷺ بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابوبکر ﷺ نے اس حج میں، جس میں نبی ﷺ نے انہیں حجۃ الوداع سے پہلے امیرِ حج بنا کر بھیجا تھا، مجھے ایک جماعت کے ساتھ بھیجا اور حکم دیا کہ دس ذُوالحجہ کے دن (یعنی یوم النحر میں) لوگوں میں اعلان کر دیا جائے کہ سن لو! اِس سال کے بعد کوئی مشرک بیت اللہ کا حج کرے نہ کوئی برہنہ حالت میں بیت اللہ کا طواف کرے۔ مستدرک میں یہ الفاظ ہیں، حضرت ابو ہریرہ ﷺ

☆ قرآن حکیم جب اس دن کو حجِ اکبر کا دن کہتا ہے تو ہم میں سے ان لوگوں کو سوچنا چاہیے جو اُس حج کو حجِ اکبر کہتے ہیں جس کا عرفہ بروز جمعہ واقع ہو۔

(فائدہ حدیث نمبر 957 جامع ترمذی)،(حاشیہ صحیح مسلم 3287)(صحیح بخاری 4657)(سنن ابوداؤد 1946 مع فوائد ومسائل)

بیان کرتے ہیں کہ ہم یہ بھی اعلان کرتے تھے کہ جنت میں صرف ایمان لانے والا ہی داخل ہوگا اور جس کسی کا بھی رسول اللہ ﷺ کے ساتھ کوئی معاہدہ ہے اس کی مدت 4 ماہ تک ہے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں یہ اعلان کرتا رہا حتیٰ کہ میری آواز بیٹھ گئی۔

(صحیح مسلم 3287) (صحیح بخاری 369, 1622, 3177, 4363, 4655,.4656, 4657)

(مشکوٰۃ المصابیح 2573) (مسند اسحاق 306) (سنن نسائی 2960) (سنن ابوداوٗد 1946)

(صحیح ابن خزیمہ 2702) (مستدرک 3275, 7355)

9 ہجری میں نبی ﷺ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو امیرِ حج بنا کر بھیجا۔ مسلمانوں نے اُن کی سرکردگی میں اسلامی طریقے کے مطابق حج کیا جب کہ کفار کی ایک بڑی تعداد نے جو حج کرنے آئی تھی اپنے طریقے پر حج کیا۔ اسی سال نبی ﷺ کے حکم کے مطابق منیٰ میں جگہ جگہ اعلانات کیے گئے۔ 10 ہجری میں رسول اللہ ﷺ بنفسِ نفیس تشریف لائے اور آپ ﷺ نے خالص اِسلامی طریقے کے مطابق حج کروایا۔

(فائدہ سنن نسائی حدیث نمبر 2960)

8 اور 9 ہجری کے جو حج تھے وہ نسی کے قاعدے سے ذوالقعدہ میں ہوئے۔ نسی کے قاعدے کے تحت کفارِ مکہ حرمت والے مہینوں کو آگے پیچھے کر دیتے تھے، ان میں ردّوبدل کر دیتے تھے۔ اس کا ذِکر قرآنِ حکیم میں سورۃ التوبہ کی آیت 37 میں ہے۔ اس طرح کرنے سے سال کی تاریخوں میں ردّوبدل ہو جاتی۔ مشرکینِ مکہ حج کو ہر سال گیارہ روز مؤخر کر دیتے تھے۔ اس سلسلہ میں چلتے چلتے 8 اور 9 ہجری میں حج ذوالقعدہ میں آ گیا تھا اور 10 ہجری کا حج اپنے اصلی مہینہ یعنی ذوالحجہ میں ہونا تھا، اس کی تائید میں

رسول اللہ ﷺ کے الفاظ بھی آپ ﷺ کے ایک خطبہ میں ملتے ہیں، فرمایا: زمانہ (سال) گھوم گھما کر اُسی صورت میں آ گیا ہے جیسے اُس دِن تھا جس روز اللہ تعالیٰ نے زمین و آسمان تخلیق فرمائے تھے۔

(سنن ابواوٗد 1947 مع فوائد وسائل)(مشکوٰۃ المصابیح 2659)(مسند احمد 2274)

(صحیح بخاری 3832,1564)(صحیح مسلم 3009)

رسول اللہ ﷺ کے عمرے

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے چار عمرے کیے ہیں اور وہ سب ذوالقعدہ میں کیے، بجز اس عمرہ کے جو آپ ﷺ نے حج کے ساتھ کیا۔ آپ ﷺ نے ایک عمرہ حدیبیہ (6 ہجری) ذوالقعدہ میں، ایک عمرہ اگلے سال (7 ہجری) ذوالقعدہ میں کیا، آپ ﷺ مکہ میں تین دن رہے۔ ایک عمرہ جعرانہ سے جہاں آپ ﷺ نے حنین کا مالِ غنیمت تقسیم کیا (8 ہجری) وہ بھی ذوالقعدہ میں اور ایک عمرہ (10 ہجری میں) اپنے حج کے ساتھ کیا۔

(صحیح مسلم 3034,3033) (مشکوۃ المصابیح 2518) (مسند احمد 12399) (صحیح ابن خزیمہ 3071)

(سنن ابوداؤد 1994) (جامع ترمذی 815) (صحیح بخاری 3066,1779,1778)

اُمّ المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، انہوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے ذوالقعدہ کے سوا عمرہ ادا نہیں فرمایا۔

(سنن ابنِ ماجہ 2997)

حضرت عبداللہ بن عباس ؓ سے روایت ہے، انہوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے چار عمرے کیے، حدیبیہ کا عمرہ، اگلے سال عمرۃ القضاء، تیسرا جعرانہ سے اور چوتھا وہ جو آپ ﷺ نے حج کے ساتھ کیا۔

(مستدرک 4372)(سنن ابن ماجہ 3003)(سنن ابوداؤد 1993)
(جامع ترمذی 816)(مسند احمد 2211)(سنن دارمی 1900)

حضرت عبداللہ بن عباس ؓ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ذوالقعدہ کے سوا (کسی اور مہینے میں) عمرہ نہیں کیا۔

(سنن ابن ماجہ 2996)

کیا اِن احادیث سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ آپ ﷺ نے ایک سال میں ایک ہی عمرہ کیا؟ اور ایک سفر میں ایک؟

رسول اللہ ﷺ کے تمام عمراۃ حج کے مہینوں میں ہیں۔ چوتھا عمرہ وہ جو آپ ﷺ نے حج کے ساتھ کیا اس کے سفر کا آغاز بھی ذوالقعدہ میں ہے۔

رسول اللہ ﷺ کے چند ارشادات اور سنتیں
حج اور عمرہ کے حوالے سے

آپ ﷺ نے فرمایا کہ حج کرنا (مسلمان پر) ایک مرتبہ فرض ہے (اور جو شخص زیادہ مرتبہ کرے) تو وہ نفلی ہے۔

(سنن ابنِ ماجہ 2886) (باب حدیث نمبر 3257 صحیح مسلم) (مسند احمد 2304)

(مستدرک 1609) (سنن ابوداؤد 1721: حسن) (سنن نسائی 2621)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا گیا، کون سا عمل افضل ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لانا۔'' عرض کیا گیا، پھر کون سا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ کی راہ میں جہاد کرنا۔'' عرض کیا گیا، پھر کون سا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''حجِ مبرور۔''

(جامع ترمذی 1658) (صحیح بخاری، 1519,26)، (مشکوۃ المصابیح 2506)

(مسند احمد 7629,7580) (صحیح مسلم 248)

اُمّ المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے گزارش کی: یا رسول اللہ!

کیا ہم عورتیں بھی آپ ﷺ کے ساتھ جہاد کے لیے نہ جایا کریں؟ کیونکہ میں تو قرآن میں کوئی عمل جہاد سے افضل نہیں پاتی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''نہیں، تم عورتوں کے لیے افضل اور خوب صورت ترین جہاد، بیت اللہ کا حجِ مبرور ہے۔''

(مسند احمد 25002)(سنن نسائی 2629)(صحیح بخاری 1520, 1861)

اُم المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا، یا رسول اللہ! ہم جہاد کو سب سے بہتر عمل سمجھتی ہیں، تو کیا ہم بھی جہاد کریں؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ (تمہارے لیے) سب سے افضل جہاد، حجِ مبرور ہے۔

(صحیح بخاری 1520)(مسند احمد 24926)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''حج اور عمرہ پے در پے (ایک کے بعد دوسرا) کرو، کیونکہ وہ فقر اور گناہوں کو اس طرح ختم کر دیتے ہیں جس طرح بھٹی لوہے، سونے اور چاندی کی میل دور کر دیتی ہے اور حجِ مقبول (حجِ مبرور) کی جزا صرف جنت ہے۔''

(مشکوۃ المصابیح 2524)(جامع ترمذی 810)(مسند احمد 3669)(سنن نسائی 2632)(صحیح ابنِ خزیمہ 2512)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بوڑھے، بچے، کمزور اور عورت کا جہاد حج اور عمرہ کرنا ہے۔'' (سنن نسائی 2627)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''عمرہ، دوسرے عمرہ تک کے درمیانی وقفہ میں ہونے والے گناہوں کا کفارہ ہے اور حجِ مبرور

(حجِ مقبول☆) کی جزا جنت ہی ہے۔‘‘

(صحیح مسلم3289, 3290)(مشکوٰۃ المصابیح2508)(موطاء757)(صحیح ابنِ خزیمہ2513)
(مسند احمد9942,7348)(سنن نسائی2623)(سنن ابنِ ماجہ2888)(صحیح بخاری 1773)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ’’جو شخص اللہ کے لیے حج کرے، پھر وہ گناہ کا کام کرے نہ فحش گوئی، (اور عورت کی طرف مائل نہ ہو، نہ بُرائی کرے اور نہ جھگڑا کرے) تو وہ (گناہوں سے پاک ہو کر) اس روز کی طرح لوٹتا ہے جس روز اس کی والدہ نے اسے جنم دیا تھا۔‘‘

(صحیح بخاری1820,1521)(صحیح مسلم3291-3293)(مشکوٰۃ المصابیح2507)(سنن دارمی1837)
(مسند اسحاق302-304)(مسند احمد7136)(صحیح ابنِ خزیمہ2514)(جامع ترمذی811)
(سنن نسائی2628)(سنن ابنِ ماجہ2889)

حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ’’جو شخص حج کرنے کا ارادہ رکھتا ہو تو وہ جلدی کرے کیونکہ ممکن ہے آدمی بیمار ہو جائے یا اس کی

☆ حجِ مبرور (حجِ مقبول) سے مراد وہ حج ہے جس میں شہوانی باتیں، فسق اور لڑائی جھگڑا نہ ہو جیسا کہ قرآن (سورۃ البقرہ، آیت 197) میں اس کی طرف اِشارہ ہے۔

حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رفث سے مراد جماع ہے اور فسوق سے مراد شکار وغیرہ کرنے کی احرام کی خلاف ورزی ہے اور جدال سے مراد گالی گلوچ اور لڑائی جھگڑا۔ (مستدرک 3094)

حجِ مبرور ایسا حج ہے جس میں اوّل تا آخر نیکیاں ہی نیکیاں ہوں، اس میں گناہ کا شائبہ تک نہ ہو۔
(فائدہ، حدیث نمبر 1519 صحیح بخاری)

حجِ مبرور وہ حج ہے جو ریاء کاری اور گناہوں کی آلائش سے پاک ہو۔ اس کی علامت یہ ہے کہ آدمی اپنی زندگی پہلے سے بہتر روش پر قائم کرے۔

سواری گم ہو جائے یا کوئی اور ضرورت پیش آ جائے۔''

(سنن ابن ماجہ 2883 اسناد حسن) (مستدرک 1645) (سنن ابوداؤد 1732)

حضرت ابو ہریرہ ﷛ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کوئی عورت محرم کے بغیر ایک دن اور ایک رات کا سفر نہ کرے۔''

(سنن ابوداؤد 1723) (صحیح بخاری 1088) (جامع ترمذی 1170)
(صحیح مسلم 3266) (مشکوۃ المصابیح 2515) (صحیح ابن خزیمہ 2525) (مسند احمد 8470)

حضرت ابو ہریرہ ﷛ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''جو عورت، اللہ تعالیٰ اور قیامت پر ایمان رکھتی ہے اس کے لیے ایک دن اور رات کا سفر کرنا حلال نہیں جب کہ اس کے ساتھ محرم نہ ہو۔''

(سنن ابن ماجہ 2899) (سنن ابوداؤد 1724) (صحیح مسلم 3267-3269) (مسند شافعی 849)
(موطاء 1776) (صحیح ابن خزیمہ 2523) (مسند احمد 7221)

حضرت ابن عباس ﷛ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے خطبہ میں فرمایا: ''کوئی آدمی کسی عورت کے ساتھ خلوت اختیار نہ کرے اور کوئی عورت محرم کے بغیر سفر نہ کرے۔'' ایک آدمی کھڑا ہوا اور اس نے عرض کیا: یا رسول اللہ! فلاں فلاں غزوہ میں میرا نام لکھا گیا ہے جبکہ میری اہلیہ حج کا ارادہ رکھتی ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''جاؤ اور اپنی اہلیہ کے ساتھ حج کرو۔''

(صحیح مسلم 3272-3274)، (صحیح بخاری 3006,1862)، (مشکوۃ المصابیح 2513)
(مسند شافعی 850) (مسند اسحاق 349) (سنن ابن ماجہ 2900) (صحیح ابن خزیمہ 2529) (مسند احمد 1934)

حجاج بن عمرو انصاری ﷛ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس

شخص کی ہڈی ٹوٹ جائے یا وہ لنگڑا ہو جائے تو وہ حلال ہو گیا اور وہ اگلے سال حج کرے۔''

(جامع ترمذی 940)، (سنن ابوداؤد 1862)، (سنن ابن ماجہ 3078)، (سنن دارمی 1936)
(مسند احمد 15823,15822)(مستدرک 1776,1775,1725)

حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے اہلِ مدینہ کے لیے ذوالحلیفہ، اہلِ شام کے لیے جحفہ، اہلِ نجد کے لیے قرن منازل اور اہلِ یمن کے لیے یلملم میقات مقرر کیا، یہ اُن کے لیے ہیں اور اُن کے علاوہ اِن راستوں سے آنے والوں کے لیے بھی ہیں جبکہ (بشرطیکہ) وہ حج اور عمرہ ادا کرنے کا ارادہ رکھتے ہوں☆ اور جو ان مواقیت کے اندر کی جانب رہتا ہے تو وہ اپنے گھر سے احرام باندھے گا اور اس طرح حتیٰ کہ مکہ والے مکہ سے احرام باندھیں گے۔

(صحیح بخاری 1529,1526,1524)، (صحیح مسلم 2804,2803)، (مشکوٰۃ المصابیح 2516)(مسند شافعی 760 بروایت طاوس، 762)
(مسند اسحاق 348)(صحیح ابنِ خزیمہ 2591,2590)(سنن ابوداؤد 1738)(سنن نسائی 2659,2655)(مسند احمد 2128)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ، رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا:
''اور اہلِ مدینہ ذوالحلیفہ کے مقام سے احرام باندھیں جبکہ دوسرے (شام کے) راستوں والے جحفہ سے، اہلِ عراق ذاتِ عرق سے، اہلِ نجد قرن سے اور اہلِ یمن یلملم سے احرام باندھیں گے۔'' (مشکوٰۃ المصابیح 2517)(مسند شافعی 763)(صحیح مسلم 2810)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے احرام والے

☆ جو لوگ حج یا عمرہ کا ارادہ نہ رکھتے ہوں وہ احرام باندھے بغیر بھی میقات سے گزر کر مکہ میں داخل ہو سکتے ہیں۔ (فائدہ وحاشیہ حدیث نمبر 1522 صحیح بخاری حدیث نمبر 2803 صحیح مسلم)

کو ورس یا زعفران سے رنگا ہوا کپڑا پہننے سے منع فرمایا۔انہی الفاظ سے بخاری کی روایت حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ سے ہے۔

(سنن ابنِ ماجہ 2930)(مسند شافعی 838)(مسندِ احمد 5336)(صحیح بخاری 1545)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مرد کو احرام کی حالت میں زعفران لگانے سے منع فرمایا۔ترمذی میں ہے جو کہ ابنِ عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، اس کپڑے کو بھی پہننے سے منع فرمایا جس کپڑے میں زعفران یا ورس ہو۔بخاری کی روایات (جو کہ حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ اور ابنِ عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہیں) میں ہے کہ زعفران یا ورس لگے یا رنگے ہوئے کپڑے جس سے بدن پر زعفران لگے ان سے رسول اللہ ﷺ نے منع فرمایا۔

(سنن نسائی 2708)(جامع ترمذی 833)(صحیح بخاری 1838,1545)(سنن ابنِ ماجہ 2930)

عورتوں کے احرام کے حوالے سے حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو عورتوں کو حالتِ احرام میں دستانے پہننے، نقاب کرنے اور ورس وزعفران سے رنگ کیے ہوئے کپڑے پہننے سے منع فرماتے ہوئے سنا۔(یہ الفاظ صحیح بخاری کی حدیث نمبر 1838 میں بھی ہیں)۔اس کے علاوہ، وہ زرد رنگ کے یا ریشم کے بنے ہوئے جو کپڑے چاہیں پہن لیں، یا زیور، شلوار، قمیص اور موزے پہن سکتی ہیں۔

(مشکوٰۃ المصابیح 2689)(سنن ابوداود 1827,1826: اسناد حسن)(سنن ابوداؤد 1825)

(صحیح ابنِ خزیمہ 2600,2599)(سنن نسائی 2682,2674)(مسند احمد 4740)(مستدرک 1788)(صحیح بخاری 1838)

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اس آدمی کے بارے میں جس کی حالتِ احرام میں

آنکھیں دکھتی ہوں، رسول اللہ ﷺ سے حدیث بیان کی کہ وہ اپنی آنکھوں پر ایلوے کا لیپ کرسکتا ہے۔

(جامع ترمذی 952)(صحیح مسلم 2888,2887)(مشکوۃ المصابیح 2686)(مسند احمد 422)

(صحیح ابن خزیمہ 2654)(سنن ابوداؤد 1839,1838)(سنن نسائی 2712)

حضرت ابوایوب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ حالتِ احرام میں اپنا سر دھو لیا کرتے تھے (پانی ڈال کر اپنے دونوں ہاتھوں سے اپنے سر کے بالوں کو حرکت دینا اور اپنے ہاتھوں کو آگے بھی لانا اور پیچھے بھی لے کر جانا)۔ حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے حالتِ احرام میں مکہ کی راہ میں پچھنے لگوائے۔

(صحیح بخاری 1840,1835)، (صحیح مسلم 2885، 2889)، (مشکوۃ المصابیح 2684, 2685)(جامع ترمذی 839)

(سنن دارمی 1860)(مسند شافعی 914,858)(مسند اسحاق 368)(سنن نسائی 2849,2848,2666)(مستدرک 1664)

(سنن ابوداؤد 1840,1835)(سنن ابن ماجہ 2934)(صحیح ابنِ خزیمہ 2651,2650)(مسند احمد 1923)(موطاء 699)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”تین شخص اللہ تعالیٰ کے خصوصی مہمان ہیں (اللہ کے تقرب کا قصد کرنے والے ہیں) (اللہ کے سفیر ہیں)۔ جہاد کو جانے والا، حج کے لیے سفر کرنے والا اور عمرے کو جانے والا۔“

(سنن نسائی 2626)، (مشکوۃ المصابیح 2537)(صحیح ابنِ خزیمہ 2511)(مستدرک 1611)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول ﷺ نے فرمایا: حج اور عمرہ کرنے والے اللہ تعالیٰ کے ملاقاتی (مہمان) ہیں۔ اگر وہ اللہ سے دعا کریں تو اللہ ان کی دعا قبول کرتا ہے اور اگر وہ بخشش مانگیں تو انہیں بخش دیتا ہے۔ (سنن ابنِ ماجہ 2892 حسن)

رسول اللہ ﷺ سے مختلف احادیث میں یہ ملتا ہے کہ اس شکار کا گوشت تمہارے لیے حالتِ احرام میں حلال ہے جسے تم نے شکار کیا ہو نہ وہ تمہاری خاطر (تمہارے حکم یا اشارے سے) شکار کیا گیا ہو۔ یہ احادیث خشکی کے شکار سے متعلّق ہیں۔

(صحیح بخاری 1821-1824)، (سنن دارمی 1869) (مسند شافعی 901,900)

(مستدرک 1748,1659) (صحیح مسلم 2856,2855) (سنن نسائی 2829)

اُم المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا، نبی ﷺ سے روایت کرتی ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: ''پانچ قسم کے جانور فاسق (نقصان دہ) ہیں، انہیں حل و حرم ہر حالت میں قتل کیا جائے گا، حالتِ احرام میں بھی، سانپ، کوّا جو سیاہ و سفید ہو، چوہا، کاٹنے والا (باوَلا) کتا اور چیل۔'' صحیح مسلم کی حدیث میں سانپ کا ذکر ہے جب کہ سنن دارمی اور صحیح بخاری میں سانپ کی بجائے بچھو کا ذکر ہے۔

(صحیح مسلم 2862-2869) (سنن دارمی 1858) (صحیح بخاری 3314,1829) (سنن نسائی 2885,2884,2832)

(صحیح ابن خزیمہ 2669) (مسند احمد 25168,24553) (سنن ابوداؤد 1846) (سنن ابن ماجہ 3087) (جامع ترمذی 837)

حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہ، نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں، آپ ﷺ نے کسی کے سوال پوچھنے پر ارشاد فرمایا: ''پانچ چیزیں ایسی ہیں جنہیں حرم میں حالتِ احرام میں قتل کر دینے پر کوئی گناہ نہیں، چوہا، کوّا، چیل، بچھو اور کاٹنے والا (کھٹ کھنا) کتا۔'' ایک روایت میں سانپ کے الفاظ بھی ہیں۔

(صحیح بخاری 1828) (صحیح مسلم 2871-2876) (سنن دارمی 1857) (سنن نسائی 2833,2831)

(مسند شافعی 908) (مسند اسحاق 327) (موطاء 779,778) (مسند احمد 5324,4461) (سنن ابن ماجہ 3088)

اُم المؤمنین اُمِ سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''حج ہر

کمزور کا جہاد ہے۔'' (سنن ابن ماجہ 2902)

اُم المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انہوں نے فرمایا: میں نے پوچھا، یارسول اللہ! کیا عورتوں پر جہاد فرض ہے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ہاں! ان پر ایسا جہاد فرض ہے جس میں جنگ نہیں ہوتی وہ حج وعمرہ ہے۔''

(سنن ابن ماجہ 2901)، (مشکوٰۃ المصابیح 2534) (صحیح ابن خزیمہ 3074☆) (مسند احمد 25836)

حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ اور اُم معقل رضی اللہ عنہا روایت کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''رمضان میں عمرہ کرنا (ثواب کے لحاظ سے) حج کے برابر ہے۔''

(جامع ترمذی 939) (صحیح بخاری 1863,1782) (سنن دارمی 1901-1902)

(مسند اسحاق 317,316) (مسند احمد 2025) (صحیح مسلم 3039,3038)

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ سے پوچھا گیا کہ کون سا حج افضل ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: جس حج میں لبیک پکارنا بہت ہو اور خون بہانا یعنی قربانی کرنا۔ (جامع ترمذی 827)، (سنن دارمی 1838) (صحیح ابن خزیمہ 2631) (مستدرک 1655)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے ایک بوڑھے کو دیکھا جو اپنے دو بیٹوں کے سہارے چل رہا تھا۔ آپ ﷺ نے دریافت فرمایا: ''اسے کیا ہوا ہے۔'' لوگوں نے عرض کیا کہ اس نے پیدل چلنے کی نذر مانی ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''یہ اپنی جان کو تکلیف دے رہا ہے۔ یقیناً اللہ تعالیٰ اس سے بے نیاز ہے۔''

☆ صحیح ابنِ خزیمہ کی حدیث نمبر 3074 میں لکھا ہے کہ امام ابوبکر بن اسحاق بن خزیمہؒ فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ کے اس فرمان ''وہ حج وعمرہ ہے'' میں یہ دلیل ہے کہ عمرہ، حج کی طرح واجب ہے

آپ ﷺ نے اسے حکم دیا وہ سوار ہو کر جائے۔

(صحیح مسلم 4247)(سنن ابوداؤد 3301)(صحیح بخاری 6701,1865)

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انھوں نے فرمایا کہ میری بہن نے بیت اللہ تک پیدل جانے کی نذر مانی اور مجھے حکم دیا کہ نبی ﷺ سے اس کے متعلّق سوال کروں، چنانچہ میں نے اس کے متعلّق دریافت کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''وہ پیدل بھی چلے اور سوار بھی ہو جائے۔''

(صحیح بخاری 1866)(مسند احمد 17522,17521)(صحیح مسلم 4250-4252)(سنن ابوداؤد 3299)

یہ الفاظ بھی ہیں کہ تمھاری ہمشیرہ کے اپنے آپ کو عذاب میں مبتلا کرنے سے اللہ غنی ہے، وہ سوار ہو جائے اور قربانی کر لے۔

(مسند احمد 17946)(سنن ابوداؤد 3304,3303)(مستدرک 7830: بروایت حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے اسی طرح کی روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ جب کہا گیا کہ وہ اتنا پیدل نہیں چل سکتی تو نبی ﷺ نے فرمایا: جب وہ چل نہیں سکتی اس کو کہہ دو کہ سوار ہو کر چلی جائے۔ اللہ تیری بہن کو مشقّت میں ڈالنے سے بے نیاز ہے۔

(مستدرک 7829)(سنن ابوداؤد 3303)

حضرت صفوان بن عبداللہ بن صفوان رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ کی بیٹی ان (صفوان) کے نکاح میں تھیں۔ وہ ان کے ہاں آئے تو امِ درداء رضی اللہ عنہا سے ملاقات ہوئی، حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ (گھر میں) نہ ملے۔ اُمِ درداء رضی اللہ عنہا نے کہا: آپ کا

اس سال حج کا اِرادہ ہے؟ انھوں نے کہا: جی ہاں۔ فرمایا: تو ہمارے لیے بھی دُعائے خیر کرنا کیونکہ نبی ﷺ فرمایا کرتے تھے: ''آدمی کی اپنے بھائی کے حق میں اس کی عدم موجودگی میں کی ہوئی دُعا مقبول ہے۔ دُعا کرنے والے کے سر کے قریب ایک فرشتہ اس کی دُعا پر آمین کہتا ہے۔ جب بھی وہ اس (غیر موجود بھائی) کے حق میں دُعا کرتا ہے فرشتہ کہتا ہے: آمین اور تجھے بھی یہی کچھ نصیب ہو۔'' انھوں نے فرمایا: پھر میں بازار گیا تو حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ سے ملاقات ہوگئی تو انھوں نے بھی مجھے نبی ﷺ کا یہی فرمان سنایا۔ (سنن ابن ماجہ 2895) (صحیح مسلم 6929-6931) (مسند احمد 22050,22051)

حضرت عَمرو بن عبسہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک آدمی نے عرض کی، یارسول اللہ! اسلام کیا ہے؟ فرمایا: تمہارا دل اللہ کے سامنے سرِ تسلیم خم کر دے اور مسلمان تمہاری زبان اور تمہارے ہاتھ سے محفوظ رہیں، اس نے پوچھا: سب سے افضل اسلام کون سا ہے؟ فرمایا: ایمان! اس نے پوچھا کہ ایمان سے کیا مراد ہے؟ فرمایا: کہ اللہ پر، اس کے فرشتوں، کتابوں، پیغمبروں اور مرنے کے بعد کی زندگی پر یقین رکھو، اس نے پوچھا کہ سب سے افضل ایمان کیا ہے؟ فرمایا: ہجرت، اس نے پوچھا کہ ہجرت سے کیا مراد ہے؟ فرمایا: گناہ چھوڑ دو، اس نے پوچھا کہ سب سے افضل ہجرت کیا ہے؟ فرمایا: جہاد، اس نے پوچھا: جہاد سے کیا مراد ہے؟ فرمایا: کفار سے آمنا سامنا ہونے پر قتال کرنا، اس نے پوچھا: سب سے افضل جہاد کیا ہے؟ فرمایا: جس کے گھوڑے کے پاؤں کٹ جائیں اور اس شخص کا اپنا خون بہا دیا جائے، پھر فرمایا: اس کے بعد دو عمل سب سے زیادہ افضل ہیں الّا یہ کہ کوئی شخص وہی عمل کرے ایک حجِ مقبول اور دوسرا عمرہ۔ (مسند احمد 17152)

حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ سے مسئلہ پوچھا کہ ان کی بہن نے یہ منت مانی ہے کہ وہ پیدل بیت اللہ شریف جائے گی لیکن اب وہ کمزور ہوگئی ہے۔ نبی ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ تمہاری بہن کی اس منت سے بے نیاز ہے، اُسے چاہیے کہ سواری پر چلی جائے اور ایک اونٹ بطور ہدی لے کے جائے۔ (مسند احمد 2835,2134)(ابوداؤد 3296)(مستدرک 7830,7829)

حضرت ابوامامہ باہلی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: تین آدمی ایسے ہیں جن کا ضامن اللہ تعالیٰ ہے۔

1. وہ شخص جو اللہ کی راہ میں جہاد کے لیے نکلا ہو، وہ اللہ کی ضمان میں ہے یہاں تک کہ وہ اس کو وفات دے دے اور اسے جنت میں داخل کر دے یا اسے ثواب یا غنیمت کے ساتھ واپس بھیج دے۔
2. وہ شخص جو دل کی خوشی کے ساتھ مسجد میں جائے۔ وہ بھی اللہ کی ضمان پر ہے یہاں تک کہ وہ اس کو وفات دے دے اور اسے جنت میں داخل کر دے یا اسے اجروثواب کے ساتھ واپس بھیج دے۔
3. وہ شخص جو اللہ کے گھر میں سلامتی کے ساتھ داخل ہو، وہ بھی اللہ کی ضمان پر ہے۔

(مستدرک 2400)(سنن دارمی 2436 بروایت حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ: پوائنٹ ﴿٦﴾)

سیدنا عبداللہ بن عَمرو رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اگر جاہلیتوں کی نجاستوں نے اس (حجرِاسود) کو نہ چھوا ہوتا تو جب آفت والا آدمی اسے چھوتا تو وہ صحت یاب ہو جاتا اور زمین پر صرف یہی (حجرِاسود) ہے جو جنت سے ہے۔" (السلسلۃ الصحیحۃ 3298,2338)

حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب حجرِ اسود جنت سے اُترا تھا تو دودھ سے زیادہ سفید تھا پھر اس کو بنی آدم کے گناہوں نے کالا کر دیا۔☆ (جامع ترمذی 877)، (مشکوٰۃ المصابیح 2577) (صحیح ابن خزیمہ 2733) (السلسلۃ الصحیحہ 3202)

☆ اس حدیث سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ انسانی گناہوں کے اثرات صرف انسان پر ہی نہیں بلکہ تمام تر اشیاء پر ہوتے ہیں حتیٰ کہ وہ جنت سے اُترنے والا پتھر ہی کیوں نہ ہو۔ اور پتھروں کے متعلق ایک نظریہ یہ بھی پایا جاتا ہے کہ یہ ہماری مشکلات یا ہماری پریشانیوں کو حل کرتے ہیں تو اس حدیث سے یہ بات واضح ہوگئی کہ پتھر ہماری تکلیف اور پریشانی میں کچھ بھی اثر نہیں رکھتے۔ اس حوالے سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی حدیث بھی مدِنظر رہے کہ جس میں انھوں نے حجرِ اسود کو بوسہ کے وقت کہا تھا کہ بلاشبہ میں جانتا ہوں کہ تو محض ایک پتھر ہی ہے، نفع دے سکتا ہے نہ نقصان۔ اگر میں نے رسول اللہ ﷺ کو نہ دیکھا ہوتا کہ انھوں نے تجھے بوسہ دیا تھا تو میں تجھے بوسہ نہ دیتا۔

(جامع ترمذی 860) (موطاء 806) (مستدرک 1682) (صحیح بخاری 1605) (صحیح مسلم 3067)

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ہم حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے ہمراہ حج کے لیے گئے، جب ہم طواف کرنے لگے تو آپ رضی اللہ عنہ حجرِ اسود سے مخاطب ہو کر کہنے لگے: میں جانتا ہوں تو ایک پتھر ہے، تو نہ نقصان دے سکتا ہے نہ فائدہ۔ اگر میں نے رسول اللہ ﷺ کو تیرا بوسہ لیتے ہوئے نہ دیکھا ہوتا تو میں تیرا بوسہ نہ لیتا (یہ کہنے کے بعد) پھر آپ نے اس کا بوسہ لیا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے آپ سے کہا: یا امیر المومنین! یہ فائدہ بھی دیتا ہے اور نقصان بھی۔ (اور حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا:) میں اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے یہ بات سنی ہے کہ حجرِ اسود کو قیامت کے دن لایا جائے گا اور بڑی فصیح و بلیغ آواز میں ان لوگوں کی گواہی دے گا جنہوں نے توحید (حق) کے ساتھ اس کا استلام کیا ہوگا۔ (مشکوٰۃ المصابیح 2578: حسن) (جامع ترمذی 961 حسن) (سنن ابن ماجہ 2944) (سنن دارمی 1881) (مسند احمد 2215) (صحیح ابن خزیمہ 2735) (مستدرک 1681,1680) اس لیے یا امیر المومنین! یہ پتھر فائدہ بھی دیتا ہے اور اور نقصان بھی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ بولے: یا ابوالحسن! جس قوم میں تم نہ ہو، اس قوم میں زندگی گزارنے سے میں اللہ کی پناہ مانگتا ہوں۔ (مستدرک 1682)

حضرت ابوہریرہ ؓ فرماتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ یوں دعا مانگا کرتے تھے:

" اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِلْحَاجِّ، وَلِمَنِ اسْتَغْفَرَ لَهُ الْحَاجُّ "

''اے اللہ! حاجی کی بھی مغفرت فرما اور جس کے لیے حاجی مغفرت کی دعا کرے اس کی بھی مغفرت فرما'' (مستدرک 1612)

حضرت عبداللہ بن عمرو ؓ فرماتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''ساتھیوں میں سے اللہ کے نزدیک سب سے بہتر وہ ہے جو اپنے ساتھی☆ کے لئے بہتر ہے۔ اور اللہ کے نزدیک بہترین پڑوسی وہ ہے جو اپنے پڑوسی کے لئے بہتر ہو۔'' (مستدرک 1620: کتاب مناسک الحج) (جامع ترمذی 1944) (صحیح ابن خزیمہ 2539) (السلسلۃ الصحیحہ 333)

حضرت انس بن مالک ؓ فرماتے ہیں: نبی اکرم ﷺ جہاں بھی آرام کے لیے قیام کرتے، وہاں سے رخصت ہونے سے پہلے دو رکعت نوافل ادا کرتے۔
(مستدرک 1635: کتاب مناسک الحج) (صحیح ابن خزیمہ 2568)

سیدنا ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو حج کرنے کے لئے نکلا اور فوت ہو گیا تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے قیامت کے دن تک حج کرنے والے کا ثواب لکھ دیتا ہے، جو عمرہ کی ادائیگی کے لئے نکلا اور فوت ہو گیا تو اللہ اس کے لئے قیامت کے دن تک عمرہ کرنے والے کا اجر لکھ دیتا ہے اور جو غازی، اللہ کے

☆ مستدرک میں چونکہ یہ حدیث مناسک الحج میں آئی ہے تو اس سے احساس ہوتا ہے کہ یہ سفر میں ساتھی کے حوالے سے بھی بات ہو سکتی ہے۔

راستے میں نکلا اور فوت ہو گیا تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے قیامت کے دن تک غازی کا اجر لکھ دیتا ہے۔‘‘

(السلسلۃ الصحیحہ 2146)

حضرت ابنِ عمر ؓ فرماتے ہیں: جب آدمی احرام کا ارادہ کرے یا مکہ میں داخل ہونے کا ارادہ کرے تو غسل کرنا سنت ہے۔

(مستدرک 1639)

نبی ﷺ نے حالتِ احرام میں مسواک بھی کی۔ (صحیح ابنِ خزیمہ 2655)

عقبہ بن عامر جہنی ؓ سے روایت ہے، میری بہن نے نظر مانی کہ وہ کعبہ کی طرف ننگے پاؤں اور ننگے سر چلے گی۔ رسول اللہ ﷺ اس کے پاس آئے، آپ نے فرمایا: اس کی کیا حالت ہے۔۔۔؟ لوگوں نے کہا اس نے نذر مانی ہے کہ وہ کعبہ کی طرف ننگے پاؤں اور ننگے سر چلے گی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اس کو حکم دو کہ وہ ضرور سوار ہو اور چادر اوڑھے اور حج کرے اور ایک قربانی ذبح کرے۔

(السلسلۃ الصحیحہ 1187)

آغازِ سفرِ حجۃ الوداع

(25 ذوالقعدہ 10 ہجری بروز ہفتہ)

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مدینہ میں نو سال قیام فرمایا اور اس دوران حج نہ کیا، پھر دسویں سال آپ ﷺ نے لوگوں میں حج کا اعلان کرایا کہ رسول اللہ ﷺ حج کا ارادہ رکھتے ہیں۔ بہت سے لوگ مدینہ پہنچ گئے، سب یہی چاہتے تھے کہ وہ رسول اللہ ﷺ کی پیروی کریں اور حج میں ویسا ہی کام کریں جیسا آپ ﷺ کریں۔ (سنن نسائی 2741) (مشکوٰۃ المصابیح 2555) (سنن دارمی 1892) (مسند شافعی 802)
(صحیح مسلم 2950) (صحیح ابنِ خزیمہ 2603,2534) (مسند احمد 14493)

25 ذوالقعدہ کو جب کہ ہفتے کا روز تھا، مسجدِ نبوی میں ظہر کی نماز 4 رکعت ادا کرنے کے بعد آپ ﷺ نے خطبہ ارشاد فرمایا اور احکامِ حج کی تعلیم دی۔

(صحیح بخاری 1715,1551,1546,1545) (سنن ابوداؤد 1773)

(مشکوٰۃ المصابیح 1333) (مسند احمد 26876,12103) (حاشیہ حدیث نمبر 2814 صحیح مسلم 1581)

حضرت ابنِ عمرؓ سے مروی ہے کہ ایک آدمی نے مسجد نبوی میں کھڑے ہو کر نبیﷺ سے پوچھا: یا رسول اللہ! آپ ہمیں کہاں سے احرام باندھنے کا حکم دیتے ہیں۔ نبیﷺ نے فرمایا: ''اہلِ مدینہ کے لئے ذوالحلیفہ، اہلِ شام کے لئے جحفہ اور اہلِ نجد کے لیے قرن منازل میقات ہے''۔ (مسند احمد 5087) (مسند شافعی 757) (صحیح بخاری 1528,1525)

حضرت ابنِ عباسؓ بیان کرتے ہیں۔ ایک آدمی نبیﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو اس نے عرض کیا۔ میری بہن نے حج کرنے کی نذر مانی تھی لیکن وہ فوت ہو چکی ہے، تو نبیﷺ نے فرمایا: ''اگر اس پر قرض ہوتا تو کیا تم ادا کرتے؟'' اس نے عرض کیا، جی ہاں، آپﷺ نے فرمایا: ''پھر اللہ کا قرض بھی ادا کرو، وہ تو ادائیگی کا زیادہ حق دار ہے۔'' (سنن نسائی 2633) (صحیح بخاری 6699)، (مشکوٰۃ المصابیح 2512)

حضرت ابنِ عباسؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک عورت نے حضرت سنان بن سلمہ جہنیؓ سے کہا کہ رسول اللہﷺ سے پوچھیں کہ اُس کی ماں حج کیے بغیر فوت ہو گئی ہے، اگر وہ عورت اپنی ماں کی طرف سے حج کر لے تو وہ اُسے کفایت کر جائے گا؟ آپﷺ نے فرمایا: ''ہاں، اگر اُس کی ماں کے ذمے قرض ہوتا اور وہ عورت اُس کی طرف سے ادا کر دیتی تو کیا اسے کفایت نہ کرتا؟ اُسے چاہیے کہ وہ اپنی ماں کی طرف سے حج کرے۔'' (سنن نسائی 2634) (صحیح بخاری 1852) (صحیح ابن خزیمہ 3034)

حضرت ابنِ عباسؓ سے مروی ہے کہ ایک عورت نے حج کی نذر مانی لیکن اسے پورا کرنے سے پہلے ہی فوت ہو گئی۔ اس کا بھائی، نبیﷺ کی خدمت میں

حاضر ہوا اور نبیﷺ سے مسئلہ دریافت کیا۔ نبیﷺ نے فرمایا: یہ بتاؤ! اگر تمھاری بہن پر کوئی قرض ہوتو کیا اسے ادا کرو گے یا نہیں؟ اس نے اثبات میں جواب دیا، نبیﷺ نے فرمایا: پھر اللہ کا قرض بھی ادا کرو اور وہ پورا کرنے کے زیادہ لائق اور حق دار ہے۔

(مسندِ احمد 3224,2140)(صحیح بخاری 6699)(صحیح ابنِ خزیمہ 3041)(سنن نسائی 2633)

حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے کھڑے ہوکر عرض کیا: یارسول اللہ! آپ ہمیں احرام کی حالت میں کس قسم کے کپڑے پہننے کا حکم دیتے ہیں۔ رسول اللہﷺ نے فرمایا: ''تم قمیص، شلوار اور موزے نہ پہنو، پگڑی، عمامہ اور ٹوپی نہ پہنو اور نہ ٹوپی والا لمبا کرتا۔ اگر کسی کے پاس پہننے کے لئے چپل جوتا نہ ہوتو وہ مجبوراً پاؤں کی حفاظت کے لئے موزے پہن لے لیکن انہیں ٹخنوں سے کاٹ کر جوتا سا بنا لے۔ نیز حالتِ احرام میں ایسا کوئی کپڑا نہ پہنو جس پر زعفران یا ورس لگی ہو'' اور فرمایا: ''اور محرمہ عورت نقاب نہ کرے اور نہ دستانے پہنے''۔

(موطاء 712,703)(صحیح بخاری 1842,1838,1542)(سنن نسائی 2682,2681,2668)(صحیح ابن خزیمہ 2597-2599)
(مسند شافعی 836)(مسند احمد 4482)(سنن ابوداؤد 1825,1823)(سنن ابن ماجہ 2929)(صحیح مسلم 2791-2793)

فضل بن عباسؓ یا عبداللہ بن عباسؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک آدمی نے پوچھا: ''یارسول اللہ! میرے والد یا اس نے کہا کہ میری والدہ بہت بوڑھی ہے اگر میں اس کو سوار کروں تو وہ سواری پر جم کر نہیں بیٹھ سکتی اگر میں اسے باندھوں تو خطرہ ہے کہ کہیں میں اسے مار نہ ڈالوں۔ آپﷺ نے فرمایا: ''اگر تمہارے والد یا تمہاری والدہ پر قرض ہوتا تو تمہارا کیا خیال ہے تم اسے ادا کرتے؟'' اس نے کہا: ''جی ہاں،

آپ ﷺ نے فرمایا: ''اپنے والد یا اپنی والدہ کی طرف سے حج کرو۔''

(سنن دارمی 1877) (مسند شافعی 932)

نبی ﷺ کی خدمت میں ابورزین عقیلی رضی اللہ عنہ حاضر ہوتے ہیں اور عرض کرتے ہیں: یارسول اللہ: میرے والد بہت بوڑھے ہیں، وہ حج وعمرے کی استطاعت رکھتے ہیں نہ سواری کر سکتے ہیں (نہ سواری پر سوار ہو سکتے ہیں)، آپ ﷺ فرماتے ہیں، ''اپنے والد کی طرف سے حج وعمرہ☆ کرو۔''

(سنن ابنِ ماجہ 2906) (سنن ابوداؤد 1810) (سنن نسائی 2638) (مشکوۃ المصابیح 2528)

(صحیح ابنِ خزیمہ 3040) (جامع ترمذی 930) (مسند احمد 16285)

☆ حج اور عمرہ کا اکٹھے ذِکر ہے اور قرآن میں بھی ارشادِ باری تعالیٰ ہے ''حج اور عمرہ اللہ کے لیے مکمّل کرو۔'' (سورۃ البقرہ، آیت 196)

سنن ابوداوَد کی اس حدیث سے یہ بھی استدلال کیا گیا ہے کہ حج کی طرح عمرہ بھی فرض ہے۔ (سنن ابوداوَد 1810)۔ امام احمد رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے کہ عمرہ کے واجب ہونے میں اس سے بڑھ کر عمدہ اور صحیح حدیث کوئی اور نہیں (فائدہ حدیث نمبر 1810، سنن ابوداوَد)۔ فائدہ حدیث نمبر 2638 سنن نسائی میں لکھا ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور جمہور اہلِ علم عمرہ کی فرضیت ہی کے قائل ہیں۔ مستدرک کی حدیث 1732 بھی اسی کی تائید کرتی ہے۔

صحیح بخاری حدیث نمبر 1572 کے مطابق ابنِ عباس رضی اللہ عنہ سے حج میں تمتّع کے متعلّق پوچھا گیا۔ اس حدیث میں لکھا ہے کہ لوگوں نے حج اور عمرہ دونوں عبادتیں ایک ہی سال میں ایک ساتھ ادا کیں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے خود اپنی کتاب میں یہ حکم نازل کیا تھا اور رسول اللہ ﷺ نے اسے مسنون قرار دیا تھا۔ البتہ مکہ کے باشندوں کو اس سے استثناء ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ یہ حکم ان کے لیے ہے جن کے گھر والے مسجد الحرام کے پاس رہنے والے نہ ہوں۔

25 ذوالقعدہ کو آپ ﷺ نے خطبہ ارشاد فرمانے اور احکامِ حج تعلیم کرنے کے بعد آپ ﷺ نے کنگھی کی اور تیل ڈالا، تہبند پہنی اور چادر اوڑھی (یہ احرام کی تہبند اور چادر نہیں تھی) اور ظہر اور عصر کے بیچ مدینہ سے روانہ ہوئے۔ مستدرک کی روایت میں غسل کرنے کا بھی ذکر ہے۔ (صحیح بخاری 1545,1546,1551,1715) (سنن ابوداؤد 1773)

(مستدرک 1638) (مسند احمد 12103,26876) (حاشیہ حدیث نمبر 2814 صحیح مسلم 1581)

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ کہیں سفر پر جانے کے لیے اپنے اونٹ پر سوار ہوتے تو تین بار اللہ اکبر پڑھتے پھر یہ دعا پڑھتے:

"سُبْحَانَ الَّذِی سَخَّرَلَنَا هٰذَاوَمَا كُنَّا لَهُ مُقْرِنِيْنَ، وَاِنَّآ اِلٰی رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُوْنَ،اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَسْئَالُکَ فِیْ سَفَرِنَا هٰذَا الْبِرَّوَالتَّقْوٰی وَمِنَ الْعَمَلِ مَا تَرْضٰی،اَللّٰهُمَّ هَوِّنْ عَلَيْنَا سَفَرَنَا هٰذَا وَاطْوِ عَنَّا بُعْدَهٗ ، اَللّٰهُمَّ أَنْتَ الصَّاحِبُ فِی السَّفَرِ وَالْخَلِيْفَةُ فِی الْأَهْلِ، اَللّٰهُمَّ اِنِّی اَعُوْذُبِکَ مِنْ وَّعْثَاءِ السَّفَرِ وَکَآبَةِ الْمَنْظَرِ وَسُوْءِ الْمُنْقَلَبِ فِی الْمَالِ وَالْأَهْلِ"

پاک ہے وہ پروردگار جس نے ہمارے لیے مسخر کر دیا اس سواری کو اور ہم اس کو مسخر نہ کر سکتے تھے اور ہم اپنے پروردگار کے پاس لوٹ جانے والے ہیں۔ یا اللہ! ہم مانگتے ہیں تجھ سے اپنے اس سفر میں نیکی اور پرہیز گاری اور ایسے کام جسے تو پسند کرے۔ یا اللہ! آسان کر دے ہم پر اس سفر کو اور

اس کی لمبائی کو ہم پر تھوڑا کر دے۔ یا اللہ! تو رفیق ہے سفر میں اور تو خلیفہ ہے گھر میں۔ یا اللہ! میں پناہ مانگتا ہوں تجھ سے سفر کی تکلیفوں اور رنج و غم سے اور برے حال میں لوٹ کر آنے سے مال میں اور گھر والوں میں۔

(صحیح مسلم 3275: کتاب حج) (صحیح ابن خزیمہ 2542: کتاب المناسک)

(موطاء 1772) (مسند احمد 6374,6311) (سنن ابوداؤد 2599) (جامع ترمذی 3447)

حضرت جابر بن عبداللہ ﷜ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ حج کے لیے نکلے تو ذوالقعدہ کے پانچ دن باقی تھے۔ حضرت جابر ﷜ کہتے ہیں کہ ہم بھی ساتھ نکلے تو ہماری نیت حج کی ہی تھی۔''

(صحیح مسلم 2950) (سنن نسائی 2741) (مشکوۃ المصابیح 2555)

(سنن دارمی 1892) (مسند شافعی 802) (صحیح ابن خزیمہ 2603,2534) (مسند احمد 14493)

اُم المومنین حضرت عائشہ ﷞ فرماتی ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ چلے تو ذوالقعدہ کے پانچ دن باقی تھے اور ہم حج ہی کی نیت رکھتے تھے۔ اُم المومنین حضرت عائشہ ﷞ سے روایت ہے کہ ہم 25 ذوالقعدہ کو رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ مدینہ طیبہ سے روانہ ہوئے۔ ہمارا صرف حج کرنے کا ارادہ تھا۔

(مسند احمد 26876,26875) (سنن نسائی 2651 ,2805,2719)

(صحیح بخاری 1720,1709) (موطاء 874) (صحیح مسلم 2926,2925)

حضرت انس بن مالک ﷜ سے روایت ہے، کہتے ہیں کہ نبی ﷺ نے ایک پرانے کجاوے پر ایک ایسی چادر اوڑھ کر حج ادا کیا جس کی قیمت چار درہم تھی یا چار

درہم کے بھی برابر نہ تھی اور آپ ﷺ نے فرمایا: ''اے اللہ! حج (کے فرض کی ادائیگی مقصود) ہے، دِکھلاوا اور شہرت (مقصود) نہیں۔'' (اسناد حسن: سنن ابن ماجہ 2890)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ پالان پر سوار ہو کر حج کے لئے تشریف لے گئے تھے اور اسی پر آپ ﷺ کا اسباب لدا ہوا تھا۔ (صحیح بخاری 1517)

آپ ﷺ ظہر اور عصر کے بیچ مدینہ منورہ سے روانہ ہوئے۔ ذوالحلیفہ میں اُتر کر عصر کی نماز 2 رکعت پڑھی۔ (ذوالحلیفہ مدینہ سے کوئی 6 میل کے فاصلے پر وادیٔ عقیق میں ہے۔)

(مشکوۃ المصابیح 1333) (صحیح بخاری 1545,1546,1551,1715)

(سنن ابوداؤد 1773) (مسند احمد 12103,12122,12849)

ذوالحلیفہ میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی زوجہ حضرت اسماء بنتِ عمیس رضی اللہ عنہا کے زچگی ہوئی اور محمد بن ابوبکر رضی اللہ عنہ پیدا ہوئے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر خبر دی۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ وہ (حضرت اسماء رضی اللہ عنہا) غسل کریں☆، مضبوطی کے ساتھ کپڑے کا لنگوٹ باندھ کر احرام باندھیں، لبیک پکاریں اور سفر جاری رکھیں۔'' یہ الفاظ بھی ہیں کہ حج کا احرام باندھیں اور جو کچھ لوگ کریں وہ بھی کرتی رہیں مگر بیت اللہ کا طواف نہ کریں۔ یہ بھی الفاظ ہیں کہ تلبیہ کہیں۔

(سنن ابن ماجہ 2911,2912) (صحیح مسلم 2908) (صحیح مسلم 2950) (سنن نسائی 2665) (سنن دارمی 1846, 1892)

(صحیح ابن خزیمہ 2594,2610) (موطاء 696,697) (مسند شافعی 851) (مسند احمد 14493) (سنن ابوداؤد 1743)

☆ یہ غسل طہارت کے لیے نہیں تھا کیونکہ وہ وقت تو نفاس کا وقت تھا بلکہ یہ غسل، احرام کے لیے تھا۔ غسلِ احرام سنتِ رسول ﷺ ہے۔ (فوائد و مسائل، حدیث نمبر 2664 سنن نسائی)

حضرت عبداللہ بن عمر ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ذوالحلیفہ سے قربانی کے جانور اپنے ساتھ لے کر گئے تھے۔ حضرت عائشہ ؓ فرماتی ہیں کہ میں نے قربانی کے اونٹوں کے قلادے خود اپنے ہاتھوں سے بٹے اس اون سے جو میرے پاس موجود تھی۔ (صحیح بخاری 1705,1691) (مشکوۃ المصابیح 2632)

حضرت عبداللہ بن عمر ؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ذوالحلیفہ (وادی عقیق) میں اپنے پڑاؤ کی جگہ میں تھے کہ آپ ﷺ کو خواب آیا۔ آپ ﷺ سے کہا گیا: ''آپ ایک بابرکت وادی (بطحاء مبارک) میں ہیں۔''

(صحیح بخاری 1535) (سنن سنائی 2661) (صحیح ابنِ خزیمہ 2616)

حضرت ابنِ عمر ؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ذوالحلیفہ کی مقدس وادی میں پڑاؤ ڈالا اور وہاں نماز پڑھی۔ (سنن نسائی 2662,2660) (صحیح بخاری 1532,484)

ذوالحلیفہ میں آپ ﷺ نے مغرب اور عشاء کی نمازیں ادا کیں۔ شب کو وہاں قیام کیا، صبح فجر کی نماز ادا کی۔ (صحیح بخاری 1551,1546,1089) (سنن نسائی 2660) (سنن ابوداؤد 1796)

26 ذوالقعدہ کو احرام سے پہلے آپ ﷺ نے اپنی قربانی کے جانوروں کے گلے میں ہار ڈالے (قلادے جو حضرت عائشہ ؓ نے تیار کیے تھے اس اون سے جو حضرت عائشہ ؓ کے پاس تھی) اور داہنی طرف سے کوہان چیر دیے (جسے اشعار کہتے ہیں) اور خون ان سے بہہ چلا۔

(صحیح بخاری 1704-1705) (صحیح مسلم: حاشیہ حدیث 2814) (سنن نسائی 2775)
(مشکوۃ المصابیح 2631) (سنن دارمی 1953) (مسند شافعی 834)

26ذوالقعدہ کو جب احرام کا ارادہ کیا تو غسل کیا، خطمی سے آپ ﷺ نے سر دھویا کہ جس سے آپ ﷺ کے بال جم گئے اور پھر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اپنے ہاتھ سے ذریعہ خوشبو آپ ﷺ کو لگائی اس خوشبو میں مشک بھی تھا یہاں تک کہ مشک کی چمک آپ ﷺ کی مانگ میں نظر آتی تھی۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں، گویا وہ منظراب تک میری نگاہوں کے سامنے ہے کہ میں رسول اللہ ﷺ کی مانگ میں خوشبو کی چمک دیکھ رہی ہوں، جبکہ آپ ﷺ حالتِ احرام میں تھے۔

(سنن نسائی2696)(مشکوۃ المصابیح2540)(صحیح بخاری1539,1538)(سنن ابن ماجہ3074)
(صحیح مسلم: حاشیہ حدیث2832,2828,2814)(صحیح بخاری5930,5915,1566)
(صحیح ابن خزیمہ2585,2583)(سنن ابوداؤد1745-1747)(مسند احمد26693,26160,25290)

پھر رسول اللہ ﷺ نے ازار پہنی اور چادر اوڑھی☆ اور ظہر کی 2 رکعت ادا کرنے کے بعد اپنے مصلّے پر ہی لبیک پکاری☆☆ اور یہیں سے تلبیہ☆☆☆ شروع کیا اور چونکہ آپ ﷺ بار بار پکارتے تھے۔ اس لیے جس نے جہاں سے سنا وہیں سے روایت کی، مگر ابتدا یہیں سے ہے اور 2 رکعت احرام کی آپ ﷺ سے منقول نہیں سوائے ظہر کی دو رکعت کے۔☆☆☆☆

(جامع ترمذی818)(موطاء726)(صحیح مسلم2950, مع حاشیہ،2816 مع حاشیہ)
(سنن دارمی1847, 1848و1953)(مستدرک1657)(صحیح بخاری 5915,1541)(سنن ابوداؤد1771)
(سنن ابن ماجہ3047)(سنن نسائی2748 مع حاشیہ،2758)

☆ یہ احرام کی دو چادریں تھیں۔ میقات پر فرض نماز کے بعد احرام باندھنا مسنون ہے (فائدہ صحیح ابن خزیمہ2609)
☆☆ لبیک پکاری سے مراد حج کے لیے پکارا: اَللّٰهُمَّ لَبَّيْکَ حَجَّةً
☆☆☆ لَبَّيْکَ اَللّٰهُمَّ لَبَّيْکَ، لَبَّيْکَ لَاشَرِيْکَ لَکَ لَبَّيْکَ، اِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ لَکَ وَالْمُلْکَ لَاشَرِيْکَ لَکَ
☆☆☆☆ فرض نماز کے بعد حج کے لیے پکارنا سنتِ رسول ﷺ ہے۔

حضرت ابنِ عباس ﷜ کہتے ہیں کہ نبی ﷺ نے نماز کے بعد احرام باندھا تھا۔ حضرت انس بن مالک ﷜ کہتے ہیں کہ نبی ﷺ نے احرام باندھ کر نماز کے بعد تلبیہ کہا۔ حضرت انس ؓ سے ہی مروی ہے کہ نبی ﷺ ظہر کی نماز پڑھ کر سوار ہوئے۔

(سنن داری 1848,1847 حسن)(مسند احمد 13185,3206)

حضرت عائشہ ﷝ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے صرف حج کا احرام باندھا تھا۔ حضرت عائشہ ﷝ سے ہی روایت ہے کہ ہم نبی ﷺ کے ساتھ صرف حج کے اِرادے سے روانہ ہوئے تھے، ہماری زبانوں پر حج کے علاوہ اور کوئی ذکر ہی نہ تھا۔ حضرت جابر بن عبداللہ ﷜ بیان کرتے ہیں کہ ہم نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ خالص حج کا احرام باندھا۔

(سنن نسائی 2742,2716)(مسند احمد 24578)(صحیح بخاری 1651,305,294)

(صحیح مسلم 2919)(سنن ابوداؤد 1789,1787,1782)(مشکوٰۃ المصابیح 2572)(مسند احمد 26137)

حضرت ابنِ عباس ﷜ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے نمازِ ظہر ☆ ذوالحلیفہ کے مقام پر ادا کی، پھر آپ ﷺ نے اپنی اُونٹنی منگوائی، آپ ﷺ نے اس کی کوہان کے دائیں پہلو پر ہلکا سا زخم لگایا، وہاں سے خون بہنے لگا، آپ ﷺ نے وہ خون صاف کر دیا اور اس کی گردن میں دو جوتے ڈال دیے، پھر آپ ﷺ اپنی سواری پر سوار ہو گئے۔

(صحیح مسلم 3016)، (جامع ترمذی 906)(سنن نسائی 2784,2776)(سنن ابن ماجہ 3097)

(مسند احمد 3525,3244,2528,2296,1855)، (سنن دارمی 1953)(صحیح ابن خزیمہ 2609,2575)

(مشکوٰۃ المصابیح 2627)(سنن ابوداؤد 1752)

☆ آپ ﷺ نے 2 رکعت ظہر کی نماز ادا کی اور یہی 2 رکعت آپ ﷺ سے ثابت ہیں۔

حضرت عبداللہ بن عمر ؓ سے مروی ہے کہ ذوالحلیفہ میں اس وقت کیکر تھا جس کے نیچے آپ ﷺ نے پڑاؤ کیا تھا۔ (صحیح بخاری 484)

آپ ﷺ اپنی اونٹنی قصواء پر سوار ہوئے، جب رکاب میں پیر رکھا اور اُونٹنی اُٹھی اور اونٹنی آپ ﷺ کو لے کر سیدھی کھڑی ہوئی تو آپ ﷺ نے ذوالحلیفہ کی مسجد کے پاس بھی تلبیہ پکارا۔

(مستدرک 1657) (صحیح مسلم 2820,2814,2812) (سنن ابنِ ماجہ 2916) (صحیح ابنِ خزیمہ 2612,) (موطاء 725)

(صحیح بخاری 1552,1546,1515,1514) (سنن نسائی 2759,2748) (سنن ابوداؤد 1773)

سہل بن سعد ؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب کوئی مسلمان تلبیہ پکارتا ہے تو اس کے دائیں، بائیں زمین کے آخری کناروں تک تمام پتھر، تمام درخت اور مٹی کے تمام ڈھیلے تلبیہ پکارتے ہیں۔''

(جامع ترمذی 828)، (سنن ابنِ ماجہ 2921)، (مشکوٰۃ المصابیح 2550) (صحیح ابنِ خزیمہ 2634) (مستدرک 1656)

ابنِ عمر ؓ بیان کرتے ہیں، میں نے رسول اللہ ﷺ کو تلبیہ (مستدرک میں الفاظ ہیں، بلند آواز سے) کہتے سنا، جبکہ آپ ﷺ بال جمائے ہوئے تھے۔ آپ ﷺ فرما رہے تھے:

''لَبَّیْکَ اَللّٰھُمَّ لَبَّیْکَ، لَبَّیْکَ لَا شَرِیْکَ لَکَ لَبَّیْکَ،
اِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَۃَ لَکَ وَالْمُلْکَ لَا شَرِیْکَ لَکَ''

میں حاضر ہوں، اے اللہ! میں حاضر ہوں، میں حاضر ہوں، تیرا

کوئی شریک نہیں، میں حاضر ہوں، بے شک ہر قسم کی تعریف، تمام
نعمتیں اور بادشاہت تیرے ہی لیے ہے اور تیرا کوئی شریک نہیں۔

(صحیح بخاری 1549,1540)(مسند احمد 6146,4895)(جامع ترمذی 826,825)(سنن ابن ماجہ 2918)
(صحیح مسلم 2814,2811)(مشکوۃ المصابیح 2541)(موطاء 724)(صحیح ابن خزیمہ 2716)(مسند شافعی 816)
(مستدرک 1651)(سنن ابوداؤد 1812,1747)(سنن نسائی 2750,2748)

خلاد بن سائب اپنے والد سے روایت کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:
''جبریل علیہ السلام میرے پاس تشریف لائے تو انہوں نے مجھے فرمایا کہ میں اپنے صحابہ رضی اللہ عنہم کو بلند آواز سے تلبیہ پکارنے کا حکم دوں۔''

(سنن نسائی 2754)(سنن ابن ماجہ 2922)(جامع ترمذی 829)(سنن ابوداؤد 1814)(سنن دارمی 1850)
(مستدرک 1652)(مسند شافعی 822)(موطاء 730)(صحیح ابن خزیمہ 2625)(مسند احمد 16672)

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ حج کے لیے روانہ ہوئے تو ہم بلند آواز سے حج کا تلبیہ پکارتے تھے۔ (مشکوۃ المصابیح 2543)

حضرت زید بن خالد جہنی رضی اللہ عنہ اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میرے پاس جبریل علیہ السلام تشریف لائے اور فرمایا: یا محمد! (ﷺ) اپنے ساتھیوں کو حکم دیجیے کہ لبیک بلند آواز سے پکارا کریں کیونکہ یہ حج کے شعائر میں شامل ہے کہ یہ حج کی علامت ہے (تلبیہ حج کا شعار ہے)۔''

(سنن ابن ماجہ 2923)(صحیح ابن خزیمہ 2630,2629,2628)(مسند احمد 8297)(مستدرک 1653)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ کا ایک حدی خوان تھا، جس کا نام

انجشہ تھا سفر میں وہ امہات المومنین کی سواریوں کو ہانک رہا تھا۔اس نے جانوروں کو تیزی سے ہانکنا شروع کر دیا۔حضرت انسؓ کی والدہ بھی ساتھ تھیں۔نبیﷺ نے ہنستے ہنستے فرمایا! انجشہ! ان آبگینوں کو آہستہ لے کر چلو۔

(مسند احمد 27657,12830,12791,12189,12114)(صحیح مسلم 6036-6041)(صحیح بخاری 6209,6202)

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہﷺ نے اپنے تلبیہ میں فرمایا:

''لَبَّیْکَ اِلٰہَ الْحَقِّ، لَبَّیْکَ''

(حاضر ہوں اے سچے معبود! میں حاضر ہوں۔)

(سنن نسائی 2753)(سنن ابن ماجہ 2920)

(مسند شافعی 818)(صحیح ابن خزیمہ 2624,2623)(مسند احمد 8478)(مستدرک 1650)

حضرت جابر بن عبداللہؓ کا بیان ہے کہ رسول اللہﷺ نے احرام باندھا اور تلبیہ پڑھا۔ حضرت جابرؓ کہتے ہیں کہ لوگ ''یَاذَاالْمَعَارِجِ''(اے اللہ! بلندیوں والے اور انعامات کے مالک) کے الفاظ تلبیہ میں زیادہ کرتے تھے۔نبیﷺ انہیں سنتے اور انہیں کچھ نہ کہتے۔(سنن ابوداؤد 1813)(صحیح ابن خزیمہ 2626)(مسند احمد 14493)

حضرت ابوہریرہؓ سے اور حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہﷺ نے ایک آدمی کو قربانی کا اونٹ ہانکتے ہوئے دیکھا تو آپﷺ نے فرمایا: ''اس پر سوار ہو جا'' اس نے عرض کیا، یہ تو قربانی کا اونٹ ہے۔آپﷺ نے دوسری یا تیسری مرتبہ فرمایا: ''تجھ پر افسوس ہو! اس پر سوار ہو جا۔'' حضرت ابوہریرہؓ کا بیان صحیح بخاری کی حدیث نمبر 1706 میں اور حضرت انسؓ کا بیان سنن ابنِ ماجہ کی حدیث نمبر 3104

میں ہے کہ پھر میں نے دیکھا کہ وہ اس پر سوار ہے اور نبی کریم ﷺ کے ساتھ چل رہا ہے اور جوتے کا ہار اس اونٹ کی گردن میں ہے

(صحیح بخاری1689, 1690, 1706)(صحیح مسلم3208-3213)(سنن ابوداؤد1760)

(مشکوٰۃ المصابیح2633)(موطاء830)(مسند احمد7447)(سنن نسائی2801-2803)(سنن ابن ماجہ3103, 3104)

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی ﷺ سے قربانی کے اونٹ پر سواری کے بارے میں سوال کیا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''جب تو اس پر سواری کرنے پر مجبور ہو جائے تو پھر سواری ملنے تک بھلے طریقے سے اس پر سواری کر۔''

(صحیح مسلم3214, 3215)(مشکوٰۃ المصابیح2634)(صحیح ابن خزیمہ 2663)

(سنن ابوداؤد1761)(سنن نسائی2804)(مسند احمد14466)

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک بوڑھے شخص کو دیکھا جو اپنے دو بیٹوں کا سہارا لے کر گھسٹ گھسٹ کر چل رہا تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے پوچھا: ''یہ کیا ہو رہا ہے''۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا اس بوڑھے شخص نے بیت اللہ شریف تک پیدل چل کر جانے (اور حج وعمرہ) کرنے کی نذر مانی ہوئی ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''بے شک اللہ، اس شخص کے اپنی جان کو اذیت میں ڈالنے سے بے پروا ہے''۔ پھر آپ ﷺ نے اسے سوار ہونے کا حکم دیا۔

(صحیح ابن خزیمہ3044)(صحیح بخاری1865)(جامع ترمذی1537)

(مسند احمد12061)(صحیح مسلم4247)

ابنِ عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے ایک آدمی (ناجیہ خزاعی رضی اللہ عنہ/

اسلمی ﷛) کے ساتھ قربانی کے سولہ یا اٹھارہ اونٹ بھیجے اور اسے ان پر امیر مقرر کیا، تو اس نے عرض کیا، یارسول اللہ! اگر ان میں سے کوئی چلنے سے عاجز آجائے تو پھر میں کیا کروں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اُسے نحر کر دینا اور اُس کے قلادے کے جوتے اُس کے خون میں رنگ کر اُس کے پہلو (کوہان) پر نشان لگا دینا اور اس میں سے تم اور تمہارے ساتھی نہ کھائیں، پھر اسے لوگوں کے لیے چھوڑ دینا، تاکہ وہ اسے کھا لیں۔''

(یہ حدیث 9 ذوالحجہ کے حج کے حوالے سے بھی ہے) (جامع ترمذی 910) (صحیح مسلم 3217,3216) (مشکوٰۃ المصابیح 2635, 2641)

(صحیح ابنِ خزیمہ 2577) (سنن ابوداؤد 1763) (سنن ابن ماجہ 3106,3105) (مسند احمد 19152,19151)

ابنِ عباس ﷛ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے کسی آدمی کو شُبرمہ کی طرف سے کہتے سنا ''لَبَّیْکَ عَنْ شُبْرُمَةَ''☆ ''شبرمہ کی طرف سے حاضر ہوں۔'' تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''شُبرمہ کون ہے؟'' اس نے کہا: میرا بھائی یا میرا کوئی عزیز ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''کیا تم نے خود حج کیا ہوا ہے؟'' اس نے عرض کیا: نہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: ''پہلے اپنی طرف سے حج کرو، پھر شُبرمہ کی طرف سے حج کرنا۔''

(مشکوٰۃ المصابیح 2529)، (سنن ابنِ ماجہ 2903: فوائد میں لکھا ہے کہ یہ حدیث صحیح ہے) (مسند شافعی 923) (صحیح ابنِ خزیمہ 3039)

مدینہ سے 24 کلومیٹر کے فاصلے پر مقامِ بیداء ہے جسے آج کل وادیٔ جن بھی کہتے ہیں۔ بیداء ٹیلہ کے مثل ایک مقام ہے۔ جابر بن عبداللہ ﷛ کہتے ہیں کہ میں نے دیکھا رسول اللہ ﷺ اپنی اونٹنی قصواء پر سوار ہیں اور میں نے دیکھا آگے کی طرف جہاں تک میری نظر گئی کہ سوار اور پیادے ہی نظر آتے تھے اور اپنے داہنی طرف بھی

☆ اگر کسی کی طرف سے حج یا عمرہ کرنا ہے تو ''لَبَّیْکَ عَنْ'' کہیں گے اور ''عَنْ'' کے بعد اس کا نام آئے گا۔

ایسی ہی بھیڑ تھی اور بائیں طرف بھی ایسی ہی بِھیڑ تھی اور پیچھے بھی ایسی ہی اور رسول اللہ ﷺ ہمارے بیچ میں تھے اور آپ ﷺ پر قرآن اترتا جاتا تھا اور آپ ﷺ اس کی حقیقت کو خوب جانتے تھے اور جو کام آپ ﷺ نے کیا وہی ہم نے بھی کیا، آپ ﷺ نے توحید کے ساتھ لبیک پکارا اور کہا:

"لَبَّیْکَ اَللّٰھُمَّ لَبَّیْکَ، لَبَّیْکَ لَاشَرِیْکَ لَکَ لَبَّیْکَ،
اِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَۃَ لَکَ وَالْمُلْکَ لَاشَرِیْکَ لَکَ"

اور لوگوں نے بھی یہی لبیک پکارا اور بلند آواز سے کہنے لگے۔ (اور حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے اسی حدیث میں یہ الفاظ ہیں کہ ہم نے صرف حج کی نیت کی ہوئی تھی۔ ہمیں عمرے کا علم ہی نہ تھا۔ (حج کے مہینوں میں عمرہ کرنا ہم جائز ہی نہ سمجھتے تھے)

(صحیح مسلم 2950) (سنن دارمی 1892) (مشکوۃ المصابیح 2555) (سنن ابن ماجہ 3074) (سنن ابوداؤد 1905)
(مسند شافعی 817,802,797) (صحیح ابن خزیمہ 2626,2603) (مسند احمد 14493)

مقامِ بیداء پر جب آپ ﷺ پہنچے تو اس وقت ذوالقعدہ کے چار دن باقی تھے۔ جب آپ ﷺ کی سواری میدانِ بیداء میں آپ ﷺ کو لے کر سیدھی کھڑی ہوئی تو آپ ﷺ نے اللہ کی حمد تسبیح اور تکبیر (الحمدللّٰہ، سبحان اللّٰہ، اللّٰہ اکبر) پکاری پھر تلبیہ کہا۔

(سنن ابوداؤد 1796) (صحیح بخاری 1551) (مستدرک 1657)

اُم المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں سب سے زیادہ جانتی ہوں کہ رسول اللہ ﷺ کس طرح تلبیہ کہتے ہیں، پھر انہوں نے تلبیہ کے الفاظ دہرائے:

''لَبَّیکَ اَللّٰھُمَّ لَبَّیکَ، لَبَّیکَ لَاشَرِیکَ لَکَ لَبَّیکَ،
اِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَۃَ لَکَ وَالْمُلْکَ لَاشَرِیکَ لَکَ''

(مسند احمد 25995,25197,24541)(صحیح بخاری 1550)

اُم المومنین حضرت عائشہ ﷞ سے روایت ہے، انہوں نے فرمایا: ''گویا میں رسول اللہ ﷺ کی مانگ میں خوشبو کی چمک دیکھ رہی ہوں اور رسول اللہ ﷺ لبیک پکار رہے ہیں جب کہ آپ ﷺ کو احرام باندھے تین دن ہو چکے ہیں۔''

(سنن نسائی 2704,2703)(سنن ابن ماجہ 2928,2927)(مسند شافعی 788)(صحیح ابن خزیمہ 2586,2585)

حضرت جابر ﷛ بیان کرتے ہیں: کچھ لوگوں نے نبیٔ اکرم ﷺ کی بارگاہ میں پیدل چلنے کی تکلیف بیان کی۔ آپ ﷺ نے سب کو بلا کر فرمایا: تیز چلو۔ ہم نے تیز چلنا شروع کر دیا تو ہم نے اس طرح چلنے میں پہلے سے زیادہ آسانی محسوس کی۔

(مستدرک 1619: کتاب مناسک الحج)(صحیح ابن خزیمہ 2537)

دورانِ سفر روحا نامی جگہ سے رسول اللہ ﷺ نے زوالِ آفتاب کے بعد کوچ فرمایا اور روحا کے خاتمہ پر نماز ظہر ادا کی۔ (صحیح بخاری 486)

حضرت ابنِ عباس ﷛ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ جب ہم وادیٔ ارزق میں پہنچے تو آپ ﷺ نے پوچھا: ''یہ کون سی وادی ہے؟'' ہم نے عرض کی: یہ وادیٔ ارزق ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''گویا کہ میں موسیٰ ؈ کو دیکھ رہا ہوں۔'' پھر آپ ﷺ نے موسیٰ ؈ کے طویل قد و قامت، ان کے بالوں اور رنگ کی صفت بیان

کی۔موسیٰ علیہ السلام اپنی انگلیاں کانوں میں ڈال کر بلند آواز سے تلبیہ پکارتے ہوئے اس وادی سے گزر رہے ہیں۔

حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ پھر ہم چلتے رہے حتیٰ کہ ہم ثنیہ ہرشی کے پاس آگئے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دریافت کیا: یہ کون سی گھاٹی ہے؟'' ہم نے عرض کیا یہ ہرشی گھاٹی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''گویا کہ میں یونس علیہ السلام کو دیکھ رہا ہوں۔ وہ سرخ رنگ کی اونٹنی پر سوار ہیں جس کی لگام کھجور کی چھال کی رسی ہے۔ حضرت یونس علیہ السلام نے اونی جبہ پہنا ہوا ہے اور وہ تلبیہ پکارتے ہوئے اس گھاٹی سے گزر رہے ہیں۔''

(صحیح مسلم 421,420)(مستدرک 3313)(سنن ابنِ ماجہ 2891)(صحیح ابنِ خزیمہ 2633,2632)(مسند احمد 1854)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہرشی پہاڑی کے پاس وادی میں نماز پڑھی۔ (صحیح بخاری 489)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ ایک درخت کے پاس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اُونٹنی کے گھٹنوں کے پاس تھے۔ جب وہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو لے کر پوری طرح کھڑی ہوگئی تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''لَبَّیْکَ بِعُمْرَۃٍ وَحَجَّۃٍ مَعًا''☆

(سنن ابنِ ماجہ 2917)(مسند احمد 13382)

☆ (سنن نسائی 2742,2716)(مسند احمد 24578)(صحیح بخاری 1651,294)(صحیح مسلم 2919)(سنن ابوداوٗد 1789, 1787, 1782)(مشکوٰۃ المصابیح 2572)(مسند احمد 26137)(سنن نسائی 2805,2716,2713)(صحیح بخاری 1709, 1720)(موطاء 874)(صحیح مسلم 2926,2925) احادیث کے مطالعہ کے بعد ایسا احساس ہوتا ہے کہ عمرہ اور حج کی اکٹھّی لبیک مکہ کے قریب کہی جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے حج کے ساتھ عمرہ ملانے کا بتایا گیا۔ (واللہ اعلم)۔ (فوائد حدیث نمبر 2713, 2716 سنن نسائی)

حضرت صفیہ بنتِ حیی رضی اللہ عنہا سے روایت ہے بلاشبہ نبی کریم ﷺ نے اپنی عورتوں کے ساتھ حج کیا، پس آپ ﷺ کہیں راستہ میں تھے کہ ایک آدمی اُترا، اس نے اُن کے اونٹوں کو چلایا اور جلدی کی، نبی کریم ﷺ نے فرمایا اس طرح شیشوں (آبگینوں) کو لے کر چلتے ہیں؟، پس اسی دوران کہ وہ چل رہے تھے، حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کا اونٹ بیٹھ گیا (صفیہ رضی اللہ عنہا کی سواری سب سے اچھی تھی) وہ رو پڑیں، جب آپ ﷺ کو پتا چلا تو آپ ﷺ تشریف لائے اور ان کے آنسوؤں کو اپنے ہاتھ سے پونچھ رہے تھے۔ آپ ﷺ ان کو رونے سے منع فرما رہے تھے اور وہ زیادہ رو رہی تھیں، جب صفیہ رضی اللہ عنہا نے بہت زیادہ رونا شروع کر دیا تو آپ ﷺ نے ان کو ڈانٹ ڈپٹ کی اور لوگوں کو اترنے کا حکم دیا اور وہ اتر گئے، حالانکہ آپ ﷺ اُترنے کا ارادہ نہیں رکھتے تھے، پھر جب شام کا وقت ہوا تو آپ ﷺ نے زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کو کہا کہ اے زینب! اپنی بہن صفیہ کو اونٹ مستعار دے دو اور ان کے پاس زیادہ سواریاں تھیں، زینب رضی اللہ عنہا نے کہا میں اس یہودیہ کو مستعار دے دوں؟ پس آپ ﷺ نے جب یہ سنا تو ناراض ہو گئے۔

(السلسلۃ الصحیحہ 143: حدیث کا وہ حصہ جو اس سفر سے متعلق ہے)

حضرت اسماء بنتِ ابی بکر رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں، ہم رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ حج کے لئے نکلے اور رسول اللہ ﷺ اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا مال بردار اونٹ ایک تھا، ہم مقام عرج پر ٹھرے اور ہمارا مال بردار اونٹ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے غلام کے ساتھ تھا، آپ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ بیٹھ گئے اور اُم المومنین سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا ایک جانب بیٹھ گئیں۔ اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ آپ کی دوسری جانب بیٹھ گئے اور میں اپنے والد کے پاس بیٹھ گئی، ہم لوگ ان کے غلام اور مال بردار اونٹ کا انتظار کر رہے تھے کہ وہ کب

ہم تک پہنچتے ہیں۔تو وہ غلام چلتے ہوئے آیا، اس کے ہمراہ کوئی اونٹ وغیرہ نہیں تھا، حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اس سے پوچھا: تیرا اونٹ کہاں ہے؟ اس نے جواب دیا: رات کو وہ گم ہو گیا۔حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اُٹھ کر اس کو مارنے لگ گئے اور کہنے لگے: ایک اونٹ تھا وہ بھی تم سے گم ہو گیا، تم کس کام کے مرد ہو۔اس پر رسول اللہ ﷺ مسکرا دیئے اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے بارے میں سوائے اس کے اور کچھ نہ کہا: اس محرم کو دیکھو کیا کر رہا ہے؟

(مستدرک 1667)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو سنا کہ آپ ﷺ حج اور عمرہ کا اکٹھا تلبیہ پڑھتے ہوئے کہہ رہے تھے:

''لَبَّيْكَ عُمْرَةً وَّحَجًّا لَبَّيْكَ عُمْرَةً وَّحَجًّا''

یہ الفاظ بھی ہیں:

''لَبَّيكَ بِعُمرَةٍ وَحَجٍّ''

(سنن نسائی 2730, 2731, 2732)(سنن ابوداؤد 1795)(صحیح مسلم 3028, 3029)

(مسند احمد 11980, 12977)(صحیح ابن خزیمہ 2619)(جامع ترمذی 821)

سرف، مکہ سے تقریباً 10 میل دور ایک مقام ہے، اُم المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ہم نے سرف میں قیام کیا تو مجھے حیض شروع ہو گیا، میرے پاس رسول اللہ ﷺ تشریف لائے، اس حال میں کہ میں رو رہی تھی، آپ ﷺ نے پوچھا ''عائشہ کیوں رو رہی ہو؟'' میں نے کہا ''مجھے حیض آ گیا ہے۔کاش میں حج کے لیے نہ آئی ہوتی۔'' آپ ﷺ نے فرمایا ''سبحان اللہ! یہ تو ایسی چیز ہے جو آدم (علیہ السلام) کی بیٹیوں پر لکھ

دی گئی ہے۔'' آپ ﷺ کے یہ الفاظ بھی ملتے ہیں' یہ ایسی چیز ہے جو آدم (علیہ السلام) کی بیٹیوں پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے مقرر ہے، تو آدم (علیہ السلام) کی بیٹیوں میں سے ایک بیٹی ہے، جو تمام عورتوں کے مقدر میں لکھا ہے، وہ تیرے مقدر میں بھی ہے، وہ سب کچھ کرو جو ایک حاجی کرتا ہے، بس بیت اللہ کا طواف نہ کرنا جب تک پاک نہ ہو جاؤ۔''

(سنن سنائی 2742)، (سنن ابوداؤد 1782)، (مشکوۃ المصابیح 2572) (مسند شافی 795)
(صحیح ابنِ خزیمہ 2936) (سنن ابنِ ماجہ 2963) (مسند احمد 26875,15315,15005)
(صحیح بخاری 294, 5548,305) (صحیح مسلم 2919,2918)

ابنِ عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ دورانِ سفر تلبیہ پکارتے رہے حتیٰ کہ حرم میں پہنچ گئے تو تلبیہ کہنا بند کر دیا۔ ایک روایت میں الفاظ ہیں کہ رسول اللہ ﷺ بیت اللہ شریف پہنچنے تک اسی طرح (پہلے کی طرح یعنی جب شروع کیا تھا) تلبیہ کہتے رہتے حتیٰ کہ آپ ﷺ حجرِ اسود کے سامنے آتے تو اللہ اکبر کہہ کر حجرِ اسود کی طرف منہ کرتے۔ (صحیح بخاری 1553) (صحیح ابنِ خزیمہ 2716,2614)

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ہم لوگ نبی ﷺ کے ساتھ سفر پر نکلے، سارے راستے ہم بآواز بلند حج کا تلبیہ پڑھتے رہے۔ (مسند احمد 11027)

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم جب کوئی چڑھائی چڑھتے تکبیر پڑھتے اور جب نیچے اترتے تو اللہ تعالیٰ کی تسبیح بیان کرتے۔

(صحیح ابنِ خزیمہ 2562: کتاب المناسک)

مکہ میں داخلہ

(4ذوالحجہ 10ہجری بروز اتوار)

حضرت ابنِ عمرؓ اور حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مکہ میں داخل ہونے سے پہلے وادی ذی طویٰ میں رات بسر کی، صبح کو غسل کیا اور نماز پڑھی اور دن کے وقت مکہ میں داخل ہوئے۔

(صحیح بخاری 1553,1573,491، 1574)،(صحیح مسلم 3013,3044-3046)
(سنن نسائی 2865)،(سنن دارمی 1968)(صحیح ابنِ خزیمہ 2692)

رسول اللہ ﷺ لبیک (تلبیہ) کہتے ہوئے مکہ میں داخل ہوئے تھے۔

(صحیح بخاری 1085)،(سنن نسائی 2873)،(سنن دارمی 1892)،(صحیح مسلم 2950,3012)

آپ ﷺ جب مکہ پہنچے تو ذوالحجہ کی 4 تاریخ تھی (اور اتوار کا روز تھا)۔ مکہ میں داخل ہونے کے بعد آپ ﷺ نے وضو فرمایا۔

(صحیح بخاری 1545,1564,1614,1615)(سنن نسائی 2873-2875)
(مسندِ احمد 2274)(صحیح مسلم 3009)

اُم المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں کہ جب آپ ﷺ مکہ آئے تو سب سے پہلا کام جو آپ ﷺ نے آتے ساتھ ہی کیا وہ وضو تھا پھر خانہ کعبہ کا طواف کیا۔

(صحیح بخاری1641,1614)،(مشکوٰۃ المصابیح2563)(صحیح ابنِ خزیمہ 2699)(صحیح مسلم3001)

حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے،انہوں نے فرمایا کہ جب رسول اللہ ﷺ مکہ تشریف لائے تو بنی عبدالمطلب کے چند لڑکے آپ ﷺ کے استقبال کے لیے گئے، ان میں سے ایک کو آپ ﷺ نے آگے اور دوسرے کو اپنے پیچھے سواری پر بٹھا لیا۔

(سنن نسائی2897)،(صحیح بخاری1798)،(مسند احمد2259)

ان نو جوانوں میں آپ ﷺ کے چچا حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے دو بیٹے قثم اور فضل (رضی اللہ عنہما) تھے جنہیں آپ ﷺ نے اپنے آگے پیچھے سواری پر بٹھایا تھا۔

(فائدہ حدیث نمبر2897سنن نسائی)

مسجد الحرام میں
(4 ذوالحجہ 10 ہجری بروز اتوار)

حضرت جابر بن عبداللہ ؓ فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ نے مسجد کے دروازے پر اُونٹنی کو بٹھایا اور مسجد میں داخل ہوئے۔☆ (مستدرک 1671)

چاشت کے وقت آپ ﷺ مسجدِ الحرام کے اندر داخل ہوئے۔ جب کعبہ پر نظر پڑتی تو فرماتے:

"اَللّٰھُمَّ زِدْ بَیْتِکَ ھٰذَا تَشْرِیْفًا وَّتَعْظِیْمًا وَّتَکْرِیْمًا وَّمَھَابَةً"

اے اللہ! اپنے اس گھر کو اور زیادہ شرف وعظمت اور عزت وہیبت عطا فرما۔
(صحیح مسلم: حاشیہ حدیث نمبر 2932۔ طبرانی) (مسند شافعی 946)

☆ اس سے یہ محسوس ہوتا ہے کہ آپ ﷺ نے طوافِ قدوم پیدل کیا تھا۔ روایت ہے کہ آپ ﷺ باب السّلام سے داخل ہوئے تھے جو حجرِ اسود تک جانے کا قریب ترین راستہ ہے۔ (واللہ اعلم)

یہ روایت بھی ہے کہ رسول اللہ ﷺ اس کے ساتھ یہ بھی فرماتے:

اور اُس کی بزرگی اور عزت میں بھی اضافہ فرما جو اِس کا شرف، تکریم، تعظیم اور نیکی اور نیکی بجالاتے ہوئے اِس کا حج یا عمرہ کرے۔

(مسند شافعی 946)

ابنِ عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ دورانِ سفر تلبیہ پکارتے رہے حتیٰ کہ حرم میں پہنچ گئے تو تلبیہ کہنا بند کر دیا۔ ایک روایت میں الفاظ ہیں کہ رسول اللہ ﷺ بیت اللہ شریف پہنچنے تک اسی طرح (پہلے کی طرح یعنی جب شروع کیا تھا) تلبیہ کہتے رہتے حتیٰ کہ آپ ﷺ حجرِ اسود کے سامنے آتے تو اللہ اکبر کہہ کر حجرِ اسود کی طرف منہ کرتے۔

(صحیح بخاری 1553) (صحیح ابن خزیمہ 2716,2614)

حضرت سالم بن عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: اُم المومنین سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرمایا کرتی تھیں: حیرانی ہے اس مسلمان شخص پر جو کعبہ میں چھت کی جانب نگاہیں اٹھائے داخل ہوتا ہے اس کو چاہیے کہ وہ اللہ کی تعظیم اور بزرگی کے پیش نظر نگاہ اونچی کرنا چھوڑ دے۔ رسول اللہ ﷺ کعبہ میں داخل ہوئے آپ ﷺ نے نکلنے تک مقام سجدہ سے نگاہیں اوپر نہ اٹھائیں۔

(مستدرک 1761) (یہ حدیث کعبۃ اللہ کے اندر داخل ہونے کے حوالہ سے محسوس ہوتی ہے۔)

طوافِ قدوم

(4ذوالحجہ 10ہجری بروز اتوار)

مسجدِ حرام میں آنے کے بعد آپ ﷺ بیت اللہ کی طرف بڑھے۔ جب حجرِ اسود کے سامنے آئے، اللہ اکبر کہا اور حجرِ اسود کو ہاتھ لگایا اور بوسہ دیا (استلام کیا) اور استلام کرنے کے بعد بابِ کعبہ کی طرف گئے اور طواف شروع کیا یعنی داہنی جانب سے طواف شروع کیا اور کعبہ آپ ﷺ کے بائیں جانب تھا۔☆ مستدرک میں الفاظ ہیں کہ حجرِ اسود کے استلام سے طواف کا آغاز کیا اس دوران آپ ﷺ بہت روئے۔

(مسند احمد 14493) (سنن ابوداؤد 1872) (جامع ترمذی 856) (حاشیہ: صحیح مسلم 2932) (صحیح مسلم 2982,2950)
(صحیح ابنِ خزیمہ 2716) (مستدرک 1671) (مشکوٰۃ المصابیح 2575,2567,2566) (سنن نسائی 2942)

☆ یہاں آپ ﷺ نے تحیۃ المسجد نہیں پڑھی کیوں کہ مسجدِ حرام کی تحیۃ، طواف ہی ہے۔ حجرِ اسود کا بوسہ لے کر طواف شروع کیا اور ہاتھ نہ اٹھائے (یعنی جیسے دونوں ہاتھ نماز کے لیے اٹھاتے ہیں) اور نہ زبان سے طواف کی نیت کی جیسے آج کل لوگ کرتے ہیں۔ (حاشیہ صحیح مسلم حدیث نمبر 2932)

حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، ''رسول اللہ ﷺ عمرہ میں حجرِ اسود کو چھونے تک تلبیہ پکارتے تھے۔'' اور حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ تلبیہ کہتے رہتے حتیٰ کہ حجرِ اسود کے سامنے آتے تو اللہ اکبر کہہ کر حجرِ اسود کی طرف منہ کرتے، اسے بوسہ دیتے یا استلام کرتے پھر طواف شروع کرتے۔

(صحیح ابنِ خزیمہ 2716,2696,2614)

حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ حجرِ اسود کی طرف متوجہ ہوئے اس کا استلام کیا پھر اپنے ہونٹ اس پر رکھ کر بہت دیر تک روتے رہے۔ جب آپ ﷺ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی طرف دیکھا تو وہ بھی رو رہے تھے آپ ﷺ نے فرمایا: یا عمر! یہاں پر آنسو بہتے ہیں۔ (مستدرک 1670)

حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، جب رسول اللہ ﷺ مکہ پہنچے تو بیت اللہ کا طواف اس طرح کیا کہ سب سے پہلے حجرِ اسود کو بوسہ دیا۔

(صحیح بخاری 1691) (مشکوٰۃ المصابیح 2557) (صحیح مسلم 2983,2982)

حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ نبی ﷺ نے اِضطِباع کیا پھر استلام کیا اور اللہ اکبر کہا، پھر تین چکروں میں رَمل کیا۔ حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ (تب سے) یہ سنت ہے۔

(سنن ابوداؤد 1889، اسناد حسن: یہ روایت عمرۃ القضاء کے حوالے سے ہے) (صحیح ابنِ خزیمہ 2707: اسناد صحیح)

ابنِ عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے اونٹ پر سوار ہو کر خانہ کعبہ کا

طواف کیا جب بھی حجرِ اسود کے سامنے آتے تو آپ ﷺ کے پاس جو چیز ہوتی اس سے اشارہ کرتے اور (اللہ اکبر) تکبیر کہتے۔☆

(صحیح بخاری 1612, 1613)(سنن دارمی 1887)(صحیح ابن خزیمہ 2722)

(جامع ترمذی 865)(سنن نسائی 2958)(مسند شافعی 969)

حضرت عبداللہ بن سائب کے والد حضرت سائب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے نبی ﷺ کو رکنِ یمانی اور حجرِ اسود (رکنِ حجرِ اسود) کے درمیان یہ دعا مانگتے سنا۔

''رَبَّنَآ اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَةً وَّفِی الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ''

(مستدرک 3098,1673)

☆ روایات میں اونٹ پر سوار ہو کر آپ ﷺ کا طوافِ افاضہ (طوافِ زیارت) ملتا ہے۔ جب کہ طوافِ قدوم آپ ﷺ نے پیدل کیا تھا۔

احادیث سے یہ ظاہر ہوتا کہ طواف شروع کرتے ہوئے اگر حجرِ اسود کو چوما نہ جا سکے اور نہ ہی ہاتھ لگایا جا سکے اور نہ ہی کسی چیز سے چھوا جا سکے تو دور سے اشارہ کرنا ہے لیکن نماز کی طرح سے ہاتھ نہیں اُٹھانے اور اشارہ کرتے ہوئے اللہ اکبر کہنا ہے۔ اور جب بھی طواف کے دوران حجرِ اسود کے سامنے آنا ہے تو چومنا ہے یا ہاتھ لگانا ہے اور ہاتھ کو چوم لینا ہے یا کسی چھڑی سے چھونا ہے اور چھڑی کے چھوئے ہوئے حصے کو چوم لینا ہے، یا کسی چیز یا ہاتھ سے اشارہ کرنا ہے (اشارہ کی صورت میں چومنا نہیں ہے) اور اللہ اکبر کہنا ہے۔ (فائدہ حدیث نمبر 1612 صحیح بخاری، سنن دارمی حدیث نمبر 1887، سنن ابوداؤد حدیث نمبر 1889، اور مسند شافعی 969)۔ فائدہ حدیث نمبر 2958 سنن نسائی میں لکھا ہے کہ حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہ آغازِ تکبیر میں بسم اللہ بھی کہتے تھے یعنی بسم اللہ اللہ اکبر کہتے تھے۔ یہی بات مسند احمد حدیث نمبر 4628 میں بھی ہے۔ یہ بھی ان احادیث سے واضح ہوتا ہے کہ جب اشارہ ہوگا تو لازماً خانہ کعبہ پر نگاہ پڑے گی تو دورانِ طواف خانہ کعبہ کو نہ دیکھنے کی جو باتیں مشہور ہوگئی ہیں ان کی پھر ان احادیث کے مفہوم کے سامنے کیا حیثیت ہے؟

طواف کے پہلے تین چکروں میں رسول اللہ ﷺ تیز تیز چلے چھوٹے چھوٹے قدموں کے ساتھ، یعنی رمل کیا۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے تین چکروں میں حجر سے حجر تک رمل کیا☆ اور چار چکروں میں عام رفتار سے چلے۔ ابنِ عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے حجرِ اسود سے حجرِ اسود تک تین چکر تیز چل کر لگائے، پہلے تین چکروں میں رمل کیا اور چار چکر عام رفتار سے چل کر لگائے۔

(مستدرک 1671) (صحیح مسلم 2950، 3054-3048,2982,2953)

(سنن ابوداوٗد 1893,1891) (صحیح بخاری 1691,1617,1616,1604)

(مشکوٰۃ المصابیح 2557,2555) (سنن دارمی 1892) (مسند احمد 14716,14715,4983)

(موطاء 798) (صحیح ابنِ خزیمہ 2718) (سنن نسائی 2943) (جامع ترمذی 856)

یہ بھی روایت ہے کہ آپ ﷺ نے حجرِ اسود کے علاوہ رکنِ یمانی کو بھی بوسہ دیا اور یہ بھی روایت ہے کہ رکنِ یمانی کو چھوا۔

(صحیح مسلم 3061 تا 3066)، (جامع ترمذی 858)، (مشکوٰۃ المصابیح 2568) (صحیح ابنِ خزیمہ 2725)

(صحیح بخاری 1609) (سنن ابوداوٗد 1874) (سنن نسائی 2952)

☆عمرۃ القضاء کے موقع پر حجرِ اسود سے رکن یمانی تک رَمل کیا گیا جب کہ حجۃ الوداع کے موقع پر حجرِ اسود سے حجرِ اسود تک رَمل کیا گیا۔ اُس موقع پر مشرکین کو اپنی طاقت دکھانا مقصود تھا جب کہ اِس موقع پر رسول اللہ ﷺ نے اپنی اتباع کرنے کا اعادہ کروایا۔ (فائدہ حدیث نمبر 1891 سنن ابوداوٗد)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ ہم نے رمل (کندھوں کو ہلا ہلا کر دوڑنا) اور کندھوں کو ننگا کرنے کے ذریعے مشرکوں کو اپنی طاقت دکھائی تھی تو اللہ تعالیٰ نے ان کو تباہ کر دیا۔ پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جو عمل رسول اللہ ﷺ نے کیا تھا اسے اب چھوڑنا بھی ہم پسند نہیں کرتے۔

(صحیح ابنِ خزیمہ 2708) (صحیح بخاری 1605) (سنن ابوداوٗد 1887) (سنن ابنِ ماجہ 2952) (مستدرک 1669)

آپ ﷺ نے رکنِ یمانی اور حجرِ اسود کے درمیان دُعا فرمائی:

"رَبَّنَآ اٰتِنَا فِی الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِی الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ"

"اے ہمارے رب! ہمیں دُنیا میں بھلائی دے اور آخرت میں بھی بھلائی، اور آگ کے عذاب سے ہمیں بچا۔"

(سورۃ البقرہ آیت 201)(سنن ابوداؤد 1892: اسناد حسن)☆،(مسند شافعی 964)(صحیح ابن خزیمہ 2721)(مستدرک 1673)

حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے رکن یمانی کا بوسہ لیا اور اپنا رخسار اس پر رکھا۔(مستدرک 1675)

ابنِ عمر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ میں نے نبی ﷺ کو صرف انہی دو کونوں (رکن یمانی اور رکن حجر اسود) کا استلام کرتے ہوئے دیکھا ہے۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ ہی بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دونوں یمنی کونوں (رکنِ یمانی اور رکن حجرِ اسود) کے علاوہ بیت اللہ کے کسی حصے کو چھوتے نہیں دیکھا۔

(مسند احمد، 5894,5338,4672)(صحیح مسلم 3061)(سنن نسائی 2951-2952)

(صحیح بخاری 1609,166)(سنن ابوداؤد 1874)(مستدرک 1676)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کا خیال ہے کہ دوسرے دونوں رکنوں (یعنی رُکنِ شامی اور رُکنِ عراقی) کے بوسہ دینے کو آپ ﷺ نے ترک کیا اس کی وجہ کہ خانہ کعبہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی بنیادوں پر پورا نہیں بنا تھا۔

(صحیح بخاری 1583)(صحیح ابن خزیمہ 2726)(سنن نسائی 2903)(صحیح مسلم 3242)

☆ اس حدیث کے فائدہ میں ابوداؤد میں لکھا ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے یہی دعا صحیح ثابت ہے۔ علاوہ ازیں جو چاہے دعا کرسکتا ہے مگر ہر چکر کے لیے الگ الگ مخصوص دعا نہیں ہے۔

اس طواف میں رسول اللہ ﷺ چادریوں اوڑھے ہوئے تھے کہ اس کے دونوں کنارے دائیں بغل کے نیچے سے نکال کر سینہ اور پیٹھ پر سے گزارتے ہوئے بائیں کندھے پر ڈالے ہوئے تھے یعنی اضطباع کیا کہ دایاں کندھا کھلا تھا۔

(جامع ترمذی 859)(صحیح ابن خزیمہ 2707)

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ جب طواف سے فارغ ہوئے تو حجرِ اسود کا بوسہ لیا اور اس پر اپنے ہاتھ رکھے پھر آپ ﷺ نے دونوں ہاتھ اپنے چہرے پر پھیرے۔ (مستدرک 1671)

طواف سے فارغ ہو کر رسول اللہ ﷺ مقامِ ابراہیم کی طرف گئے۔ آپ ﷺ بلند آواز کے ساتھ ''وَاتَّخِذُوْا مِنْ مَّقَامِ اِبْرٰهٖمَ مُصَلًّى'' کی آیت تلاوت کر رہے تھے۔ آپ ﷺ نے مقامِ ابراہیم کو اپنے اور بیت اللہ کے بیچ میں کیا۔ آپ ﷺ نے دو رکعت نماز ادا کی اور ان رکعتوں میں ''قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ اور قُلْ یٰۤاَیُّهَا الْكٰفِرُوْنَ''☆ کی تلاوت فرمائی۔

(صحیح مسلم 3049,2950)(سنن نسائی 2965,2964,2942)(سنن ابوداؤد 1905)(سنن دارمی 1892)

(جامع ترمذی 2967,862)(صحیح ابن خزیمہ 2755,2754)(مسند احمد 14493)

(مشکوۃ المصابیح 2555)(صحیح بخاری 1691,1647,1645,1627,1616)

☆ صحیح مسلم، سنن دارمی، صحیح ابن خزیمہ اور سنن ابوداؤد کی روایات میں سورۃ اخلاص (سورۃ توحید) پہلے مذکور ہے اور سورۃ کافرون بعد میں تو اس سے محسوس ہوتا ہے کہ پہلی رکعت میں آپ ﷺ نے سورۃ توحید اور دوسری میں سورۃ الکافرون تلاوت فرمائی۔

اور سنن دارمی میں الفاظ ہیں کہ طواف کی دو رکعتوں میں سورۃ اخلاص والکافرون پڑھنا مسنون ہے۔

(فائدہ نمبر 10، حدیث نمبر 1892، سنن دارمی)(مسئلہ نمبر 23 اور 25: حاشیہ حدیث نمبر 2950 صحیح مسلم)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ زم زم کے کنوئیں پر گئے، اس کا پانی پیا اور سر مبارک پر ڈالا۔

(مسند احمد 15314)

پھر آپ ﷺ حجرِ اسود کی طرف لوٹے، اس کا بوسہ لیا اور بابِ صفا سے نکل کر صفا پہاڑی کی جانب گئے۔ اور فرمانے لگے کہ میں وہیں سے ابتداء کرتا ہوں جہاں سے اللہ نے ابتداء کی ہے۔

(مشکوٰۃ المصابیح 2555) (صحیح مسلم 2950) (سنن نسائی 2942,2964, 2965) (سنن ابوداؤد 1905)

(جامع ترمذی 856,862,2967) (صحیح ابنِ خزیمہ 2755,2756) (مسند احمد 14493,15314)

حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: نبی اکرم ﷺ جب بیت اللہ کا طواف کرتے تو ہر طواف میں رکن☆ اور حجرِ اسود کو ہاتھ لگاتے یا استلام کرتے تھے۔

(مستدرک 1676)

☆ اس سے رکن یمانی ہی مراد ہے، جیسا کہ بہت ساری احادیث رکن یمانی کے چھونے یا بوسہ دینے کی توثیق کرتی ہیں۔

سعی بین الصفا والمروہ
(4ذوالحجہ 10ہجری بروز اتوار)

جب آپ ﷺ صفا کے قریب پہنچے تو "اِنَّ الصَّفَاوَالْمَرْوَۃَ مِنْ شَعَآئِرِ اللّٰہِ" آیت پڑھی، اور کہا "اَبْدَأُ بِمَا بَدَأَ اللّٰہُ بِہٖ" (میں اُس سے ابتدا کرتا ہوں جس سے اللہ نے ابتدا کی ہے۔) آپ ﷺ صفا پر چڑھ گئے یہاں تک کہ بیت اللہ نظر آنے لگا۔ قبلہ کی طرف رُخ کر کے آپ ﷺ نے اللہ کی توحید اور کبریائی کا اعلان کیا، یعنی لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ اور اللّٰہ اکبّر کہا اور یہ کہا:

"لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ ،لَہُ الْمُلْکُ وَلَہُ الْحَمْدُ وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ. لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ اَنْجَزَوَعْدَہٗ وَنَصَرَ عَبْدَہٗ وَھَزَمَ الْاَحْزَابَ وَحْدَہٗ"

(اللہ کے سوا کوئی معبودِ برحق نہیں، وہ یکتا ہے، اس کا کوئی شریک نہیں، اسی

کی بادشاہت ہے اور اسی کے لیے ہر قسم کی حمد ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے، اللہ کے سوا کوئی معبودِ برحق نہیں، وہ یکتا ہے، اس نے اپنا وعدہ پورا فرمایا، اپنے بندے کی نصرت فرمائی اور اس اکیلے نے لشکروں کو شکست دی۔)

پھر اس کے بعد آپ ﷺ دیر تک دعا کرتے رہے، پھر انہی کلمات کو دُہرایا، پھر دُعا کی پھر انہی کلمات کو دُہرایا کہ تین بار ایسا کیا، پھر آپ ﷺ صفا سے نیچے اُترے، اور مروہ کی طرف چلنا شروع کیا۔ جب دونوں پہاڑیوں کے درمیان وادی میں پہنچے تو آپ ﷺ نے تیز تیز چلنا شروع کیا (جب آپ ﷺ کے قدم میدان کے بیچ میں اُترے تو دوڑے، رمل کیا)۔ جب مروہ کی چڑھائی آئی تو معمول کے مطابق چلنے لگے، یہاں تک کہ مروہ کے اوپر پہنچ گئے، بیت اللہ کی طرف رُخ کیا اور جو صفا پر پڑھا تھا وہی مروہ پر پڑھا اور ہر بار ایسا ہی کیا۔

(سنن ابوداؤد 1905) (سنن دارمی 1892) (صحیح مسلم 2950) (جامع ترمذی 862)

(صحیح ابنِ خزیمہ 2757) (سنن نسائی 2965,2964) (مشکوۃ المصابیح 2555) (موطاء 817) (مسندِ احمد 14493)

سنن ابنِ ماجہ میں الفاظ ہیں کہ کوہِ صفا پر جب بیت اللہ پر نظر پڑی تو اللہ کی تکبیر وتہلیل اور حمد فرمائی (اَللّٰهُ اَكْبَرُ، لَآاِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اور اَلْحَمْدُلِلّٰهِ) پھر فرمایا:

"لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ ،لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَىْءٍ قَدِيْرٌ. لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ اَنْجَزَ وَعْدَهٗ وَنَصَرَ عَبْدَهٗ وَهَزَمَ الْاَحْزَابَ وَحْدَهٗ"

پھر ان الفاظ کو پہلی بار اور دوسری بار پڑھنے کے درمیان دُعا مانگی، تین بار ایسا کیا۔ پھر مروہ پر بھی ایسا ہی کیا۔ سنن نسائی میں بھی ایسی ہی روایت ہے۔

(سنن ابنِ ماجہ 3074) (سنن نسائی 2964)

صفا پر آپ ﷺ کا ہاتھ اُٹھا کر جس قدر لمبی اللہ نے چاہا، دُعائیں کرنا بھی حدیث میں ہے۔

(سنن ابوداؤد 1872)، (مشکوۃ المصابیح 2575)

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ مروہ کے پاس آئے اور اس پر چڑھے حتیٰ کہ آپ ﷺ کو بیت اللہ نظر آنے لگا تو آپ ﷺ نے تین دفعہ اللہ اکبر پڑھا اور تین بار یہ دعا پڑھی: لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ.......... پھر آپ ﷺ نے اللہ تعالیٰ کا ذکر فرمایا، تسبیح و تحمید کی اور پھر جو اللہ نے چاہا آپ ﷺ نے دعا کی۔ پھر ہر دفعہ اسی طرح کرتے رہے حتیٰ کہ صفا و مروہ کے طواف (سعی) سے فارغ ہو گئے۔

(سنن نسائی 2964,2987) (موطاء 818) (صحیح ابن خزیمہ 2757) (مسند احمد 15238)

حضرت حبیبہ بنتِ ابو تجراۃ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ جاہلیت میں ہمارا ایک دریچہ ہوتا تھا (جو صفا و مروہ کی طرف کھلتا تھا) وہ فرماتی ہیں: میں نے روشن دان سے صفا و مروہ کے درمیان جھانکا تو میری نظر نبی ﷺ پر پڑی جبکہ آپ ﷺ دوڑ رہے تھے اور آپ ﷺ اپنے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے کہہ رہے تھے: دوڑو! کیونکہ اللہ نے تم پر (اس جگہ) دوڑنا فرض کیا ہے۔ وہ کہتی ہیں، میں نے دیکھا کہ تیز رفتاری کی وجہ سے آپ ﷺ کا تہہ

بند آپ کے پیٹ مبارک کے گرد گھوم رہا تھا۔

(صحیح ابن خزیمہ 2765,2764)(ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ حدیث عمرۃ القضاء کے حوالے سے ہے۔۔۔۔اسی احساس کو مسند اسحاق کی حدیث نمبر 335 اور صحیح بخاری کی حدیث نمبر 1649 بھی سپورٹ کرتی ہے جو حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے۔واللہ اعلم)

اُمِ ولد شیبہ ﷞ کہتی ہیں، میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا، آپ ﷺ صفا اور مروہ کے درمیان دوڑ رہے تھے اور فرما رہے تھے، ابطح کو دوڑ کر ہی طے کیا جائے۔

(السلسلۃ الصحیحہ 1577)(سنن ابن ماجہ 2987)

اُم المومنین حضرت عائشہ ﷞ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے صفا اور مروہ کے درمیان طواف کو سنت قرار دیا، اس لیے کسی کو اختیار نہیں کہ ان کا طواف چھوڑ دے۔

(صحیح بخاری 1643)(صحیح مسلم 3082)(سنن نسائی 2971)(مسند احمد 26430,25625)

اُم المومنین حضرت عائشہ ﷞ کا فرمان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے صفا و مروہ کے چکر لگائے اور ہم نے بھی آپ ﷺ کے ساتھ چکر لگائے لہٰذا یہ سنت ہے۔

(سنن نسائی 2970)(صحیح بخاری 4861)(صحیح ابن خزیم 2766)(صحیح مسلم 3081)

اُمّ المومنین حضرت عائشہ ﷞ کا فرمان ہے کہ اللہ تعالیٰ اس شخص کا حج اور عمرہ مکمّل تسلیم نہیں کرتا جو صفا اور مروہ کے درمیان چکر نہ لگائے۔

(سنن ابن ماجہ 2986)(صحیح ابن خزیمہ 2769)(صحیح بخاری 1790)

حضرت ابن عمر ﷛ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے صفا اور مروہ کی سات

مرتبہ سعی کی۔

حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہ کے یہ الفاظ بھی حدیث میں ملتے ہیں کہ تمہارے لیے رسول اللہ ﷺ کی زندگی بہترین نمونہ ہے۔ ☆

(صحیح مسلم 2982,2983)(صحیح بخاری 1623,1627,1645,1647,1691)

☆ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ صفا (کی پہاڑی) پر تین دفعہ تکبیر کہتے (اور) فرماتے: ''لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ'' (ایک اللہ کے سوا کوئی الٰہ نہیں، اس کا کوئی شریک نہیں، اُسی کی بادشاہی ہے اور اُسی کی حمد ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔) پھر نبی ﷺ پر درود پڑھتے پھر لمبا قیام کرتے ہوئے دُعا کرتے رہتے پھر مروہ پر بھی اسی طرح کرتے تھے۔

(فضل الصّلوٰۃ علی النبی ﷺ (فضائلِ دُرود وسلام) امام اسماعیل بن اسحاق القاضیؒ، حدیث نمبر 87: بحوالہ مصنّف ابن ابی شیبہ 29630)

عمرہ کا ہمیشہ ہمیشہ کے لیے حج میں داخل ہونا

جب آپ ﷺ آخری چکر میں پہنچے تو آپ ﷺ مروہ پر تھے اور صحابہ رضی اللہ عنہم آپ ﷺ سے نیچے تھے، آپ ﷺ نے وہاں سے آواز دیتے ہوئے فرمایا: ''جس چیز کا مجھے اب پتا چلا ہے اگر اس کا مجھے پہلے پتا چل جاتا تو میں قربانی کا جانور ساتھ نہ لاتا☆ (اور مکہ ہی میں خرید لیتا) اور میں اس (حج) کو عمرہ میں تبدیل کر لیتا، جس شخص کے پاس قربانی کا جانور نہیں وہ احرام کھول دے اور اسے عمرہ میں بدل ڈالے۔'' سراقہ بن مالک بن جعشم رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور عرض کیا، یارسول اللہ! کیا یہ اس سال کے لیے یا ہمیشہ کے لیے ہے؟ رسول اللہ ﷺ نے اپنے ایک ہاتھ کی اُنگلیاں دوسرے ہاتھ کی اُنگلیوں میں داخل کیں اور دو مرتبہ فرمایا: ''عمرہ حج میں داخل ہو گیا''، ''عمرہ حج میں داخل ہو گیا'' اور یہ صرف ہمارے

☆ اس سے احساس ہوتا کہ حج تمتّع کرنے والوں کے لیے بہترین اور سنت کے قریب ترین یہ ہے کہ مکہ جا کر ہی قربانی خریدیں اور اپنے ملک میں قربانی کے لیے رقم جمع نہ کروائیں۔ (حدیث صحیح مسلم 2931، میں یہ الفاظ بھی موجود ہیں کہ ہدی کو اپنے ساتھ نہ لاتا، یہاں مکہ میں خرید لیتا اور ان لوگوں نے جیسا احرام کھول ڈالا ہے ویسا ہی میں بھی کھول ڈالتا۔)

اسی سال کے لیے ہی نہیں بلکہ ہمیشہ ہمیشہ کے لیے ہے۔''

(مشکوۃ المصابیح 2555)(سنن نسائی 2807,2808,)(سنن دارمی 1892)
(مسلم 2943,2950)(مسند شافعی 797,801,802,803)(مسند اسحاق 358,359)
(مسند احمد 2287,14493,17732)(صحیح بخاری 1561,2505)

حضرت سراقہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم وادی میں خطبہ دینے کے لیے کھڑے ہوئے اور فرمایا: ''یاد رکھو! قیامت تک کے لیے عمرہ حج میں داخل ہو گیا ہے۔'' حضرت سراقہ رضی اللہ عنہ نے پوچھا، یارسول اللہ! یہ بتائیے کہ کیا سفرِ حج میں عمرہ کا یہ حکم صرف ہمارے لیے ہے یا ہمیشہ کے لیے؟ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''ہمیشہ کے لیے ہے۔''

(مسند احمد 17725,17732,17733)(سنن ابنِ ماجہ 2977)(سنن نسائی 2808,2809)

زمانۂ جاہلیت میں حج کے ساتھ عمرہ کرنا جائز نہ سمجھا جاتا تھا بلکہ حج کے مہینوں میں عمرہ کرنا زمین پر سب سے بڑا گناہ سمجھتے تھے، لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیشہ ہمیشہ کے لیے اس کو جائز کر دیا۔

(صحیح مسلم 2918,2950,3009)(صحیح بخاری 1564,3832)
(سنن نسائی 2815)(مسندِ احمد 2274)(مسند اسحاق 345,358)

جب 4 ذوالحجہ کی صبح کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو حکم دیا کہ وہ اس حج کے احرام کو عمرہ بنالیں تو یہ چیز ان کے نزدیک بڑی شاق تھی☆ (یہ بات ان پر بہت گراں

☆ یہ تذبذب شائد اس لیے تھا کہ صحابہ رضی اللہ عنہم چاہتے تھے کہ ہم بھی اسی طرح ہی کریں جیسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کر رہے ہیں جب کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم قربانی کا جانور ساتھ ہونے کی وجہ سے احرام نہ کھول سکتے تھے۔
(واللہ اعلم)
(فوائد و مسائل حدیث نمبر 2713 سنن نسائی)

گزری کہ وہ حلال ہو جائیں) اور سینے اس سے تنگ ہوئے (مسند احمد میں یہ الفاظ ہیں کہ لوگوں نے اسے بہت بڑی بات سمجھا/ یہ لوگوں کو بڑی انوکھی بات لگی) اور کہنے لگے: یا رسول اللہ! عمرہ کر کے ہمارے لیے کیا چیز حلال ہو گی؟☆ آپ ﷺ نے فرمایا: ''سب چیزیں حلال ہوں گی۔''

(سنن نسائی 2815) (صحیح بخاری 3832,1564)
(صحیح مسلم 3009,2944) (مسند احمد 14162,2274) (مسند اسحاق 345)

اُم المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں اِس حال میں مکہ آئی کہ میں حائضہ تھی اور میں نے خانہ کعبہ کا طواف نہیں کیا تھا اور نہ ہی صفا مروہ کا طواف کیا تھا۔ میں نے رسول اللہ ﷺ سے اس کی شکایت کی تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ تم اس طرح کرو جس طرح تمام حاجی کرتے ہیں مگر پاک ہونے تک خانہ کعبہ کا طواف نہ کرو۔

(صحیح بخاری 1650)، (سنن دارمی 1888) (صحیح مسلم 2910)

اُم المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ 4 ذوالحجہ کو مکہ پہنچے تھے، آپ ﷺ میرے پاس تشریف لائے تو آپ ﷺ غصہ کی حالت میں تھے۔ میں نے عرض کیا، یارسول اللہ! آپ کو کس نے ناراض کیا ہے؟ اللہ اسے جہنّم میں داخل فرمائے☆☆ آپ ﷺ نے فرمایا: ''کیا تمہیں معلوم نہیں کہ میں نے لوگوں کو ایک کام کا حکم دیا ہے جبکہ وہ تردد کا شکار ہیں۔ جس چیز کا مجھے اب پتا چلا ہے اگر اس کا

☆ ایسا احساس ہوتا ہے کہ طوافِ افاضہ اور سعی کرنا تو تھا ہی کہ وہ حج کا حصہ ہی تھا جب کہ احرام کھولنا ایک نئی بات تھی اور ایسا احساس ہوتا ہے کہ یہی بات آپ ﷺ کو اس موقع پر وحی کی گئی تھی۔ (واللہ اعلم)۔ (صحیح مسلم 2944)، (فوائد و مسائل، حدیث نمبر 2713، سنن نسائی)۔

☆☆ یہ محاورۃً ہے۔

مجھے پہلے پتا چل جاتا تو میں قربانی کا جانور اپنے ساتھ نہ لاتا حتیٰ کہ میں اسے یہاں مکہ سے خرید لیتا، پھر میں بھی احرام کھول دیتا جیسے انہوں نے احرام کھولا ہے۔''

(صحیح ابنِ خزیمہ 2606)(صحیح مسلم 2931, 2932)(مشکوٰۃ المصابیح، 2560)(مسند احمد 25939)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جب 4 ذوالحجہ کو رسولِ کریم ﷺ نے ہمیں حلال ہو جانے کا حکم دیا، اور عورتوں کے پاس جانے کی اجازت بھی دے دی، تو ہم نے تعجّب کے طور پر ایک دوسرے سے کہا: ''اب جبکہ ہمارے اور عرفات کے درمیان صرف پانچ دن رہ گئے ہیں تو آپ ﷺ نے ہمیں حکم دیا ہے کہ ہم عورتوں کے پاس جا سکتے ہیں۔ کیا ہم اس حال میں عرفات جائیں کہ ہمارے قطرے ٹپک رہے ہوں۔'' رسولِ کریم ﷺ کو جب ہماری ان باتوں کی خبر ملی تو آپ ﷺ ہمارے درمیان خطبہ دینے کے لیے کھڑے ہو گئے اور فرمایا:

''تم جانتے ہو میں تم سب سے زیادہ اللہ سے تقویٰ کرنے والا ہوں، تم سب سے زیادہ سچا ہوں، تم سب سے زیادہ نیک ہوں۔ اگر میرے ساتھ قربانی کے جانور نہ ہوتے تو میں بھی اسی طرح حلال ہو جاتا، جس طرح تم حلال ہوئے ہو۔ جو بات اب مجھ پر ظاہر ہوئی ہے اگر پہلے ظاہر ہو جاتی یا جو پہلے کر چکا ہوں وہ دوبارہ کر سکتا، تو اپنے ساتھ قربانی کے جانور نہ لاتا۔ پس تم حلال ہو جاؤ۔''

یہ الفاظ بھی ہیں کہ

''جس شخص کے پاس قربانی نہ ہوتو وہ تین روزے اِدھر ہی رکھ لے (یعنی حج کے دنوں میں) اور سات روزے واپس اپنے گھر جا کر رکھ لے اور جسے قربانی کا جانور مل جائے تو وہ قربانی کرے۔''

(مشکوۃ المصابیح 2559) (سنن نسائی 2807) (صحیح ابن خزیمہ 2926) (مستدرک 1742)
(مسند احمد 14462,14330) (صحیح بخاری 2506,2505,1651) (سنن ابوداؤد 1789) (صحیح مسلم 2943)

اس طرح سے بھی الفاظ ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ جس طرح میں کہہ رہا ہوں ویسے ہی کرو۔ اگر میرے ساتھ ہدی (قربانی) نہ ہوتی تو خود بھی میں اسی طرح کرتا جس طرح تم سے کہہ رہا ہوں لیکن میں کیا کروں اب میرے لئے کوئی چیز اس وقت تک حلال نہیں ہوسکتی جب تک میرے قربانی کے جانور کی قربانی نہ ہو جائے۔
(صحیح بخاری 1568) (صحیح مسلم 2945)

اب تمام صحابہ رضی اللہ عنہم نے ان کے سوا جو قربانی کے جانور ساتھ لائے تھے، احرام کھول دیے اور حلال ہو گئے۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے کہا ''ہم نے احرام کھول دیا اور ہم نے سمع واطاعت اختیار کی۔''

(مسند احمد 25418) (مشکوۃ المصابیح 2559) (صحیح بخاری 1568) (صحیح مسلم 2945,2943)

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب بیت اللہ کا طواف کر لیا (سعی کر لی) تو نبی ﷺ نے فرمایا اسے عمرہ بنا لو، الّا یہ کہ کسی کے پاس ہدی کا جانور ہو، چنانچہ ہم نے اسے عمرہ بنا کر احرام کھول لیا۔ (مسند احمد 11027) (صحیح ابن خزیمہ 2795)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ اُس دن سوائے نبی ﷺ اور حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کے

کسی کے پاس ہدی کا جانور نہ تھا۔ البتہ حضرت علیؓ یمن سے آئے تھے تو ان کے پاس بھی ہدی کا جانور تھا۔ (مسند احمد 14330) (صحیح بخاری 1651) (سنن ابوداؤد 1789)

اُم المومنین حضرت عائشہؓ روایت کرتی ہیں کہ ہم لوگ نبیﷺ کے ساتھ نکلے، ہمارا ارادہ صرف حج کرنے کا ہی تھا۔ جب ہم مکہ پہنچے تو خانہ کعبہ کا طواف کیا، نبیﷺ نے حکم دیا کہ جو شخص قربانی کا جانور نہ لایا ہو، وہ اپنا احرام کھول ڈالے، چنانچہ جو لوگ قربانی کا جانور نہیں لائے تھے، انہوں نے احرام کھول ڈالا، آپﷺ کی بیویاں بھی قربانی کے جانور نہ لائیں تھیں، اس لیے انہوں نے بھی احرام کھول ڈالے۔

(صحیح بخاری 1561) (صحیح مسلم 2929) (سنن ابوداؤد 1783) (سنن نسائی 2805) (مسند احمد 25418)

اُم المومنین حضرت حفصہؓ فرماتی ہیں کہ میں نے نبیﷺ سے عرض کی: یارسول اللہ! کیا وجہ ہے لوگ احرام سے حلال ہو گئے ہیں مگر آپﷺ عمرہ کر کے حلال نہیں ہوئے؟ آپﷺ نے فرمایا ''میں نے اپنے سر کے بالوں کو گوند سے چپکایا ہے اور قربانی کے جانور کو قلادہ (ہار) پہنا دیا ہے، اس لیے میں حلال نہیں ہو سکتا حتیٰ کہ حج سے حلال ہو جاؤں (جب تک میں نحر نہ کر لوں، میں احرام نہیں کھولوں گا)۔''

(سنن نسائی 2683) (صحیح بخاری 1725,1697,1566) (موطاء 875)

(مسند احمد 26968,26956,6068 (صحیح مسلم 2984-2988) (سنن ابوداؤد 1806) (سنن ابن ماجہ 3046)

حضرت علیؓ حج سے کچھ پہلے یمن بھیجے گئے تھے۔ وہ یمنی حاجیوں کے ایک قافلہ اور قربانی کے جانوروں کے ساتھ مکہ پہنچے۔ انہوں نے دیکھا کہ حضرت فاطمہؓ نے بالوں میں کنگھی کر رکھی ہے، سرمہ لگا رکھا ہے، اور رنگ دار کپڑے پہن

رکھے ہیں۔☆ وہ یہ دیکھ کر خفا ہو گئے، اور پوچھا کہ تمہیں ایسا کرنے کی اجازت کس نے دی ہے؟ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے یہ بتانے پر کہ، میرے ابا نے، وہ رسولِ کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آپ ﷺ نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی تصدیق کی اور حضرت علی رضی اللہ عنہ سے پوچھا، تم نے کس چیز کا احرام باندھا ہے؟ کہا، میں نے تو یہ نیت کی تھی کہ میں اس چیز کا احرام باندھتا ہوں جس کا احرام میرے آقا علیہ السلام نے باندھا ہے۔☆☆ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس قربانی کے جانور بھی تھے اور انہوں نے احرام کی نیت بھی رسول اللہ ﷺ کی نیت کی مانند کی تھی اس لیے آپ ﷺ نے ان کو حکم دیا کہ وہ قربانی کے دن تک احرام نہ کھولیں۔

حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ (وہ بھی یمن سے آئے تھے) نے کہا کہ میں نے تو نبی ﷺ کے احرام کی طرح احرام باندھا ہے لیکن حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کے ساتھ قربانی کے جانور نہ تھے، آپ ﷺ نے ان کو احرام کھولنے کا حکم دیا۔ اس وقت آپ ﷺ بطحاء میں پڑاؤ ڈالے ہوئے تھے۔

(سورۃ البقرہ 196) (صحیح مسلم 3026,2950)، (سنن نسائی 2744,2743,2713) (سنن ابن ماجہ 3074)
(سنن دارمی 1892) (صحیح بخاری 1651,1565,1559,1558,1557) (صحیح ابنِ خزیمہ 2620)
(مسند احمد 14493,273) (جامع ترمذی 956) (سنن ابوداؤد 1905)

☆ سنن نسائی میں امام نسائی نے، حدیث 2713 سے یہ استدلال لیا ہے کہ اگر احرام کی حالت میں رنگ دار کپڑے درست ہوتے تو حضرت علی رضی اللہ عنہ اعتراض کیوں کرتے؟ اِس سے معلوم ہوتا ہے کہ عورت کے لیے احرام کی حالت میں رنگ دار کپڑے جائز نہیں۔ (فوائد و مسائل حدیث نمبر 2713)

☆☆ امام بخاری نے حدیث نمبر 1558 پر باب باندھا ہے: جس شخص نے زمانۂ نبوی میں نبی ﷺ کی مثل احرام باندھا: اور فائدہ میں لکھا ہے کہ اب احرام کو کسی کی مثل قرار دینا صحیح نہیں۔

اس موقع پر صحابہ رضی اللہ عنہم نے بال ترشوائے۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے یہاں افضل یعنی سر منڈانے پر اس لیے عمل نہ کیا کہ اگر سر منڈاتے تو حج کے وقت مطلق بال نہ رہتے اس لیے یہاں تقصیر پر کفایت کی اور حلق نہ کیا۔

(صحیح بخاری 1691,1545)، (صحیح مسلم 2950 مع مسئلہ 36)، (مشکوۃ المصابیح 2555)

چند احادیث میں الفاظ ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم لوگ کعبہ کا طواف اور صفا و مروہ کی سعی کر کے احرام کھول لو اور بال کٹوا دو (بال کم کرا لو) بال تراشوالو۔☆ پھر یوم ترویہ میں حج کا احرام باندھو اور اسے تمتّع بنالو۔

(سورۃ البقرہ آیت 197) (صحیح بخاری 1691,1651,1568,1545) (سنن نسائی 2733) (صحیح مسلم 2982,2945)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کی ایک روایت کے مطابق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں سے فرمایا: ''تم میں سے جو شخص قربانی کا جانور ساتھ لایا ہے تو اس کے لیے کوئی چیز حلال نہیں جو اِس پر حرام تھی حتیٰ کہ وہ اپنا حج پورا کر لے اور جو قربانی کا جانور ساتھ نہیں لایا تو وہ بیت اللہ کا طواف کرے، صفا مروہ کی سعی کرے، بال کٹوا کر احرام کھول دے پھر (حج کے موقع پر) حج کے لیے احرام باندھے اور قربانی کرے، تو جو شخص قربانی کا جانور نہ پائے تو وہ تین روزے ایامِ حج میں اور سات روزے اپنے گھر پہنچ کر رکھے۔''

(سورۃ البقرہ 197) (صحیح بخاری 1691) (سنن نسائی 2733) (مشکوۃ المصابیح 2557) (صحیح مسلم 2982)
(سنن ابوداؤد 1805) (صحیح ابنِ خزیمہ حدیث نمبر 2962: بروایت حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ)

☆ صحیح بخاری حدیث نمبر 1728 کے فائدہ میں لکھا ہے کہ اگر حج سے چند دن قبل عمرہ کیا جائے اور اندیشہ ہو کہ حلق کرانے کے بعد دسویں ذوالحجہ تک بال نہیں اُگ سکیں گے تو ایسے حالات میں عمرہ کرنے والے کے لیے بال کتروانا افضل ہے۔

حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''یہ عمرہ ہے جس سے ہم نے فائدہ اُٹھایا، اور جس کے پاس قربانی کا جانور نہ ہو تو اس کے لیے تمام چیزیں حلال ہوئیں، کیونکہ عمرہ روزِ قیامت تک کے لیے حج میں داخل ہو چکا ہے۔''

(مشکوٰۃ المصابیح 2558)(سنن نسائی 2817)(جامع ترمذی 932)(مسند احمد 3172,2115)

(مسند اسحاق 358)(صحیح مسلم 3014)(سنن ابوداؤد 1790)

(صحیح بخاری 1691، سنن نسائی 2733 بروایت حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہ)

رسول اللہ ﷺ کے چند ارشادات اور سنتیں طواف کے حوالے سے

طواف کے حوالے سے رسول اللہ ﷺ سے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

''جو شخص بیت اللہ کے سات چکر لگائے اور اس دوران ''سُبْحَانَ اللّٰہِ، وَالْحَمْدُلِلّٰہِ،وَلَآاِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ، وَلَاحَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ''(اللہ (شرک سے) پاک ہے، ہر قسم کی تعریف اللہ کے لیے ہے، اللہ کے سوا کوئی معبودِ برحق نہیں، اللہ سب سے بڑا ہے، گناہ سے بچنا اور نیک عمل کرنا محض اللہ تعالیٰ کی توفیق کے ساتھ ہے) کے سوا کوئی بات نہ کرے تو اُس کے دس گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں، اُس کے لیے دس

نیکیاں لکھی جاتی ہیں اور اُس کے دس درجات بلند کر دیے جاتے ہیں اور جو شخص طواف کرے اور اُس دوران باتیں کرے تو وہ اُس حال میں ایسے ہے کہ اُس کے پاؤں تو رحمت میں ہیں (لیکن اوپر کا حصہ رحمت میں نہیں) جیسے کسی نے اپنے پاؤں پانی میں ڈبو رکھے ہوں۔" (مشکوۃ المصابیح 2591) (اسناد حسن)

حضرت عباس ؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: "بیت اللہ کا طواف نماز کی طرح ہے، البتہ تم اس میں بات وغیرہ کر لیتے ہو، جو شخص اس دوران بات کرے تو وہ صرف خیر و بھلائی کی بات کرے۔"

(سنن دارمی 1889) (جامع ترمذی 960) (مشکوۃ المصابیح 2576)
(مسند اسحاق 329) (صحیح ابن خزیمہ 2739) (مستدرک 1687, 3058)

حضرت ابنِ عمر ؓ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: "اُن دونوں رُکنوں (رُکنِ یمانی اور رُکنِ حجرِ اسود) کو ہاتھ لگانا (استلام کرنا) گناہوں کا کفارہ ہے (گناہوں کو مٹا دیتا ہے)۔"

(جامع ترمذی 959) (مسند احمد 4462) (صحیح ابن خزیمہ 2730,2729)

اور میں نے آپ ﷺ کو فرماتے سنا: "جو شخص ہر ہفتے بیت اللہ کا طواف کرے اور اس کی حفاظت کرے تو وہ ایسے ہے جیسے اس نے غلام آزاد کیا ہو۔" اور میں نے آپ ﷺ کو فرماتے سنا: "جب کوئی طواف میں ایک قدم رکھتا ہے اور دوسرا اُٹھاتا ہے تو اللہ اس کے بدلے میں ایک گناہ معاف کر دیتا ہے اور اس کے لیے ایک

نیکی لکھ دیتا ہے۔'' (جامع ترمذی959) (مسندِ احمد5701,4462) (مستدرک5925 بروایت محمد بن منکدر رحمہ اللہ)

اُم المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ آپ ﷺ نے خانہ کعبہ کا طواف کرنے سے پہلے وضو کیا۔ (صحیح بخاری1641,1614)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے یہ فرمان سنا ''جو شخص بیت اللہ کا طواف کرے اور دو رکعت نماز پڑھے، یہ ایک انسان آزاد کرنے کی طرح ہے۔'' (جامع ترمذی959) (سنن ابنِ ماجہ2956، اسناد حسن)

حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ طواف کے دوران نبی ﷺ ایک شخص کے پاس سے گزرے جس نے اپنا ہاتھ دوسرے شخص کے ہاتھ سے تسمہ یا رسی یا اسی قسم کی کسی چیز کے ذریعہ باندھ رکھا تھا (ناک میں نکیل تھی)، نبی ﷺ نے اپنے ہاتھ سے اس کو کاٹ دیا پھر فرمایا کہ اس کا ہاتھ پکڑ کر چل۔

(صحیح بخاری1621,1620) (مسند اسحاق336) (سنن ابوداؤد3302) (سنن نسائی2923)
(مستدرک1690) (صحیح ابنِ خزیمہ2751)

حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ایک آدمی کے پاس سے گزرے جسے دوسرا آدمی کسی چیز سے چلا رہا تھا جس کی اس نے نذر مان رکھی تھی۔ نبی ﷺ نے اسے پکڑا اور توڑ دیا اور فرمایا: ''یہ عجیب نذر ہے!'' (سنن نسائی2924)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے ان سے فرمایا: ''عمر تم طاقتور آدمی ہو، حجرِ اسود کو بوسہ دینے میں مزاحمت نہ کرنا، کہیں کمزور آدمی کو تکلیف نہ پہنچے، اگر خالی

مل جائے تو استلام کر لینا ورنہ محض استقبال کر کے تہلیل وتکبیر پر ہی اکتفا کر لینا۔''

(مسند احمد 190: حسن)

چند مزید روایات

عورتوں کے مَردوں کے ساتھ طواف کرنے کے حوالے سے صحیح بخاری میں ملتا ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا مَردوں سے جدا رہ کر طواف کرتی تھیں کہ مَردوں کے پیچھے (یعنی مطاف کے کناروں پر کہ کعبہ سے دور)۔

(صحیح بخاری 1618)

اگر کوئی طواف کر رہا ہے اور نماز کی تکبیر کہی جائے، جب سلام پھیرے تو وہیں لوٹ جائے جہاں سے طواف منقطع ہوا ہے۔

(صحیح بخاری باب 68)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ بیت اللہ کے کونوں میں صرف حجرِ اسود کا اور حجرِ اسود سے متّصل کونے رکنِ یمانی کا اِستلام کرتے تھے۔

(صحیح مسلم 3061)، (صحیح بخاری 1609)، (مشکوٰۃ المصابیح 2568) (سنن ابوداؤد 1874)

صحیح بخاری باب 69 میں عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے بیان ہے کہ ایسا کبھی نہیں ہوا کہ رسول اللہ ﷺ نے سات چکر پورے کیے ہوں اور 2 رکعت نماز نہ پڑھی ہو۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کہتے تھے کہ سنت پر عمل کرنا افضل ہے۔

جب رسول اللہ ﷺ پہلا طواف☆ کرتے تو پہلے تین چکروں میں دوڑتے (رمل کرتے) اور باقی چار میں معمول کے مطابق چلتے اور جب صفا اور مروہ کی سعی کرتے تو نالے☆☆ کے نشیب میں دوڑتے تھے۔

(سنن ابنِ ماجہ 2950) (صحیح مسلم 3050,3049,3048)
(صحیح بخاری 1644,1617,1616,1603) (سنن نسائی 2946,2945)

حضرت مسدد، حضرت یحییٰ، حضرت عبید، حضرت نافع، حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ شدت اور نرمی کسی حال میں بھی میں نے ان دونوں رکنوں (رکنِ حجرِ اسود اور رکنِ یمانی) کا استلام کرنا نہیں چھوڑا، جب سے میں نے نبی ﷺ کو استلام کرتے ہوئے دیکھا ہے، راوی کہتا ہے کہ میں نے نافع رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا، کیا ابنِ عمر رضی اللہ عنہ دونوں رکنوں کے درمیان معمولی چال سے چلتے تھے؟ انہوں نے جواب دیا کہ وہ معمولی چال سے (ہجوم کی وجہ سے) صرف اس لیے چلتے تھے کہ آسانی کے ساتھ بوسہ دے سکیں۔

(صحیح بخاری 1644,1606) (سنن نسائی 2956,2955,2952)
(مشکوٰۃ المصابیح 2586) (سنن دارمی 1880) (مسند احمد 4463) (صحیح مسلم 3064)

حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: نبی ﷺ نے طواف کے دوران پانی پیا۔

(مستدرک 1689) (صحیح ابنِ خزیمہ 2750)

☆ پہلا طواف یعنی عمرہ کا طواف یا طوافِ قدوم

☆☆ اب اس نالے کے نشیب میں سبز نشان لگا دیے گئے ہیں

سفرِ حج میں عمرہ کرنا سنتِ رسول ﷺ ہے

نبی ﷺ نے سفرِ حج میں عمرہ کرنے کو اپنی سنت قرار دیا اور اہلِ مکہ کے سوا دوسری جگہ کے لوگوں کے لیے جائز قرار دیا اور فرمایا کہ یہ اُس کے لیے جو مسجدِ حرام کے پاس نہ رہنے والے ہوں☆ اور حج کے مہینے وہ ہیں جو اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں بیان کیے ہیں۔ شوال، ذوالقعدہ، ذوالحجہ، جس نے ان مہینوں میں عمرہ کیا اس پر قربانی واجب ہے اور جس کو قربانی کا جانور میسر نہیں تو وہ تین دن روزے رکھے ایامِ حج میں اور سات جب اپنے شہر میں واپس آئے اور قربانی میں ایک بکری بھی کافی ہے۔ یہ بھی فرمایا کہ ''رَفث'' سے مراد جماع ہے، ''فسوق'' سے مراد گناہ اور ''جدال'' سے مراد لوگوں سے جھگڑا کرنا ہے۔

(صحیح بخاری 1572)

☆ سورۃ البقرہ، آیات 196 تا 203

قیامِ مکہ

(4ذوالحجہ بروز اتوار تا8ذوالحجہ بروز جمعرات بوقت چاشت تک)

☆عمرہ کے بعد 8ذوالحجہ تک رسول اللہ ﷺ مکہ میں یا مکہ کے باہر ابطح یا بطحاء میں مسلمانوں کے ساتھ قیام پذیر رہے۔ بخاری میں روایت ہے کہ آپ ﷺ مکہ کی بلندی پر مقامِ حَجُوْن☆☆ کے پاس فروکش ہوئے، بطحاء میں فروکش ہونے کی روایت بھی ہے۔

(صحیح بخاری1545,1559,2959,)(سنن نسائی2743)(صحیح مسلم3004)

☆ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بیت اللہ کے طواف اور صفا مروہ کی سعی کے بعد دوبارہ تلبیہ کہنا شروع کر دیتے۔(صحیح ابنِ خزیمہ 2698)اس سے محسوس ہوتا ہے کہ حجِ قِران کرنے والے تلبیہ کہنا صرف اس وقت موقوف کریں گے جب طواف اور سعی کریں گے، اور جمرہ عقبہ پر کنکریاں مارنے تک تلبیہ جاری رکھیں گے۔

☆☆مکہ اور منیٰ کے درمیان لیکن مکہ کے قریب، منیٰ کی طرف جانے والے راستے کا نام ابطح اور محصب ہے(سنن ابوداؤد 2006)،(جامع ترمذی 922,921)۔حاشیہ حدیث صحیح مسلم2941اور احادیث 3041,3004, حاشیہ حدیث3176,3167, حاشیہ حدیث نمبر 2764 سنن نسائی سے یہ محسوس ہوتا ہے کہ ابطح، بطحاء، محصب اور حجون قریب قریب کے مقامات ہی ہیں یا ایک ہی مقام کے نام ہیں۔

حضرت ابنِ عباس ﷛ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے فجر کی نماز ہمیں مقام بطحاء میں پڑھائی۔ (مسند احمد 3509)

آپ ﷺ نے عمرہ کے طواف (طوافِ قدوم) کے بعد پھر طوافِ افاضہ (طوافِ زیارت) ہی کیا۔ ان دونوں طواف کے درمیان کوئی طواف نہیں کیا۔ اس کی وجہ کہ آپ ﷺ حج کا احرام باندھے ہوئے تھے۔ (صحیح بخاری 1625,1545)

حضرت سعد بن ابی وقاص ﷛ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے میری عیادت کی حجۃ الوداع میں اور میں ایسے درد میں مبتلا تھا کہ موت کے قریب ہو گیا تھا۔ میں نے عرض کی یا رسول اللہ! مجھے جیسا درد ہے آپ جانتے ہیں اور میں مالدار آدمی ہوں اور میرا وارث سوائے ایک بیٹی کے اور کوئی نہیں ہے، کیا میں اپنا تمام مال (وصیت) خیرات کر دوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: نہیں۔ میں نے کہا، کیا میں دو تہائی مال خیرات کر دوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: نہیں۔ میں نے کہا آدھا مال خیرات کر دوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: نہیں۔ پھر میں نے عرض کیا کہ ایک تہائی؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ایک تہائی خیرات کر دو اور ایک تہائی بھی زیادہ ہے۔ اگر تو اپنے وارثوں کا مال چھوڑ جائے تو بہتر ہے اس سے کہ تو ان کو محتاج چھوڑ جائے کہ لوگوں کے سامنے ہاتھ پھیلائیں پھریں۔ اور تو جو خرچ کرے گا اللہ کی رضا مندی کے لیے اس کا ثواب تجھے ملے گا یہاں تک کہ اس لقمہ کا بھی جو تو اپنی بیوی کے منہ میں ڈالے۔

(صحیح ابن خزیمہ 2355) (مسند احمد 1482,1480,1479,1474,1440) (سنن نسائی 3657,3656)
(سنن ابوداؤد 2864) (جامع ترمذی 975) (سنن دارمی 3239)
(صحیح مسلم 4209) (صحیح بخاری 2742,1295) (موطاء 454)

حجۃ الوداع میں ایک خطبہ کے حوالے سے مندرجہ ذیل بھی ملتا ہے: یہ روایت بھی ہے کہ یہ خطبہ آپ ﷺ نے کعبۃ اللہ کے دروازے کا کنڈا پکڑ کر کھڑے ہو کر ارشاد فرمایا:

''اے لوگو! کیا میں تمہیں قیامت کی نشانیاں نہ بتاؤں۔ حضرت سلمان ؓ نے کھڑے ہو کو عرض کی۔ میرے ماں باپ آپ ﷺ پر قربان، یارسول اللہ! آپ ہمیں (قیامت کی نشانیاں) بتائیے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ قیامت کی نشانیوں میں سے یہ ہے کہ نمازوں کا ضائع کرنا، خواہشات کی طرف مائل ہونا، مالداروں کی تعظیم کرنا۔''

یہ سن کر حضرت سلمان ؓ نے تعجّب سے پوچھا کہ یارسول اللہ! کیا ایسا ہی ہو گا؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ہاں، اللہ کی قسم ایسا ہو کر رہے گا۔ اے سلمان اس وقت زکوٰۃ کو تاوان سمجھا جانے لگے گا اور مالِ غنیمت اپنی دولت تصور کی جائے گی۔ اور جھوٹے آدمی کو سچا سمجھا جانے لگے گا اور سچے کو جھوٹا کہا جائے گا۔ خیانت کرنے والے امین مشہور ہوں گے اور امین خائن سمجھے جائیں گے اور رُوَیبِضَہ لوگوں کے کاموں میں رائے دینے لگیں گے۔ لوگوں نے عرض کیا، یارسول اللہ! رُوَیبِضَہ کس کو کہتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: (ایسا کمینہ اور رزیل شخص) جس سے لوگ بات کرنا بھی پسند نہ کریں وہ لوگوں کے معاملات میں رائے دینے لگے اور حق کے دس حصوں میں سے نو کا انکار ہونے لگے گا اور اسلام کا فقط نام رہ جائے گا قرآن کے صرف حروف رہ جائیں گے اور قرآن کو سونے سے منڈھا جائے گا اور میری امت کے مردوں میں موٹاپا بڑھ جائے گا۔ کنیزوں سے مشورہ کیا جانے لگے گا، منبروں پر کم عمر لڑکے خطبہ دینے لگیں

گے اور کام کی بات عورتوں کے ہاتھ ہوگی اس وقت مسجدوں کو خوب سجایا جائے گا، جس طرح گرجے اور خانقاہیں سجائی جاتی ہیں اور مینار بلند کیے جائیں گے نمازیوں کی صفیں تو زیادہ ہوں گی مگر ان کے دل، زبان اور خیالات مختلف ہوں گے۔

حضرت سلمان ﷛ نے پھر متعجّب ہو کر دریافت کیا کہ یارسول اللہ! کیا واقعی ایسا ہوگا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں، اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں محمد (ﷺ) کی جان ہے یہی ہوگا۔ اے سلمان اس وقت مومن ان کی نگاہوں میں کنیز سے بھی زیادہ ذلیل ہوگا۔ وہ دل ہی دل میں پیچ و تاب کھا کر گھلتا رہے گا جس طرح نمک پانی میں گھلتا ہے کیونکہ وہ نافرمانیوں کو دیکھتا ہے اور اصلاح کی طاقت نہیں رکھتا۔ مرد، مردوں میں شہوت رانی کریں گے اور عورتیں آپس میں مشغول ہو جائیں گی۔ لڑکوں پر اسی طرح رشک کیا جائے گا جیسے کنواری نوجوان عورتوں پر، پھر اس وقت اے سلمان فاسق لوگ امام بن بیٹھیں گے، ان کے وزیر بدکار لوگ ہوں گے، امین لوگ خیانت کرنے لگیں گے۔ نمازیں ضائع کر دی جائیں گی، خواہشاتِ نفسانی کی پیروی کی جانے لگے گی۔ پس اگر تم ایسے وقت اور حالات کو پاؤ تو تم نماز کو وقت پر پڑھ لیا کرو۔ اُس وقت اے سلمان مشرق و مغرب سے لوگ آئیں گے، ان کے جسم تو انسانی ہوں گے مگر ان کے دل شیطانی ہوں گے۔ وہ نہ چھوٹوں پر رحم کریں گے اور نہ بڑوں کی عزت کریں گے۔ اس وقت اے سلمان، لوگ بیت اللہ کا حج تو کریں گے، مگر بادشاہ تو سیر و تفریح کے طور پر حج کریں گے اور مالدار لوگ تجارتی اغراض کے لیے اور مسکین لوگ بھیک مانگنے کے لیے حج کریں گے اور قاری ریاکاری اور دکھاوے کے لیے حج کریں گے۔

حضرت سلمان رضی اللہ عنہ نے پھر تعجّب سے پوچھا کہ یارسول اللہ! کیا اسی طرح ہوگا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں، اسی طرح ہوگا اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے اس وقت جھوٹ پھیل جائے گا۔ دُم دار ستارہ ظاہر ہوگا اور عورتیں، مردوں کے ساتھ تجارت میں شریک ہوں گی۔ بازار قریب قریب ہوں جائیں گے۔ لوگوں نے کہا کہ بازاروں کا قریب ہونا کیا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ کساد بازاری ہوگی اور نفع کی کمی ہوگی۔ اس وقت اے سلمان، اللہ تعالیٰ ایک ایسی ہوا جس میں پیلے رنگ کے سانپ ہوں گے اور وہ سانپ اس وقت کے سردار علماء پر گریں گے کیونکہ انہوں نے برائیوں کو دیکھ کر ان کو روکنے کی کوشش نہیں کی۔ حضرت سلمان رضی اللہ عنہ نے پھر پوچھا کہ یارسول اللہ! یہی ہوگا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں، اس ذات کی قسم جس نے محمد (ﷺ) کو حق کے ساتھ مبعوث کیا ہے یہ سب قیامت کے قریب اسی طرح واقع ہوگا۔

(خطباتِ محمدی: مولانا محمد جوناگڑھی: رواہ ابن مَرْدَ وَیْہِ والْاِمام سیوطی فی الدُّرِّالْمِنْثُور)

(اس خطبہ کے چند ایک نکات ان احادیث میں بھی ملتے ہیں جو کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہیں سنن ابنِ ماجہ: 4036، مستدرک: 8439، 8564، 8644 مسند احمد 7899، 8440، مسند اسحاق 848، السلسلۃ الصحیحہ 2714,2613,189)

(مستدرک 8598: بروایت ابنِ صلت) (السلسلۃ الصحیحہ 2514 بروایت سعید بن ابوسعید رضی اللہ عنہ، 2544 بروایت طارق بن شہاب رضی اللہ عنہ، 2546 بروایت سیدنا عوف بن مالک رضی اللہ عنہ، 2703,2701 بروایت حضرت عبداللہ بن عَمرو رضی اللہ عنہ)

حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے یومِ الترویہ سے ایک دن پہلے لوگوں کو خطبہ ارشاد فرمایا اور انہیں حج کے مناسک بتائے۔

(صحیح ابنِ خزیمہ 2793) (مستدرک 1693) (السلسلۃ الصحیحہ 1558)

حضرت جابر بن عبداللہ ﷺ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ جب خطبہ

پڑھتے تو کہتے: ''اَمَّابَعْد! فَاِنَّ خَيْرَالْحَدِيْثِ كِتَابُ اللّٰه، وَخَيْرَالْهَدْىِ هَدْىُ مُحَمَّدٍ(ﷺ)، وَشَرَّالْاَمُوْرِمُحْدَثَاتُهَا،وَكُلُّ مُحْدَثَةٍ بِدْعَةٍ، وَكُلُّ بَدْعَةٍ ضَلَالَةٌ ، وِكُلُّ ضَلَالَةٍ فِى النَّارِ''،''بے شک ہر بات سے بہتر اللہ کی کتاب ہے اور ہر راستے سے بہتر محمد(ﷺ) کا راستہ ہے اور سب کاموں سے برے (دین میں) نئے کام ہیں اور ہر نیا کام گمراہی ہے اور ہر گمراہی ضلالت ہے اور ہر ضلالت آگ میں ہے۔''

(صحیح مسلم 2005)(سنن ابن ماجہ 45)(سنن نسائی 1579)(مکمل حدیث سے کچھ حصہ)

عبدالرحمٰن بن عثمان تیمی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے حاجیوں کی پڑھی ہوئی چیز لینے سے منع فرمایا۔

(صحیح مسلم 4509)(سنن ابوداؤد 1719)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم نبی ﷺ کے ہمراہ آئے تو ذوالحجہ کی 8 تاریخ تک (جمعرات کا دن 8 ذُوالحجہ کو تھا) ہم نے احرام کھولے رکھا۔

(صحیح بخاری باب 82)(صحیح مسلم 2944)

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ آٹھویں تاریخ کو ہم نے احرام باندھا بطحاء/ابطح سے اور حج کے لیے لبیک/تلبیہ پکارا۔

(صحیح مسلم 2941)(صحیح بخاری باب 82)(صحیح ابن خزیمہ 2794)(مسند احمد 14471)

سوئے منیٰ اور قیامِ منیٰ

(8ذوالحجہ بروز جمعرات تا9ذوالحجہ بروز جمعہ سورج طلوع ہونے تک)

حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ ہم نبیﷺ کے ساتھ مکہ آئے اور جب ترویہ کا دن آ گیا اور ہم نے مکہ کو اپنے پیچھے کیا، تو ہم نے حج کے لیے لبیک کہا۔ہم لوگوں نے بطحاء/ابطح سے احرام باندھا۔اس حوالے سے یہ الفاظ بھی ہیں کہ رسول اللہﷺ نے فرمایا تھا جب ترویہ کا دن ہو تو حج کے لیے لبیک پکارو۔اور حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ آٹھویں تاریخ میں سب نے حج کا احرام باندھا۔حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ آپﷺ نے یہ فرمایا تھا کہ یومِ ترویہ میں مکہ ہی سے حج کا احرام باندھو۔

(صحیح مسلم 2941, 2945)(صحیح بخاری باب 82)(صحیح بخاری 1568,1551)

حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ ذوالحجہ کی 8 تاریخ تک (جمعرات کا دن 8ذُوالحجہ کو تھا) ہم نے احرام کھولے رکھا، پھر جب ہم نے مکہ کو اپنے پیچھے چھوڑ دیا تو حج کا تلبیہ کہنا شروع کر دیا۔مسلم کی روایت میں ہے کہ پھر جب آٹھویں تاریخ ہوئی اور

مکہ سے ہم نے پیٹھ موڑی (یعنی منیٰ کو چلے)، حج کے لیے لبیک/تلبیہ پکارا۔
(صحیح بخاری باب 82) (صحیح مسلم 2944)

حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب یومِ ترویہ آیا تو ہم نے حج کا تلبیہ پکارا اور منیٰ کی طرف چلے گئے۔ (صحیح ابن خزیمہ 2795) (مسند احمد 11027) (صحیح مسلم 3023)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم لوگ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مکہ آئے تو ترویہ کا دن آیا تو سب لوگ منیٰ کو چلے اور حج کے لیے لبیک (تلبیہ) پکارا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی سوار ہوئے۔ (صحیح مسلم 2950)، (سنن دارمی 1892) (صحیح ابن خزیمہ 2802)

جمعرات کے دن 8 ذوالحجہ (یومِ ترویہ) کو چاشت کے وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم مسلمانوں کے ہمراہ منیٰ تشریف لے گئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی اُونٹنی پر سوار منیٰ پہنچے۔ ظہر کی نماز آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے منیٰ میں ادا کی۔

(صحیح مسلم 2950)، (مشکوٰۃ المصابیح 2555) (مسند شافعی 980) (سنن ابوداؤد 1905)

صحیح مسلم کی احادیث کے مطابق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منیٰ میں دو رکعتیں پڑھیں حالانکہ لوگ اطمینان سے تھے اور زیادہ بھی یعنی کچھ خوف نہ تھا۔ ایک اور روایت کے مطابق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منیٰ وغیرہ میں مسافر کی نماز دو رکعتیں پڑھیں۔
(صحیح مسلم 1590 تا 1599) ☆

☆ امام مسلم کی احادیث 1590 تا 1599 پر باب ہے "منیٰ میں نماز قصر کرنے کا بیان۔"

حارثہ بن وہب خزاعی ﷛ نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ منیٰ میں نماز پڑھی، لوگوں کی تعداد بہت زیادہ تھی تو آپ ﷺ نے حجۃ الوداع میں 2 ہی رکعتیں پڑھائیں۔ ایک حدیث میں حارثہ بن وہب خزاعی ﷛ کے الفاظ ہیں کہ نبی ﷺ نے منیٰ میں 2 رکعت نماز پڑھائی۔ اس وقت ہماری تعداد پہلے سے بہت زیادہ تھی اور ہم پہلے سے زیادہ بے خوف تھے۔ جامع ترمذی میں حارثہ بن وہب ﷛ کی روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ میں نے نبی ﷺ کے ساتھ بہت سارے لوگوں کے ساتھ بے خوف و خطر 2 رکعتیں پڑھیں یعنی 4 رکعت والی نماز کی 2 رکعتیں جیسے سفر میں پڑھتے ہیں۔

(مشکوٰۃ المصابیح 1334)(سنن ابوداؤد 1965)☆(صحیح مسلم 1599,1598)☆☆

(مسند احمد 18938,18934)(جامع ترمذی 882)☆☆☆

(صحیح بخاری 1656,1083)(صحیح ابن خزیمہ 1702)(سنن نسائی 1447,1446)☆☆☆☆

حضرت عبداللہ بن مسعود ﷛ سے روایت ہے، انہوں نے فرمایا کہ میں نے منیٰ میں نبی ﷺ کے ہمراہ 2 رکعتیں پڑھیں۔

(صحیح بخاری 1657,1084,1082)☆☆☆☆☆(سنن ابوداود 1960)(سنن نسائی 1450,1449)

(مسند احمد 4427,4034,4003,3593)(صحیح مسلم 1596)(سنن دارمی 1916)☆☆☆☆☆☆(صحیح ابن خزیمہ 2962)

☆ امام ابوداؤدؒ نے کہا: حارثہ ﷛، قبیلہ خزاعہ کے فرد تھے اور ان کا گھر مکہ میں تھا۔
(سنن ابوداؤد، باب 76، اہلِ مکہ کا قصر کرنا)

☆☆ امام مسلم کی احادیث پر باب ہے: منیٰ میں نماز قصر کرنے کا بیان

☆☆☆ امام ترمذی نے حدیث نمبر 882 پر باب باندھا: منیٰ میں قصر نماز پڑھنے کے بیان میں

☆☆☆☆ امام نسائی نے ان احادیث پر باب باندھا: منیٰ میں نماز

☆☆☆☆☆ امام بخاری نے احادیث 1082-1084 پر باب باندھا: منیٰ میں نماز قصر کرنے کا بیان

☆☆☆☆☆☆ سنن دارمی میں باب ہے: منیٰ میں نمازِ قصر کرنا

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے میدانِ منیٰ میں نبی ﷺ کے ساتھ 2 رکعتیں پڑھیں۔ (مسند احمد 12748,12506,12491) (سنن نسائی 1448)

داوٗد بن ابو عاصم ثقفی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہ سے منیٰ میں نماز کے متعلّق پوچھا تو انہوں نے فرمایا کہ کیا تم نے محمد (ﷺ) کا نام سنا ہے؟ میں نے کہا جی ہاں! میں ان پر ایمان لا کر راہِ راست پر بھی آیا ہوں، حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ پھر وہ منیٰ میں 2 رکعتیں پڑھتے تھے۔ (مسند احمد 5240,4760)

حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے منیٰ میں 2 رکعتیں پڑھیں۔ مسند احمد کی روایت 6255 اور 6352 میں ہے، ابنِ عمر کہتے ہیں کہ میں نے نبی ﷺ کے ساتھ منیٰ میں عشاء کی دو رکعتیں پڑھی ہیں۔

(مسند احمد 6352,6256,6255,5214,5178,4652,4533)

(صحیح مسلم 1593,1592) (مشکوۃ المصابیح 1347) (صحیح بخاری 1655☆)

(صحیح ابنِ خزیمہ 2963) (سنن نسائی 1452,1451)

سالم اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے منیٰ میں 2 رکعت نماز ادا فرمائی۔ (مسند شافعی 981) (صحیح مسلم 1591,1590)

حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے چار رکعتیں نماز کی منیٰ میں 2 رکعتیں پڑھیں۔ (موطاء 895)

☆ امام بخاری نے احادیث نمبر 1655، 1656، 1657 پر باب باندھا: منیٰ میں نماز پڑھنا

حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کے والد حضرت ابنِ مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم عرفہ کی رات جو یومِ عرفہ سے پہلے ہوتی ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ منیٰ میں تھے کہ اچانک آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک سانپ کی آہٹ محسوس کی تو فرمایا: ''اسے مار ڈالو'' لیکن وہ اپنے بل میں گھس گیا۔

(مسند احمد 3649,3586)(سنن نسائی 2887)(مستدرک 1666)

حضرت ابنِ اسود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں حجۃ الوداع کے موقع پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ شریکِ حج ہوا تھا، میں نے فجر کی نماز نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ مسجد خیف میں پڑھی، نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز سے فارغ ہوئے تو دیکھا کہ مسجد کے آخر میں دو آدمی بیٹھے ہیں اور نماز میں ان کے ساتھ شریک نہیں ہوئے، نبی نے صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا ان دونوں کو میرے پاس بلا کر لاؤ، جب انہیں لایا گیا تو وہ خوف کے مارے کانپ رہے تھے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کہ ہمارے ساتھ نماز کیوں نہیں پڑھی؟ انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! ہم اپنے خیموں میں نماز پڑھ چکے تھے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایسا نہ کیا کرو، اگر تم اپنے خیموں میں نماز پڑھ چکے ہو، پھر مسجد میں جماعت کے وقت پہنچو تو نماز میں شریک ہو جایا کرو کہ یہ نماز نفلی ہوگی۔

(مسند احمد 17615,17613)(صحیح ابنِ خزیمہ 1713,1638,1279)(جامع ترمذی 219)

حضرت جابر عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا کہ حج (کے موقع پر سب سے زیادہ اجروثواب) کی نیکی کیا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کھانا کھلانا اور اچھی گفتگو کرنا۔ (مستدرک 1778)

منیٰ میں آپ ﷺ نے 8 ذوالحجہ کی ظہر، عصر اور 9 ذوالحجہ کی مغرب، عشاء اور فجر کی نمازیں وادیٔ خیف کے مقام پر ادا کیں۔ تمام نمازوں میں آپ ﷺ نے امامت فرمائی۔

(مسند احمد 2306,2700,2701,2766)(صحیح مسلم 2950)(جامع ترمذی 879,880)

(مشکوٰۃ المصابیح 2555)(سنن دارمی 1892, 1913)(صحیح ابنِ خزیمہ 2799,2802)(مستدرک 1694)

منیٰ سے عرفات،
خطبۂ حجۃ الوداع اور وقوفِ عرفات
(9 ذوالحجہ 10 ہجری بروز جمعہ)

نمازِ فجر کے بعد آپ ﷺ تھوڑی دیر منیٰ میں ٹھہرے یہاں تک کہ سورج نکل آیا۔ پھر آپ ﷺ عرفات کی طرف روانہ ہو گئے۔

(صحیح مسلم 2950, 3095) (سنن ابنِ ماجہ 3074) (سنن دارمی 1892) (صحیح ابنِ خزیمہ 2802)

بعض صحابہ رضی اللہ عنہم راستہ میں تلبیہ کہہ رہے تھے اور بعض اللہ اکبر، اللہ اکبر، آپ ﷺ نے کسی کو منع نہ کیا۔ انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم میں سے کوئی تلبیہ پڑھتا تو اس پر کوئی اعتراض نہیں کیا اور کوئی اللہ اکبر کہتا تو اس پر بھی کوئی اعتراض نہیں تھا اور کوئی تہلیل (لا اِلٰہ اِلا اللہ) کہتا تو اس پر بھی کوئی بھی اپنے ساتھی پر عیب نہ لگاتا تھا۔

(موطاء 735) (صحیح بخاری 970,1659) (صحیح مسلم 3096-3098) (مشکوٰۃ المصابیح 2592)
(سنن دارمی 1918, 1919) (مسند شافعی 821) (مسند احمد 4733,12093)
(سنن ابوداؤد 1816) (سنن نسائی 3001-3004) (سنن ابنِ ماجہ 3008)

جب رسول اللہ ﷺ منیٰ سے روانہ ہوئے تو قریش کا خیال تھا کہ آپ ﷺ عرفات نہیں جائیں گے اور مزدلفہ میں مشعرِحرام کے قریب حج کے لیے وقوف کریں گے جیسا کہ قریش جاہلیت میں کیا کرتے تھے لیکن آپ ﷺ مزدلفہ سے آگے بڑھ گئے، وادیٔ نمرہ میں آپ ﷺ کے حکم کے مطابق آپ ﷺ کا خیمہ کھڑا تھا جو کہ بالوں کا بنا ہوا تھا۔ آپ ﷺ خیمہ میں جا اُترے اور تھوڑی دیر وہاں قیام فرمایا۔☆

(سورۃ البقرہ، آیت 200) (صحیح مسلم 2951,2950) (مشکوٰۃ المصابیح 2555) (صحیح ابن خزیمہ 2802)
(سنن نسائی 3015) (سنن ابن ماجہ 3074) (سنن دارمی 1892) (سنن ابوداؤد 1905)

حضرت عبدالرحمٰن بن یعمر دیلی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب آپ ﷺ عرفات میں ٹھہرے ہوئے تھے۔ میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا، اس دوران آپ ﷺ کی خدمت میں نجد کے کچھ افراد حاضر ہوئے اور انہوں نے کہا: یارسول اللہ! حج کا کیا طریقہ ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

''حج، وقوفِ عرفات ہی ہے، جو شخص مزدلفہ کی رات طلوعِ فجر سے پہلے عرفات میں قیام کرلے اور صبح فجر کی نماز سے پہلے مزدلفہ میں آجائے تو اس نے حج پالیا۔''☆☆

(مشکوٰۃ المصابیح 2714) (سنن نسائی 3048,3019) (سنن ابن ماجہ 3015) (سنن ابوداؤد 1949) (سنن دارمی 1929)
(جامع ترمذی 2975.2974.889) (صحیح ابن خزیمہ 2822) (مسند احمد 18980-18982) (مستدرک 3100,1703)

☆سنت یہی ہے کہ سورج ڈھلنے سے پہلے عرفات میں داخل نہ ہوا جائے۔ (حاشیہ 46، حدیث نمبر 2950، صحیح مسلم)
☆☆سنت یہی ہے کہ 9 ذُوالحجہ کے روز سورج غروب ہونے کے بعد عرفات سے روانہ ہوا جائے لیکن اگر کسی وجہ سے دیر ہوجائے تو یہ بھی اس حدیث کی رو سے جائز ہے کہ طلوعِ فجر تک کے وقت تک عرفات

(جاری: اگلے صفحے پر)

یہ بھی الفاظ ملتے ہیں کہ حج عرفات میں کھڑے ہونے کا نام ہے۔ جونویں تاریخ ذوالحجہ کے زوال کے بعد سے دسویں تاریخ کے طلوع فجر تک (کے وقت میں) عرفات میں کھڑا ہو جائے اس نے حج پالیا۔ (جامع ترمذی 889)

جب سورج ڈھل گیا تو آپ ﷺ نے اپنی اونٹنی قصواء کے بارے میں حکم فرمایا تو اس پر پالان رکھ دیا گیا، آپ ﷺ اپنی اونٹنی پر سوار ہو کر وادی کے وسط میں (وادیٔ عُرنہ) تشریف لائے اور لوگوں کے سامنے ایک عظیم خطبہ ارشاد فرمایا۔ آپ ﷺ نے اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء کے بعد لوگوں کو خطاب کرتے ہوئے فرمایا:

''بے شک تمہارا خون، تمہارا مال ایک دوسرے پر اسی طرح حرام ہے جس طرح تمہارے لیے آج کے دن کی، اس مہینے کی اور تمہارے اس شہر کی حرمت ہے۔

سن لو! جاہلیت کی ہر چیز میرے پاؤں تلے روند دی گئی ہے، جاہلیت کے خون (یعنی قتل) بھی ختم (معاف) کر دیے گئے اور ہمارے خون میں سے پہلا خون جسے میں ختم (معاف) کر رہا ہوں وہ ربیعہ بن حارث کے بیٹے کا خون ہے اور وہ بنو سعد قبیلے میں دودھ پی رہا تھا کہ قبیلہ ہذیل نے اسے قتل کر دیا۔

(پچھلے صفحے سے جاری)

میں قیام کیا جا سکتا ہے بشرطیکہ صبح فجر کی نماز سے پہلے مزدلفہ میں آنا ہو جائے جو کہ طلوعِ فجر کے فوراً بعد پڑھنا سنت ہے۔ (فوائد و مسائل حدیث نمبر 3015، سنن ابنِ ماجہ، حدیث نمبر 3019، سنن نسائی)

اور جاہلیت کا تمام سود ختم کر دیا گیا، تمہارے لیے فقط تمہارا مال حلال ہے، نہ تم ظلم کرو نہ تم پر کوئی ظلم کرے، اور ہمارے سود میں پہلا سود جسے میں ختم (معاف) کر رہا ہوں وہ عباس بن عبدالمطلب کا ہے، وہ مکمّل طور پر ختم (معاف) ہے۔

(لوگو!) عورتوں کے بارے میں اللہ سے ڈرتے رہو، تم نے انہیں اللہ کی امان وعہد کے ساتھ حاصل کیا ہے اور اللہ کے کلمے کے ذریعے انہیں حلال کیا ہے، ان (عورتوں) پر تمہارا حق یہ ہے کہ وہ تمہارے مسکن پر کسی ایسے شخص کو نہ آنے دیں جسے تم ناپسند کرتے ہو، لیکن اگر وہ ایسا کریں تو پھر انہیں ہلکی مار دے سکتے ہو اور ان (عورتوں) کا حق تمہارے اوپر اتنا ہے کہ ان کی روٹی اور کپڑا دستور کے موافق تمہارے ذمہ ہے۔

اور میں تم میں ایک ایسی چیز چھوڑے جا رہا ہوں اگر تم نے اسے مضبوطی سے تھامے رکھا تو پھر تم (ہرگز) گمراہ نہیں ہوگے اور وہ ہے اللہ کی کتاب۔

اور تم سے میرے متعلّق پوچھا جائے گا تو تم کیا کہو گے؟''

صحابہ ؓ نے عرض کیا: ''ہم گواہی دیتے ہیں کہ آپ ﷺ نے تمام اُمت کے حوالے سے بات پہنچا دی، اور سب کچھ جو اللہ نے دیا پہنچا دیا، حق ادا کر دیا اور خیر خواہی فرمائی۔'' یہ الفاظ بھی ملتے ہیں کہ ''ہم کہیں گے، آپ ﷺ نے اللہ کا پیغام پہنچا دیا اور اپنا

فرض ادا کر دیا۔''

آپﷺ نے پھر انگشتِ شہادت کو آسمان کی طرف اٹھایا اور اسے لوگوں کی طرف جھکاتے ہوئے تین مرتبہ فرمایا:

''اے اللہ! گواہ رہنا، اے اللہ! گواہ رہنا، اے اللہ! گواہ رہنا۔''

(جامع ترمذی 3087) (صحیح مسلم 2950) (مشکوٰۃ المصابیح 2555)

(سنن ابوداؤد 1905) (سنن ابنِ ماجہ 3074) (سنن دارمی 1892)

عمرو بن احوص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہﷺ کو حجۃ الوداع کے موقع پر فرماتے ہوئے سنا:

'' آج کون سا دن ہے؟'' صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: ''حجِ اکبر کا دن ہے۔''

آپﷺ نے فرمایا:

''تمہارے خون اور تمہارے اموال اور تمہاری عزتیں تمہارے درمیان، تمہارے اس شہر، تمہارے اس دن کی حرمت کی طرح حرام ہیں۔''

سن لو! کوئی ظالم اپنی جان پر ظلم نہ کرے، سن لو! کوئی ظالم اپنی اولاد پر ظلم نہ کرے نہ بچہ اپنے والد پر ظلم کرے۔☆

☆ یہ بات سامنے آتی ہے کہ کسی دوسرے کی عزت پر حملہ، کسی دوسرے کی اولاد کا مال ہڑپ کر جانا ظلم ہے اور جو یہ کام کرتا ہے اپنے او پر ظلم کرتا ہے، اپنی اولاد پر ظلم کرتا ہے کہ پھر اولاد کے ساتھ بھی ایسا ہی ہوتا ہے اور اگر اولاد یہ ظلم کرتی ہے تو والد پر ظلم کے برابر ہے۔

سن لو! شیطان اس بات سے ہمیشہ کے لیے مایوس ہو چکا ہے کہ اس (شیطان) کی تمہارے اس شہر میں عبادت ہو، لیکن تمہارے ایسے امور جنہیں تم معمولی سمجھتے ہو، اس کی اطاعت ہوگی تو وہ اس پر ہی راضی ہو جائے گا۔"

(یہ خطبہ شائد 10 ذوالحجہ کے دن کے خطبہ کے حوالے سے ہے۔ (واللہ اعلم)

(سنن ابنِ ماجہ 3055) (مشکوۃ المصابیح 2670) (جامع ترمذی 3087,2159)

یہ بھی الفاظ ہیں، آگاہ رہو کہ مسلمان، مسلمان کا بھائی ہے۔ حلال نہیں ہے کسی مسلمان پر اس کے بھائی کی کوئی چیز سوائے اُس کے جو چیز اس نے حلال کی۔

(جامع ترمذی 3087)

حضرت ابنِ عباس ﷡ بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے حجۃ الوداع کے موقع پر خطبہ دیتے ہوئے ارشاد فرمایا: شیطان اس بات سے مایوس ہو چکا ہے کہ روئے زمین پر کبھی اس کی پوجا ہوگی لیکن وہ اس بات سے اب بھی پر امید ہے کہ وہ تمہیں ان اعمال میں مبتلا کر دے گا جو تمہاری نظر میں بالکل حقیر ہیں (لیکن حقیقت میں وہ بہت مہلک اعمال ہیں) اس لیے اے لوگو! ہوشیار رہنا، میں تمہارے اندر ایسی چیز چھوڑ کر جا رہا ہوں کہ اگر تم اس پر سختی سے عمل پیرا ہو گے تو کبھی گمراہ نہیں ہو گے۔ (1) کتاب اللہ (2) تمہارے نبی کی سنت۔ مسلمان، مسلمان کا بھائی ہے، تمام مسلمان آپس میں بھائی بھائی ہیں کسی شخص کو یہ جائز نہیں کہ وہ اپنے کسی مسلمان بھائی کا مال کھائے۔ ہاں اگر کوئی اپنی خوشی سے تحفہ دے تو جائز ہے۔ تم ظلم مت کرنا اور میرے بعد کافر مت ہو جانا کہ کہیں ایک دوسرے کی گردنیں مارتے پھرو۔

(مستدرک 318) (موطاء 1601)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ عرفات میں اپنی اونٹنی پر سوار تھے اس وقت آپ ﷺ نے یہ بھی فرمایا:

''سنو! میں حوضِ کوثر پر تمہارا پیش رو ہوں گا اور تمہاری کثرتِ تعداد کی وجہ سے دوسری قوموں پر فخر کروں گا تو مجھے قیامت کے دن رسوا نہ کر دینا۔ سنو! میں کچھ افراد کو جہنّم سے چھڑاؤں گا اور کچھ لوگ مجھ سے چھین لیے جائیں گے (اور جہنّم میں بھیج دیئے جائیں گے) میں کہوں گا: میرے رب! میرے ساتھی؟ تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا: آپ کو نہیں معلوم، انہوں نے آپ کے بعد کیا نئے کام کیے۔''

(سنن ابنِ ماجہ 3057)(صحیح مسلم 5966-5973)(صحیح بخاری 6575,6576,7049)

حضرت صنابح رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے نبی ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے: ''یاد رکھو! میں حوضِ کوثر پر تمہارا انتظار کروں گا اور تمہاری کثرت کے ذریعے دوسری امتوں پر فخر کروں گا، لہٰذا میرے بعد ایک دوسرے کو قتل نہ کرنے لگ جانا۔''

(مسند احمد 19279,19293,19294)(سنن ابنِ ماجہ 3944)

حضرت جریر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے حجۃ الوداع میں ان سے فرمایا، اے جریر! لوگوں کو خاموش کراؤ، پھر اپنے خطبے کے دوران فرمایا: میرے بعد کافر نہ ہو جانا کہ ایک دوسرے کی گردنیں مارنے لگو۔

(مسند احمد 19381,19430,19472)(صحیح بخاری 121,7080)(سنن ابنِ ماجہ 3942)

حضرت ابوسعید خدریؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حجۃ الوداع میں فرمایا: ''یاد رکھو! تمہارا سب سے معزز دن آج کا ہے، سب سے معزز مہینہ یہ والا مہینہ ہے سب سے معزز شہر یہ والا ہے۔ یاد رکھو! جان و مال کی حرمت ایک دوسرے پر اسی طرح ہے جیسے اِس دن کی حُرمت اِس مہینے میں اور اِس شہر میں ہے۔ کیا میں نے پیغام پہنچا دیا؟'' لوگوں نے کہا، جی ہاں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اے اللہ! تو گواہ رہ۔

(مسند احمد 11784) (سنن ابن ماجہ 3931)

حضرت ابو امامہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حجۃ الوداع میں لوگوں کو مخاطب کر کے فرمایا:

''ڈرو تم اللہ سے جو تمہارا رب ہے۔ اپنے رب کی عبادت کرو، پانچ وقت کی نماز ادا کرو، ایک مہینے کے روزے رکھو، اپنے مال کی زکوٰۃ ادا کرو، اپنے امیر کی اطاعت کرو (جو شریعت کے موافق حکم دے) اور اپنے رب کی جنت میں داخل ہو جاؤ۔''

ابو امامہ کہتے ہیں کہ آپ ﷺ اپنی اونٹنی پر سوار تھے اور پاؤں سواری کی رکاب میں رکھے ہوئے تھے جس کی وجہ سے آپ ﷺ اونچے ہو گئے تھے۔

(مسند احمد 22613,22514) (سنن ابوداؤد 1955) (جامع ترمذی 616,615) (السلسلۃ الصحیحہ 481)

حضرت عبدالرحمٰنؓ اپنے والد سے نقل کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے حجۃ الوادع میں خطاب کرتے ہوئے تین مرتبہ فرمایا:

''اپنے غلاموں کا خیال رکھو، جو تم کھاتے ہو وہی انہیں کھلاؤ، جو تم پہنتے ہو وہی انہیں بھی پہناؤ، اگر ان سے کوئی ایسی غلطی ہو جائے جسے تم معاف نہ کر سکو تو اللہ کے بندو! انہیں بیچ دو، انہیں سزا نہ دو''۔

(مسند احمد 16523)(السلسلۃ الصحیحۃ 27 بروایت ابنِ جاریہ رضی اللہ عنہ)

حضرت سلمہ بن قیس اشجعی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے حجۃ الوداع کے موقع پر فرمایا: خبردار! یہ چار چیزیں ہیں، اللہ کے ساتھ کسی کو شریک مت ٹھیراؤ، کسی کو ناحق قتل نہ کرو، چوری نہ کرو، زنا نہ کرو۔ (مستدرک 8033)(السلسلۃ الصحیحۃ 962)

حضرت عداء بن خالد بن ہوذہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، میں نے نبی ﷺ کو عرفہ کے دن اونٹنی کی دونوں رکابوں میں پاؤں رکھ کر کھڑے ہو کر لوگوں کو خطاب کرتے ہوئے دیکھا۔ حضرت عداء بن خالد رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ آپ ﷺ بلند آواز سے فرما رہے تھے، یاد رکھو!

''تمہاری جان اور مال ایک دوسرے کے لیے اسی طرح حرمت والے ہیں جیسے آج کے دن کی اس مہینے میں اور اس شہر میں حرمت ہے، یہاں تک کہ تم اپنے رب سے آملو، وہ تم سے تمہارے اعمال کے متعلّق سوال کرے گا۔''

(مشکوٰۃ المصابیح 2597)،(ابوداؤد 1917: اسناد حسن)(مسند احمد 20602,20601)

خطبہ سے فارغ ہو کر آپ ﷺ نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو اذان دینے کا حکم دیا۔ انہوں نے اذان دی اور اقامت کہی تو آپ ﷺ نے ظہر کی نماز پڑھائی 2 رکعت، پھر

اقامت کہی تو پھر آپ ﷺ نے عصر کی نماز پڑھائی 2 رکعت۔ آپ ﷺ نے ان دونوں نمازوں کے درمیان کوئی اور نماز نہ پڑھی۔ ☆

(صحیح مسلم 2950) (سنن ابوداؤد 1906,1905) (سنن ابنِ ماجہ 3074)

(مشکوٰۃ المصابیح 2555) (سنن دارمی 1892) (صحیح ابنِ خزیمہ 2812)

نمازیں پڑھنے کے بعد آپ ﷺ اپنی اونٹنی پر سوار ہوئے حتیٰ کہ وقوف کی جگہ پر تشریف لے گئے، آپ ﷺ نے اپنی اونٹنی قصواء کا پیٹ چٹانوں کی جانب کیا اور جبل المشاۃ (پیدل چلنے والوں کی راہ میں واقع ریتلا تودا) کو اپنے سامنے کیا اور قبلہ رُخ مسلسل وقوف فرمایا یہاں تک کہ سورج غروب ہونے لگا، تھوڑی سی زردی رہ گئی اور

☆ یقیناً آپ ﷺ کے ہمراہ اہلِ مکہ بھی تھے انہوں نے بھی آپ ﷺ کے ساتھ 2، 2 رکعتیں ہی پڑھیں۔ سنت یہی ہے کہ عرفہ کے دن سورج ڈھلتے ہی نماز پڑھ لی جائے اس سے پہلے خطبہ مختصر ہو اور وقوف میں جلدی کی جائے۔ (صحیح بخاری 1663,1662,1660) (سنن نسائی 3012,3008)

سنن ابوداؤد حدیث نمبر 1905 کے فوائد 27 میں لکھا ہے کہ عرفات میں ظہر اور عصر کی نماز جمع تقدیم اور قصر پڑھنا سنت ہے۔ باب 89 صحیح بخاری میں ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کی نماز باجماعت فوت ہو جاتی تو دونوں نمازوں کو جمع کر کے پڑھتے تھے اس کے علاوہ حدیث نمبر 1662 میں لکھا ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سنت کے مطابق ظہر اور عصر کی نمازیں جمع کرتے تھے اور سنت کی پیروی یہی ہے کہ نماز اوّل وقت میں پڑھنا اور وقوف میں جلدی کرنا۔

باب نمبر 89 صحیح بخاری میں ہے، اور عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کی اگر نماز امام کے ساتھ چھوٹ جاتی تو بھی جمع کرتے۔ حدیث نمبر 1662,1660 اور 1663 میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے ہی مروی ہے کہ اگر سنت پر چلنا ہے تو عرفہ کے دن نماز دوپہر ڈھلتے (سورج ڈھلتے) زوال کے بعد ہی پڑھنا ہے اور ظہر اور عصر ایک ہی ساتھ پڑھنا ہے، خطبہ میں اختصار اور وقوف میں جلدی کرنا ہے۔

اس قدر کہ سورج کی ٹکیہ غائب ہوگئی۔

(صحیح مسلم 2950)(مشکوٰۃ المصابیح 2555)(سنن ابوداؤد 1905)
(سنن ابنِ ماجہ 3074)(سنن دارمی 1892)(صحیح ابنِ خزیمہ 2826)

حضرت اُسامہ بن زید ﷛ بیان کرتے ہیں کہ میں وقوفِ عرفات کے دوران میں نبی ﷺ کے پیچھے سوار تھا۔ آپ ﷺ ہاتھ اٹھا کر دُعا کرنے لگے اور حضرت ابنِ عباس ﷛ کی ایک روایت کے مطابق دُعا میں آپ ﷺ کے ہاتھ مبارک آپ ﷺ کے سر سے اُونچے نہیں ہوتے تھے۔ حضرت اسامہ بن زید ﷛ کہتے ہیں کہ آپ ﷺ کی اونٹنی ایک طرف کو مڑی تو مہار آپ ﷺ کے ہاتھ سے گر پڑی۔ آپ ﷺ نے ایک ہاتھ سے مہار پکڑ لی اور دوسرا ہاتھ (دعا کے لیے) اٹھائے رکھا۔

(سنن نسائی 3014 اسناد حسن)(سنن نسائی 3020)(مسند احمد 22125,1986,1816)(صحیح ابنِ خزیمہ 2825,2824)

حضرت ابوسعید خدری ﷛ فرماتے ہیں کہ میں نے دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ میدانِ عرفات میں کھڑے ہو کر اس طرح دعا کر رہے تھے کہ آپ ﷺ نے اپنے ہاتھ اپنے سینے کے سامنے اور کندھوں سے نیچے بلند کر رکھے تھے اور ہتھیلیوں کی پشت زمین کی جانب کر رکھی تھی۔

(مسند احمد 11933,11119,11109,11828,11825: سند کا حکم معلوم نہیں)

آپ ﷺ نے فرمایا:

اے اللہ! یہ ایسا حج ہے، جس میں نہ کوئی ریا ہے اور نہ کوئی دکھاوا۔

(السلسلۃ الصحیحہ 1539)

حضرت بشر بن قدامہ الضبابی ﷛ بیان کرتے ہیں کہ میری ان دو آنکھوں

نے میرے محبوب رسول اللہ ﷺ کو میدانِ عرفات میں اپنی اونٹنی قصواء پر سوار دیکھا۔ آپ ﷺ کے نیچے بالکل معمولی سی چادر تھی اور آپ ﷺ دُعا مانگ رہے تھے: ''اے اللہ! اس حج کو ریا کاری، نمود و نمائش اور شہرت سے محفوظ بنا دے۔''

(صحیح ابنِ خزیمہ 2836)

عَمرو بن عبداللہ بن صفوان رحمۃ اللہ علیہ اپنے ماموں سے روایت کرتے ہیں، انہوں نے کہا: ہم نے میدانِ عرفات میں ایسی جگہ وقوف کیا جو کہ (بقول ان کے) امام کے وقوف کی جگہ سے بہت دور تھی، ابنِ مربع انصاری رضی اللہ عنہ ہمارے پاس آئے تو انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے تمہاری طرف قاصد بنا کر بھیجا ہے، وہ تمہیں فرماتے ہیں: ''تم اپنی جگہ پر ٹھہرے رہو، کیونکہ تم اپنے باپ ابراہیم علیہ السلام کی میراث پر ہو۔''

(سنن ابنِ ماجہ 3011) (جامع ترمذی 883) (سنن ابوداؤد 1919) (مشکوٰۃ المصابیح 2595)
(مسند شافعی 989) (صحیح ابنِ خزیمہ 2819) (مسندِ احمد 17365) (مستدرک 1699) (سنن نسائی 3017)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''میں نے یہاں وقوف کیا ہے جبکہ میدانِ عرفات پورے کا پورا وقوف کی جگہ ہے۔''

مسندِ اسحاق کی روایت میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ، رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ میدانِ عرفات سارے کا سارا موقف ہے اور عُرنہ میں قیام نہ کرو۔

(صحیح مسلم 2952) (سنن ابوداؤد 1936,1907) (سنن دارمی 1921) (صحیح ابنِ خزیمہ 2815)
(مستدرک 1697 بروایت حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ) (مسند اسحاق 355: براویت حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ) (مسند احمد 14493)

حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے عرفات میں وقوف کیا، جب آپ ﷺ تلبیہ کہتے تو فرماتے: بھلائی تو آخرت کی ہے۔

(مستدرک 1707) (صحیح ابنِ خزیمہ 2831: اسناد حسن)

حضرت اُمِ فضل رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ عرفہ کے دن نبی ﷺ کے روزے کے متعلق لوگوں کو شک ہوا، بعض نے بیان کیا کہ آپ ﷺ روزہ سے ہیں اور بعض نے کہا کہ آپ ﷺ روزے سے نہیں، تو میں نے نبی ﷺ کو ایک پیالا دودھ کا بھیجا، جسے آپ ﷺ نے پی لیا جبکہ آپ ﷺ اپنی اُونٹنی پر وقوف فرما رہے تھے۔

(صحیح بخاری 1661,1658) (موطاء 823) (صحیح ابنِ خزیمہ 2828)
(مسند احمد 27406) (صحیح مسلم 2633,2632) (سنن ابوداؤد 2441)

حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی ﷺ نے میدانِ عرفہ میں روزہ نہیں رکھا تھا۔ اُمِ فضل رضی اللہ عنہا نے آپ ﷺ کے پاس دودھ بھیجا تھا جو آپ ﷺ نے پی لیا پھر فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فلاں شخص پر لعنت فرمائے جو ایامِ حج میں سے ایک عظیم ترین دن کو پائے اور پھر اس کی زینت کو مٹا ڈالے، حج کی زینت تو تلبیہ ہے۔

(مسند احمد 3376,3266,2516,1870) (جامع ترمذی 750)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی اونٹ پر سے گر پڑا اور اس کی گردن ٹوٹ گئی اور مر گیا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اس کو غسل دو پانی اور بیری کے پتوں سے اور کفن دو اس کو اسی کے دو کپڑوں میں (احرام والے) اور سر نہ ڈھانپو اور نہ خوشبو لگاؤ اس لیے کہ اللہ تعالیٰ اس کو قیامت کے دن اُٹھائے گا سر میں

تلبیہ کیے ہوئے لبیک پکارتا ہوا۔

(صحیح بخاری 1849، 1850) (سنن نسائی 2714,2715) (سنن دارمی 1894) (مسند احمد 1850)

(صحیح مسلم 2891-2901) (سنن ابوداؤد 3238) (جامع ترمذی 951) (سنن ابن ماجہ 3084)

اُم المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''اللہ باقی ایام کی نسبت عرفہ کے دن سب سے زیادہ اپنے بندوں کو جہنّم سے آزادی عطا فرماتا ہے اور وہ قریب ہوتا ہے پھر ان بندوں کی وجہ سے فرشتوں پر فخر کرتا ہے اور فرماتا ہے: یہ لوگ کیا چاہتے ہیں؟''

(صحیح مسلم 3288) (سنن ابن ماجہ 3014) (سنن نسائی 3006,

(مشکوٰۃ المصابیح 2594) (صحیح ابن خزیمہ 2827)

اُم المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''عرفہ کے دن سے زیادہ عظمت والا ایسا کوئی دن نہیں ہے جس میں اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو آگ سے آزاد کرتا ہے۔ اس دن اللہ تعالیٰ (بندوں کے) قریب ہوتا ہے پھر فرشتوں کو مخاطب ہو کر فخر سے فرماتا ہے: یہ لوگ کیا چاہتے ہیں؟'' (مستدرک 1705)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ اہلِ عرفات کی وجہ سے فرشتوں کے سامنے فخر کرتے ہوئے ارشاد فرماتا ہے: میرے بندوں کو دیکھو یہ میرے پاس غبار آلود پراگندہ حال آئے ہیں۔

(مستدرک 1708) (صحیح ابن خذیمہ 2839)

اُم المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا یوم النحر میں پاک ہوئیں جب کہ آپ رضی اللہ عنہا کے

عرفات میں وقوف کے لیے غسل کرنے کا بھی ذِکر ملتا ہے۔

(صحیح بخاری 1560)(صحیح مسلم 2919,2922،2934)(مسند احمد 26875)

عرفات میں ہی آپ ﷺ پر یہ آیت اُتری:

"اَلۡيَوۡمَ اَكۡمَلۡتُ لَكُمۡ دِيۡنَكُمۡ وَاَتۡمَمۡتُ عَلَيۡكُمۡ نِعۡمَتِىۡ وَرَضِيۡتُ لَكُمُ الۡاِسۡلَامَ دِيۡنًا ؕ" (المآئدہ:2)

(آج میں نے تمہارے دین کو تمہارے لیے مکمّل کر دیا ہے اور اپنی نعمت تم پر تمام کر دی ہے اور تمہارے لیے اسلام کو تمہارے دین کی حیثیت سے قبول کر لیا ہے۔)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مجھے اس دن کا بخوبی علم ہے جس دن یہ آیت اُتری وہ جمعہ کا دن تھا اور ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ عرفات میں تھے۔

(صحیح مسلم 7225)(جامع ترمذی 3043)(صحیح بخاری 7268,45)(سنن نسائی 3005)(مسند احمد 188)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے میدانِ عرفات میں یومِ عرفہ کا روزہ رکھنے سے منع فرمایا ہے۔ (مسند احمد 9759,8018)(مستدرک 1587)

حضرت مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں عرفہ میں خطبہ دیا۔ اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء کے بعد فرمایا: اما بعد! بت پرست اور مشرکین یہاں سے غروبِ آفتاب کے وقت کوچ کرتے تھے، جب سورج ان پہاڑوں پر اس کیفیت میں

ہو جاتا تھا جیسے لوگوں کے سروں پر عمامے ہوتے ہیں اور ہمیں ان کے مخالف رہنمائی کی گئی ہے اور وہ لوگ مشعر الحرام سے طلوعِ آفتاب کے وقت نکلتے تھے جب سورج ان پہاڑوں پر اس طرح ہوتا تھا جیسے لوگوں کے سروں پر پگڑیاں چنانچہ ہماری ہدایات ان کے طریقہ کار کے مخالف ہیں۔ (مستدرک 3097)

جابر بن عبداللہ ؓ کہتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ کو ان کے حج کے دوران عرفہ والے دن دیکھا کہ آپ ﷺ اپنی قصواء اونٹنی پر بیٹھے خطبہ دے رہے ہیں، میں نے آپ کو سنا، آپ ﷺ کہہ رہے تھے: اے لوگو! میں تم میں ایسی چیز چھوڑے جا رہا ہوں اگر تم اسے پکڑے رکھو تو ہرگز گمراہ نہ ہو گے، اللہ کی کتاب، اور میرا خاندان، میرے گھر والے۔ (السلسلۃ الصحیحۃ 2504) (جامع ترمذی 3786)

سیدنا علی ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: سب سے افضل کلمہ وہ ہے جو میں نے اور سابقہ انبیاء نے عرفہ کے دن کی شام کو کہا:

"لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ، وَ هُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ"

"نہیں کوئی معبودِ برحق مگر اللہ، وہ اکیلا ہے، اُس کا کوئی شریک نہیں، بادشاہت اسی کی ہے، تعریف اسی کے لیے ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔" (السلسلۃ الصحیحۃ 2762)

عرفات سے واپسی

(10ہجری 10ذوالحجہ مغرب کے بعد)

عرفات میں جب سورج غروب ہو گیا تو آپ ﷺ نے حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کو اپنے پیچھے اپنی اُونٹنی قصواء پر بٹھایا اور عرفات سے واپسی کا سفر شروع کیا۔ حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ نبی ﷺ مزدلفہ پہنچنے تک تلبیہ پکارتے رہے۔ آپ ﷺ اوسط رفتار سے (میٹھی چال چلاتے ہوئے) چل رہے تھے اور جب کشادہ جگہ آجاتی تو اُونٹنی کی رفتار تیز کر دیتے۔

(صحیح بخاری 1687,1686,1666,1544,1543)(صحیح مسلم 3106,3105,2950)(مشکوۃ المصابیح 2604)

(صحیح ابنِ خزیمہ 2845,2837)(سنن نسائی 3023,3021)(مسند احمد 22177,22136,22126)

(سنن ابوداؤد 1923)(سنن ابنِ ماجہ 3017)(سنن دارمی 1922)

نبی ﷺ نے اپنے پیچھے اونٹوں کو بہت مارنے اور ڈانٹنے کی آوازیں سنیں تو آپ ﷺ نے اپنے کوڑے سے ان کی طرف اشارہ کیا اور فرمایا: ''لوگو! سکینت

اختیار کرو کیونکہ سواریوں کو تیز دوڑانا کوئی نیکی نہیں۔‘‘

(صحیح بخاری 1671)(مسند احمد 2427,2099)

(مشکوٰۃ المصابیح 2605)(سنن نسائی 3021)(صحیح ابنِ خزیمہ 2844)(مسند احمد 22099)(مستدرک 1709)

حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ پھر میں نے اپنے ہاتھ بڑھانے والی کسی سواری کو تیزی سے آگے بڑھتے ہوئے نہیں دیکھا یہاں تک کہ ہم مزدلفہ پہنچ گئے۔

(صحیح ابنِ خزیمہ 2844)(مستدرک 1709)

ایک شخص (ابنِ منتفق) سے روایت ہے کہ مجھے نبی ﷺ کے حجۃ الوادع کی خبر ملی تو میں نے اپنے اُونٹوں میں سے ایک قابلِ سواری اونٹ چھانٹ کر نکالا، اور روانہ ہو گیا، یہاں تک کہ عرفہ کے راستے میں ایک جگہ پہنچ کر بیٹھ گیا، جب نبی ﷺ سوار ہوئے تو میں نے آپ ﷺ کو آپ کے حلیہ کی وجہ سے پہچان لیا کیونکہ میں نے نبی ﷺ کا حلیہ سنا ہوا تھا۔ اسی دوران ایک آدمی جو آپ ﷺ سے آگے تھا، کہنے لگا کہ سواریوں کے راستے سے ہٹ جاؤ، نبی ﷺ نے فرمایا کہ ہوسکتا ہے کہ اسے کوئی کام ہو، چنانچہ میں نبی ﷺ کے اتنا قریب ہوا کہ دونوں سواریوں کے سر ایک دوسرے کے قریب آ گئے، میں نے عرض کی، یا رسول اللہ! مجھے کوئی ایسا عمل بتا دیجئے جو مجھے جنت میں داخل کر دے اور جہنّم سے نجات کا سبب بن جائے؟ نبی ﷺ نے فرمایا: واہ واہ! تم نے اگرچہ بہت مختصر لیکن بہت عمدہ سوال کیا، اگر تم سمجھدار ہوئے تو تم صرف اللہ کی عبادت کرنا، اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرانا، نماز قائم کرنا، زکوٰۃ ادا کرنا، بیت اللہ کا حج کرنا (عمرہ کا بھی ایک حدیث میں ذکر ہے)، ماہ رمضان کے روزے رکھنا، اور تم

اپنے لیے لوگوں سے جس سلوک کو پسند کرتے ہو لوگوں کے ساتھ اسی طرح پیش آنا اور لوگوں سے اپنے لیے جس سلوک کو ناپسند کرتے ہو تو لوگوں سے اس طرح پیش آنا چھوڑ دینا، پھر فرمایا: اب سواریوں کے لیے راستہ چھوڑ دو۔

(مسند احمد 27694-27696-27696)(صحیح مسلم 104 بروایت ابی ایوبؓ)(صحیح بخاری 5983,1396)(السلسلۃ الصحیحہ 952)

آپﷺ نے عرفہ کی شام لوگوں سے، جبکہ وہ واپس آ رہے تھے، فرمایا: ''لوگو! سکینت، سکینت، آرام سے آؤ۔'' یہ الفاظ بھی ہیں کہ لوگو! اپنے اوپر سکون اور وقار کو لازم پکڑو، اور آپﷺ اپنی اونٹنی کو تیز چلنے سے روک رہے تھے اور مہارِ قصواء اس قدر کھینچی ہوئی تھی کہ اس کا سر کجاوہ کے آگے مورک☆ میں لگ گیا تھا۔ جب چڑھائی آتی یا بِھیڑ کم ہوتی تو مہار ڈھیلی کر دیتے۔

(صحیح مسلم 2950)(مسند احمد 22099)(سنن ابوداؤد 1905)(سنن ابن ماجہ 3074)
(سنن دارمی 1892)(سنن نسائی 3023,3021)(صحیح ابنِ خزیمہ 2843)

حضرت اُسامہ ؓ کہتے ہیں کہ میں عرفات سے جنابِ رسول اللہ ﷺ کی سواری پر پیچھے بیٹھا، پھر جب آپﷺ مزدلفہ کے قریب بائیں گھاٹی پر پہنچے تو اونٹنی کو بٹھایا، پیشاب کیا۔ پھر میں نے آپﷺ پر پانی ڈالا اور آپﷺ نے ہلکا سا وضو کیا☆☆، پھر میں نے عرض کی، یا رسول اللہ! نماز کا وقت آ گیا، آپﷺ نے فرمایا: ''نماز تمہارے آگے ہے۔'' پھر آپﷺ سوار ہوئے اور مزدلفہ آئے۔

(صحیح بخاری 1669,1667)(صحیح مسلم 3102,3087)(سنن ابنِ ماجہ 3019)(سنن دارمی 1923)
(موطاء 892)(صحیح ابنِ خزیمہ 2851,2847)(مسند احمد 22085)(سنن نسائی 3028,3027)(سنن ابوداؤد 1925)

☆ مورک وہ جگہ ہے جہاں سوار بعض وقت تھک کر اپنا پیر جو لٹکا ہوا رہتا ہے، اس جگہ رکھتا ہے۔
☆☆ ایک بار تمام اعضاء کا دھونا۔ (صحیح مسلم 3102)

حضرت اُسامہ ؓ فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ عرفات سے روانہ ہوئے تو آپ ﷺ پر سکینت طاری تھی (خود بھی پرسکون تھے) اور لوگوں کو بھی پرسکون رہنے کا حکم دیا۔

(مسند احمد 22178)

حضرت فضل بن عباس ؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی ﷺ عرفات سے روانہ ہونے کے بعد اطمینان اور وقار سے چلتے ہوئے مزدلفہ پہنچے۔

(مسند احمد 1816)

قیامِ مزدلفہ اور وقوفِ مزدلفہ

(10 ذوالحجہ 10 ہجری صبح سورج طلوع ہونے سے پہلے تک)

مزدلفہ پہنچنے پر آپ ﷺ اپنی اُونٹنی سے اترے اور پوری طرح سے وضو کیا پھر اذان ہوئی نماز کی تکبیر ہوئی اور مغرب کی نماز 3 رکعت پڑھیں پھر ہر ایک نے اپنا اونٹ جہاں تھا وہیں بٹھا دیا (ابنِ ماجہ میں الفاظ ہیں کہ کسی نے بھی اُونٹوں سے سامان نہیں اُتارا تھا) پھر تکبیر ہوئی اور عشاء کی نماز 2 رکعت (قصر) پڑھی یعنی ایک اذان اور دو تکبیروں کے ساتھ نمازیں ادا فرمائیں☆ اور ان دونوں نمازوں کے درمیان کوئی نفل یا سنت نماز نہیں پڑھی اور نہ ہی ان میں سے کسی کے بعد۔ پھر اُونٹ کھول دیے گئے یعنی سامان اتارا گیا۔

(صحیح بخاری 1674-1672)(صحیح مسلم 3111,3102,3099,2950)(سنن ابنِ ماجہ 3074,3020,3019)
(سنن دارمی 1923,1892)(مسند شافعی 996)(موطاء 892,891)(مسند احمد 22158,22092,22085)
(مشکوٰۃ المصابیح 2607,2555)(سنن نسائی 3034,3029,3028)(سنن ابنِ داؤد 1928,1927,1926,1906,1905)

☆ سنن ابوداؤد حدیث نمبر 1905 کے فوائد (نمبر 31) میں لکھا ہے کہ مزدلفہ میں مغرب اور عشاء کی نمازیں جمع، تاخیر اور قصر سے پڑھنا سنت ہے اور اِس رات میں کوئی نفل اور تہجّد نہیں۔

ابنِ عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، میں بھی ان لوگوں میں سے ہوں جنہیں نبی ﷺ نے مزدلفہ کی رات اپنے اہلِ خانہ کے ضعیف افراد☆ کے ساتھ (سامان وغیرہ کے ہمراہ) پہلے (منیٰ) روانہ کر دیا تھا۔ آپ ﷺ کا ارشاد اس موقع پر یہ بھی ابنِ عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ سورج طلوع ہونے سے پہلے جمرہ عقبہ کی رمی نہ کرنا۔ حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ ہم نے فجر کی نماز منیٰ میں پڑھی۔

(صحیح مسلم 3126-3128) (سنن ابوداؤد 1939) (صحیح بخاری 1677,1678,1856)

(مسند احمد 1920,2460,3008,3203) (مسند شافعی 997) (مسند اسحاق 352) (جامع ترمذی 892)

حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے ہم بنو عبدالمطلب کے کچھ نوعمر لڑکوں کو مزدلفہ سے ہمارے اپنے گدھوں پر سوار کرا کے پہلے ہی بھیج دیا اور ہماری ٹانگوں پر ہاتھ مارتے ہوئے فرمایا: ''پیارے بچو! طلوعِ آفتاب سے پہلے جمرہ عقبیٰ کی رمی نہ کرنا۔''

(مسند احمد 2082,2089,2507,2842,3192) (جامع ترمذی 893) (سنن ابنِ ماجہ 3025, 3026)

اُم المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ اُم المومنین حضرت سودہ رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ ﷺ سے مزدلفہ کی رات کو اجازت مانگی کہ لوگوں کی بِھیڑ بھاڑ سے آگے نکل جائیں اور منیٰ کو لوٹ جائیں تو آپ ﷺ نے ان کو اجازت دے دی اور وہ روانہ ہوگئیں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ اگر میں بھی آپ ﷺ کی اجازت سے منیٰ چلی

☆ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ اپنے ساتھ کے ضعیف لوگوں کو آگے بھیج دیتے تھے کہ وہ رات کو مشعر الحرام میں وقوف کرلیں اور اللہ کو یاد کرتے رہیں جب تک چاہیں۔ پھر لوٹ جائیں امام کے وقوف کرنے کے پہلے اور امام کے لوٹنے سے پیشتر۔ سو ان میں سے کوئی تو صبح کی نماز کے وقت منیٰ پہنچ جاتا تھا اور کوئی اس کے بعد پہنچتا اور ابنِ عمر رضی اللہ عنہ کہا کرتے کہ جنابِ رسول اللہ ﷺ نے ان ضعیفوں کو اس کی اجازت دی ہے۔ (صحیح مسلم 3130)، (صحیح بخاری 1676) (صحیح ابنِ خزیمہ 2871)

جاتی جیسے حضرت سودہ رضی اللہ عنہا گئیں تو بہت اچھا ہوتا۔

(صحیح مسلم 3118-3121)(صحیح بخاری 1681,1680)(سنن ابن ماجہ 3027)

(مسند احمد 25180,25142)(سنن دارمی 1928)(صحیح ابن خزیمہ 2869)

روایات کے مطابق ام المومنین حضرت اُمِ حبیبہ رضی اللہ عنہا کو بھی نبی ﷺ نے مزدلفہ کی رات منیٰ روانہ کر دیا تھا، جب کہ سنن دارمی میں الفاظ ہیں کہ حضرت اُمِ حبیبہ رضی اللہ عنہا کو حکم دیا کہ وہ مزدلفہ سے رات کے وقت ہی چلی جائیں۔

(صحیح مسلم 3124)،(سنن دارمی 1927)

مزدلفہ کی اس رات میں آپ ﷺ لیٹ گئے، اور اس رات میں آپ ﷺ نے دو فرض (قصر) نمازوں کے علاوہ کوئی نفل نہیں پڑھے، پھر نمازِ فجر پڑھی طلوعِ فجر کے بعد اذان اور تکبیر کے ساتھ۔☆

(صحیح ابن خزیمہ 2855)(سنن دارمی 1892)(صحیح مسلم 2950)(سنن ابن ماجہ 3074)

(سنن ابوداؤد 1905)(مشکوۃ المصابیح 2555)(صحیح بخاری 1683,1675)(مسند احمد 22158,22085)

نمازِ فجر کے بعد آپ ﷺ اپنی اُونٹنی قصواء پر سوار ہوئے اور مشعرِ حرام پہنچے اور اس کے اوپر تشریف لے گئے۔ قبلہ رُخ ہو کر اللہ سے دُعا کی اس کی تکبیر و تہلیل (لَآاِلٰهَ اِلَّااللّٰهُ) اور توحید بیان کی۔ آپ ﷺ مسلسل کھڑے رہے☆☆ کہ خوب اُجالا ہو گیا، آپ ﷺ

☆ سنت یہی ہے کہ مغرب اور عشاء کی نمازیں پڑھنے کے بعد سویا جائے اور طلوعِ فجر کے فوراً بعد فجر کی نماز پڑھ کر وقوف کیا جائے۔ (صحیح بخاری 1682, 1683)

☆☆ وقوفِ مزدلفہ

طلوعِ آفتاب سے پہلے وہاں سے چل دیئے۔☆

(سورۃ البقرہ، آیت 199) (مشکوۃ المصابیح 2555) (صحیح ابن خزیمہ 2856) (صحیح مسلم 2950) (جامع ترمذی 895)
(صحیح بخاری 1684) (سنن ابن ماجہ 3074) (سنن ابوداؤد 1905) (سنن دارمی 1892) (مسند احمد 2051)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میں نے یہاں (مشعرِ حرام میں) وقوف کیا ہے جبکہ مزدلفہ سارے کا سارا وقوف کی جگہ ہے۔'' مسند اسحاق میں ہے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے بیان کیا ہے کہ مزدلفہ سارے کا سارا موقف ہے لیکن وادیٔ محسر میں وقوف نہ کرو۔

(مشکوۃ المصابیح 2593) (صحیح مسلم 2952) (سنن ابوداؤد 1907,1936,1937) (سنن دارمی 1921) (سنن نسائی 3048)
(مستدرک 1697 بروایت حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ) (مسند اسحاق 355) (صحیح ابنِ خزیمہ 2857) (مسند احمد 14493)

حضرت عروہ بن مُضرس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں مزدلفہ میں وقوف کے وقت رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی: (جامع ترمذی اور صحیح ابنِ خزیمہ میں الفاظ ہیں کہ جب آپ ﷺ مزدلفہ میں نماز کو نکلے تب میں آیا اور عرض کی) یا رسول اللہ! میں بنو طے کے دو پہاڑوں سے آیا ہوں۔ میں نے اپنی سواری کو تھکا دیا ہے اور اپنے آپ کو بھی مشقّت میں ڈالا ہے۔ اللہ کی قسم میں نے کسی ٹیلے یا پہاڑ کو نہیں چھوڑا مگر اس پر وقوف کیا ہے تو کیا میرا حج ہو گیا؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''جس شخص نے فجر کی نماز امام اور لوگوں کے ساتھ پڑھی اور مزدلفہ کا وقوف پا لیا جبکہ وہ اس سے پہلے رات یا دن کے کسی حصہ میں عرفات میں

☆ سنت یہی ہے کہ مزدلفہ سے اپنی سواری پر ہی جمرہ عقبٰی کی رمی کے لیے جایا جائے اور پھر منٰی میں اپنی منزل پر اترا جائے۔ (مسلہ 77 حدیث نمبر 2950 صحیح مسلم)

وقوف کر چکا ہوتو اس کا حج پورا ہو گیا اور اس نے اپنا میل کچیل دُور کر لیا۔‘‘

(سنن ابوداؤد 1950) (سنن نسائی 3042-3046) (سنن ابن ماجہ 3016) (جامع ترمذی 891)

(سنن دارمی 1930-1931) (صحیح ابن خزیمہ 2821,2820) (مسند احمد 16309) (مستدرک 1702,1701)

حضرت عَمرو بن میمون رضی اللہ عنہ، فرماتے ہیں کہ میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس موجود تھا، انہوں نے مزدلفہ میں صبح کی نماز پڑھی، پھر ٹھہرے رہے (کھڑے رہے) اور فرمایا کہ مشرکین آفتاب طلوع ہونے تک واپس نہیں ہوتے تھے، اور کہتے تھے، کہ اے ثبیر☆ چمک اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان مشرکین کی مخالفت کی، کہ طلوعِ آفتاب سے پہلے ہی واپس ہو گئے۔

(صحیح بخاری 3838,1684) (سنن ابوداؤد 1938) (جامع ترمذی 896)

(سنن دارمی 1932) (صحیح ابن خزیمہ 2859) (مسند احمد 295,84) (سنن نسائی 3050,3047)

حضرت مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں عرفہ میں خطبہ دیا۔ اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء کے بعد فرمایا: امابعد! بت پرست اور مشرکین یہاں سے غروبِ آفتاب کے وقت کوچ کرتے تھے، جب سورج ان پہاڑوں پر اس کیفیت میں ہو جاتا تھا جیسے لوگوں کے سروں پر عمامے ہوتے ہیں اور ہمیں ان کے مخالف رہنمائی کی گئی ہے اور وہ لوگ مشعر الحرام سے طلوعِ آفتاب کے وقت نکلتے تھے جب سورج ان پہاڑوں پر اس طرح ہوتا تھا جیسے لوگوں کے سروں پر پگڑیاں چنانچہ ہماری ہدایات ان کے طریقۂ کار کے مخالف ہیں۔ (مستدرک 3097)

☆ ایک پہاڑ کا نام

مزدلفہ سے جمرہ عقبیٰ

(10 ذوالحجہ 10 ہجری بروز ہفتہ)

حضرت بلال ؓ سے روایت ہے، بے شک رسول اللہ ﷺ نے ان کو مزدلفہ کی صبح کہا، اے بلال، لوگوں کو خاموش کراو، پھر آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے تمہارے اجتماع پر نظر دوڑائی ہے اور تمہارے نیکوں کی برکت سے تمہارے بُروں کو معاف فرما دیا اور نیکوں نے جو مانگا انہیں عطا کر دیا۔ اب اللہ کا نام لے کر چلو۔

(سنن ابنِ ماجہ 3024) (السلسلۃ الصحیحہ 1579)

حضرت اسامہ ؓ سے روایت ہے کہ مزدلفہ سے منیٰ تک حضرت فضل ؓ کو آپ ﷺ نے اپنے پیچھے بٹھا لیا اور لوگوں کو آرام وسکون کے ساتھ چلنے کا حکم دیا۔ پھر آپ ﷺ خود بھی سکون کے ساتھ چلے۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

''گھوڑے اور اُونٹ تیز دوڑانا نیکی نہیں ہے۔''

(مستدرک 1709) (صحیح ابنِ خزیمہ 2844)

مزدلفہ سے واپسی پر آپ ﷺ نے فضل بن عباس رضی اللہ عنہ کو اپنے پیچھے بٹھایا۔ ان کا بیان ہے کہ آپ ﷺ جمرہ عقبیٰ کو کنکریاں مارنے تک تلبیہ پکارتے رہے۔ مزدلفہ کی صبح بھی لوگوں سے، جبکہ وہ واپس آرہے تھے، فرمایا: '' آرام سے آؤ۔'' اور آپ ﷺ اپنی اونٹنی کو تیز چلنے سے روک رہے تھے۔

(صحیح مسلم 3089,3088)، (سنن دارمی 1933) (مسند شافعی 826) (صحیح ابن خزیمہ 2844,2843)

(مسند احمد 1796,1794) (صحیح بخاری 1687,1686,1685,1670,1544) (سنن نسائی 3057,3056)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے تھے کہ مزدلفہ سے واپسی پر جس ذات پر سورۃ البقرہ کا نزول ہوا میں نے اُسی ذات کو اس مقام پر تلبیہ پڑھتے ہوئے سنا تھا۔ یہ الفاظ مستدرک میں ہیں کہ اس ذات کی قسم جس نے محمد ﷺ کو حق کے ساتھ بھیجا، میں رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ منیٰ سے عرفات کی طرف نکلا تو آپ ﷺ نے رمی جمرہ تک تلبیہ کہا، تاہم اس کے ساتھ ساتھ تکبیر یا تہلیل بھی پڑھتے تھے۔

(مسند احمد 3976,3549) (مستدرک 1696) (صحیح ابن خزیمہ 2806)

حضرت فضل بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ نبی ﷺ کے پیچھے سوار تھے کہ آپ ﷺ نے عرفہ کی شام اور مزدلفہ کی صبح لوگوں سے، جبکہ وہ واپس آرہے تھے، فرمایا: '' آرام سے آؤ۔'' اور آپ ﷺ اپنی اونٹنی کو (تیز چلنے سے) روک رہے تھے، حتیٰ کہ آپ وادئ محسر میں داخل ہوگئے جو کہ منیٰ کے قریب ہے (منیٰ کا حصہ)، آپ ﷺ نے فرمایا: ''جمرہ کی رمی کرنے کے لیے چٹکی سے مارنے والی چھوٹی چھوٹی کنکریاں لے لو۔'' راوی بیان کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ جمرہ کو کنکریاں مارنے تک مسلسل تلبیہ پکارتے رہے۔

(صحیح مسلم 3089) (مشکوٰۃ المصابیح 2610) (مسند شافعی 827,826) (سنن نسائی 3060,3023)

یہ بھی روایات میں ہے کہ وادیٔ محسر سے اتر کر جب رسول اللہ ﷺ منیٰ میں داخل ہوئے تو فرمایا کہ ٹھیکری کی کنکریاں لے لو تا کہ رمی جمرات کی جا سکے اور رسول اللہ ﷺ اپنے ہاتھ سے اس طرح اشارہ کرنے لگے جس طرح انسان کنکری پھینکتے وقت کرتا ہے۔ (مسند احمد 1821,1796,1794) (صحیح مسلم 3090)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ مزدلفہ سے واپس تشریف لائے تو آپ ﷺ پر سکینت واطمینان تھا اور آپ ﷺ نے صحابہ رضی اللہ عنہم کو بھی آرام سے چلنے کا حکم دیا جبکہ وادیٔ محسر میں آپ ﷺ تیز چلے اور انہیں حکم فرمایا کہ انگلی پر رکھ کر ماری جانے والی (☆ خذف جیسی) کنکری کے برابر کنکریاں مارو اور فرمایا ''شاید اس سال کے بعد میں تمہیں نہ دیکھ سکوں۔''
(مشکوۃ المصابیح 2611)، (جامع ترمذی 886) (سنن ابن ماجہ 3023) (سنن ابوداؤد 1944)

حضرت فضل بن عباس رضی اللہ عنہ، رسول اللہ ﷺ کے پیچھے سوار تھے۔ حضرت فضل بن عباس رضی اللہ عنہ ایک گورے چٹے خوبصورت بالوں والے جوان تھے۔ یہ مزدلفہ کی صبح کا ذکر ہے۔ ایک خوش شکل عورت (رضی اللہ عنہا) قبیلۂ خثعم کی، اور وہ رسول اللہ ﷺ سے پوچھنے لگی اور فضل رضی اللہ عنہ اس کی طرف دیکھنے لگے ☆☆ اور وہ فضل رضی اللہ عنہ کو دیکھنے لگی تو رسول اللہ ﷺ، حضرت فضل رضی اللہ عنہ کا منہ دوسرے طرف پھیر دیتے تھے۔ ☆☆☆

☆ چھوٹی چھوٹی جو کسی کو لگ جائیں تو زخم نہ ہو، چوٹ نہ آئے۔ بچے ایسی کنکریوں کے ساتھ نشانہ بازی کی مشق کیا کرتے تھے۔ یہ کنکریاں انگوٹھے اور شہادت کی اُنگلی کی پوروں کے درمیان پکڑ کر آسانی سے پھینکی جا سکتی ہیں۔ (فوائد ومسائل حدیث نمبر 2999 سنن نسائی)

☆☆ اس سے یہ واضح ہوتا ہے کہ احرام کی حالت میں عورت کا چہرہ کھلا تھا۔

☆☆☆ سبحان اللہ! نبی ﷺ نے کیسی اچھی تعلیم فرمائی کہ نظروں کو جھکائے رکھنے کا درس دیا اور طریقہ آپ ﷺ کا کیسا عمدہ تھا۔ (حاشیہ حدیث نمبر 2950 صحیح مسلم)

یہ الفاظ بھی ملتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت فضل بن عباس رضی اللہ عنہ سے فرمایا: ''اے میرے بھتیجے! بے شک جو شخص آج کے دن اپنے کانوں، آنکھوں اور زبان کی حفاظت کرے اس کے گناہ معاف کر دیے جاتے ہیں۔ (صحیح ابن خزیمہ 2832)

غرض اس عورت (رضی اللہ عنہا) نے عرض کی، یا رسول اللہ! اللہ نے اپنے بندوں پر حج فرض کیا اور وہ میرے باپ پر بھی فرض ہوا اور وہ اتنے بوڑھے ہیں کہ سواری پر سوار نہیں ہو سکتے، تو کیا میں ان کی طرف سے حج کروں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''ہاں''

(صحیح مسلم 3252,3251,2950) (سنن نسائی 2642,2636) ☆ (صحیح بخاری 1855,1854,1513)
(مسند احمد 2266,1890,1822,1818)، (سنن دارمی 1892,1873) (صحیح ابن خزیمہ 3033,3031)
(مسند شافعی 927) (موطاء 787) (سنن ابوداؤد 1809) (جامع ترمذی 928)

سنن ابن ماجہ کی روایت میں یہ الفاظ بھی ہیں کہ اگر تمہارے والد پر قرض ہوتا تو تم اسے ادا کرتیں۔ (سنن ابن ماجہ 2909)

حضرت فضل بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں رسول اللہ ﷺ کی سواری پر آپ ﷺ کے پیچھے بیٹھا تھا کہ ایک آدمی آیا اور کہنے لگا: ''یا رسول اللہ! میری والدہ بہت زیادہ بوڑھی ہے اگر میں انہیں اٹھا کر سواری پر بٹھا بھی دوں تو وہ بیٹھ نہیں سکیں گی اور اگر میں انہیں (پالان کے ساتھ) باندھ دوں تو خطرہ ہے کہ وہ مر جائیں گی۔''

☆ امام نسائی نے حدیث نمبر 2642 پر باب باندھا ہے، ''عورت کا مرد کی طرف سے حج کرنا۔''
امام نسائی نے حدیث نمبر 2636 پر باب باندھا ہے، ''زندہ شخص سواری پر نہ بیٹھ سکتا ہو تو اس کی طرف سے حج کیا جا سکتا ہے۔''

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تو بتا اگر تیری والدہ کے ذمے قرض ہوتا تو کیا تو ادا کرتا؟'' اس نے کہا: جی ہاں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''پھر اپنی ماں کی طرف سے تو حج بھی کر لے۔'' (سنن نسائی، 2644)

حضرت فضل رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کی نبی ﷺ سے ایک آدمی نے سوال پوچھا کہ میرے والد نے اسلام کا زمانہ پایا ہے لیکن وہ بہت بوڑھے ہو چکے ہیں، اتنے کہ سواری پر بھی نہیں بیٹھ سکتے، کیا میں ان کی طرف سے حج کر سکتا ہوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: یہ بتاؤ کہ اگر تمہارے والد پر قرض ہوتا اور تم وہ ادا کرتے تو کیا وہ ادا ہوتا یا نہیں؟ اس نے کہا، جی ہاں۔ آپ ﷺ نے فرمایا، پھر اپنے والد کی طرف سے حج کر لو۔

(مسند احمد 3378,3377,1813,1812)

روایات میں ہے کہ آپ ﷺ مزدلفہ سے منیٰ تک برابر لبیک کہتے رہے، یہاں تک کہ رمی جمرہ عقبیٰ کی۔

(صحیح بخاری 1687,1686,1685,1544,1543) (مشکوٰۃ المصابیح 2606) (مسند اسحاق 329)
(مسند احمد 1816,1793) (صحیح مسلم 3087-3090) (سنن نسائی 3058,3057,3023)

حضرت ابنِ مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اس ذات کی قسم جس نے محمد ﷺ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے، میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ روانہ ہوا تو آپ ﷺ نے جمرہ عقبیٰ کی رمی تک تلبیہ کو ترک نہیں فرمایا، البتہ درمیان درمیان میں آپ ﷺ تکبیر و تہلیل بھی کہہ لیتے تھے۔ (مسند احمد 3961)

مزدلفہ میں تلبیہ پکارنا اور مزدلفہ سے لوٹنے پر تلبیہ پکارنے کے حوالے سے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے خود سنا ان سے جن پر سورۃ البقرہ نازل

ہوئی ہے کہ وہ اس جگہ میں لبیک پکارتے تھے۔(صحیح مسلم 3094,3093,3092,3091)(سنن نسائی 3049)

رسول اللہ ﷺ نے جمرہ عقبیٰ کی رمی والی صبح (10 ذوالحجہ) کو جب آپ ﷺ اپنی سواری پر تھے، فرمایا: ''میرے لیے کنکریاں چنو۔'' آپ ﷺ کے لیے خذف کی کنکریوں جیسی کنکریاں چنی گئیں جو ٹھیکری کی تھیں اور جب وہ آپ ﷺ کے ہاتھ میں رکھیں گئیں تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''اس قسم کی کنکریوں سے رمی کرنی چاہیے☆ دین میں غلو سے بچو کیونکہ تم سے پہلی قوموں کو دین میں غلو نے ہلاک کیا۔''

(سنن نسائی 3061,3059)(مسند احمد 3248,1851)(صحیح ابن خزیمہ 2868,2867)(مستدرک 1711)

جمرہ عقبہ کو رمی کرنے کے دن صبح کے وقت رسول اللہ ﷺ اپنی اُونٹنی پر سوار تھے تب آپ ﷺ نے فرمایا: ''مجھے کنکریاں چن دو۔'' آپ ﷺ کو سات کنکریاں چن دیں گئیں جو اُنگلیوں میں پکڑ کر پھینکنے کے قابل تھیں۔ رسول اللہ ﷺ انھیں اپنے ہاتھ میں لے کر حرکت دینے لگے اور فرمایا:

''ان جیسی کنکریاں مارو۔'' پھر فرمایا: ''لوگو! دین میں غلو (اور حد سے بڑھنے) سے پرہیز کرو۔ تم سے پہلے لوگوں کو دین میں غلو ہی نے تباہ کیا ہے۔'' (سنن ابن ماجہ 3029)(سنن نسائی 3059)(مستدرک 1711)(صحیح ابن خزیمہ 2867)

☆ان لوگوں کو سوچنا چاہیے کہ جو بڑی کنکریاں یا پتھر یا بوتلیں یا چپلیں مارتے ہیں۔
اس کے علاوہ آپ ﷺ سے کنکریوں کا دھونا یا صاف کرنا بھی نہیں ملا۔
(فوائد و مسائل حدیث نمبر 3029، سنن ابن ماجہ)
غلو مقررہ حد سے بڑھ جانا ہے یعنی ''غلو'' یہ ہے کہ بڑے بڑے ڈھیلے مارے جائیں یا کنکریوں کے علاوہ کچھ اور مارا جائے (فوائد و مسائل حدیث نمبر 3059 سنن نسائی)۔ مقررہ حد سے بڑھ جانے کے حوالے سے ہمیں دوسرے معاملات اور عبادات کو بھی دیکھنا چاہیے۔

رسول اللہ ﷺ نے لوگوں کو عرفات سے شام کو چلتے وقت اور مزدلفہ کی صبح فرمایا (حکم دیا):

''سکون واطمینان اختیار کرو۔''

اور رسول اللہ ﷺ نے اپنی اونٹنی کی مہار کھینچ رکھی تھی حتیٰ کہ جب آپ ﷺ منیٰ میں داخل ہوئے اور وادئ محسر☆ میں اترے تو آپ ﷺ نے فرمایا (حکم دیا):

''خذف کی کنکریوں جیسی کنکریاں چننا (اُٹھانا) جن سے جمرات کی رمی کی جائے۔''

نبی ﷺ اپنے ہاتھ سے اشارہ بھی فرما رہے تھے جس طرح کوئی شخص کنکریاں پھینکتا ہے۔

(سنن نسائی 3060,3023) (مسند احمد 1794) (سنن دارمی 1939) (صحیح مسلم 3090)

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مزدلفہ سے واپسی پر جب آپ ﷺ بطنِ محسر (بطنِ وادی/وادئ محسر) میں پہنچے تب اونٹنی کو ذرا تیز چلایا☆☆ اور بیچ کی راہ لی جو جمرہ کبریٰ پر جانکلتی ہے۔

(سنن ابن ماجہ 3074) (مشکوٰۃ المصابیح 2555)

(سنن نسائی 3023، 3024) (سنن دارمی 1940) (صحیح مسلم 2950)☆☆☆

☆ محسر وہ وادی ہے جہاں پر ابرہہ کے لشکر پر ابابیلوں نے کنکریاں ماری تھیں۔

☆☆ وادی کے بیچ میں سے آپ ﷺ تیزی سے گزرے جیسا کہ صفا اور مروہ کے درمیان بھی سعی کے دوران بطنِ وادی سے دوڑ کر گزرے۔ (واللہ اعلم کہ دونوں کی وجہ ایک جیسی ہی ہے۔)

☆☆☆ (صحیح مسلم 3089) (سنن نسائی 3023) (مسند احمد 1794) (سنن ابن ماجہ 3029 مع فوائد ومسائل) ان احادیث سے یہ

(اگلے صفحہ پر جاری)

(پچھلے صفحہ سے جاری)

معلوم ہوتا ہے کہ آپ ﷺ کے لیے کنکریاں 10 ذوالحجہ کی صبح چنی گئیں اور وادیٔ محسر میں اترنے کے بعد یا وادیٔ محسر سے اتر کر جب منیٰ میں داخل ہوئے۔ جو یہ مشہور ہے کہ رمی کے لیے کنکریاں مزدلفہ سے ہی چن کرلانی چاہئیں اور رات کو ہی چن لینی چاہئیں یہ درست معلوم نہیں ہوتا۔ نبی ﷺ کے لیے سات کنکریاں چنی گئیں، اکٹھی چار دن کی نہیں لی گئیں اور جمرہ عقبیٰ کی رمی والی صبح چنی گئیں۔ اور محسر، جیسا کہ احادیث سے ظاہر ہوتا ہے، منیٰ کا حصہ ہے، تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ کنکریاں منیٰ سے ہی چنی گئیں۔ اور جب نبی ﷺ کے لیے سات کنکریاں ہی چنی گئیں تو لامحالہ یہ ماننا پڑے گا کہ باقی دنوں کی رمی کے لیے کنکریاں منیٰ سے ہی لی گئی ہوگی کہ ایام تشریق آپ ﷺ نے منیٰ میں گزارے۔ **(واللہ اعلم)**

(فوائد ومسائل، حدیث نمبر 3029 سنن ابنِ ماجہ، حدیث نمبر 3059 سنن نسائی)

رمی جمرہ عقبیٰ

(10 ذوالحجہ 10 ہجری بوقت چاشت بروز ہفتہ)

حضرت فضل بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، میں سواری پر نبی ﷺ کے پیچھے سوار تھا، میں آپ ﷺ کو لبیک پکارتے سنتا رہا حتیٰ کہ آپ ﷺ نے جمرۃ عقبہ کو کنکریاں ماریں، ہر کنکری کے ساتھ اللہ اکبر کہتے تھے۔ جب آپ ﷺ نے اس کی رمی کر لی تو لبیک پکارنا بند کر دیا۔ ایک روایت کے مطابق جب رمی شروع کی تو لبیک کہنا بند کیا۔ ☆

(سنن ابوداود 1815) (سنن ابن ماجہ 3040) (سنن نسائی 3081-3084) (صحیح ابن خزیمہ 2881)
(صحیح بخاری 1685-1687) (سنن دارمی 1943) (مسند احمد 1815)

رسولِ کریم ﷺ جب تلبیہ پکارتے ہوئے جمرہ عقبیٰ پر پہنچے تو اس دن یعنی قربانی والے دن چاشت کا وقت تھا۔ اس وقت اس جمرہ کے پاس ایک نالہ بھی تھا، اور ایک درخت بھی تھا اور رسول اللہ ﷺ نے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کے مطابق نالے

☆ رمی شروع کی تو لبیک کہنا بند کیا اور یہ بھی ٹھیک ہے کہ رمی کر لی تو لبیک پکارنا بند کر دیا کہ رمی کے دوران تو آپ ﷺ نے اللہ اکبر کہا۔ (واللہ اعلم) (فوائد حدیث نمبر 312 مسند اسحاق)

کے بیچ میں کھڑے ہوکر درخت کے بالمقابل اور مکہ کو بائیں طرف رکھا اور منیٰ، عرفات، مزدلفہ کو داہنی طرف اور جمرہ عقبیٰ کی طرف منہ کر کے سات کنکریاں ماریں اور ہر کنکری پر اللہ اکبر کہا۔ کنکریاں ایسی تھیں کہ چٹکی میں لے کر چلائی جانے والی کنکریوں کے برابر تھیں۔ قدامہ بن عبداللہ بن عمار ﷛ بیان کرتے ہیں کہ میں نے دیکھا کہ آپ ﷺ نے اپنی سرخی مائل سفید اونٹنی پر بیٹھے ہوئے ہی کنکریاں ماریں، وہاں کسی کو روکا جارہا تھا نہ ہٹایا جارہا تھا اور نہ ہی کہا جارہا تھا کہ ہٹ جاؤ! ہٹ جاؤ!

(صحیح ابن خزیمہ 2878-2880) (صحیح بخاری 1747 تا 1750) (صحیح مسلم 2950, 3131-3136)
(جامع ترمذی 899, 901, 903) (سنن دارمی 1942) (مسند احمد 15486-15490) (سنن ابوداؤد 1974)
(سنن نسائی 3063, 3072-3078) (سنن ابن ماجہ 3030, 3035) (مستدرک 8547) (مشکوٰۃ المصابیح 2623: حسن)

حضرت جابر ﷛ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے قربانی کے دن چاشت☆ کے وقت (صبح کے وقت) اپنی سواری پر سے کنکریاں ماریں۔ حضرت جابر ﷛ کا ہی بیان ہے، کہ میں نے نبی ﷺ کو دیکھا کہ آپ ﷺ نے جمرہ کو وہ کنکریاں ماریں جو چٹکی سے پھینکی جاتی ہیں۔

(صحیح بخاری باب 134) (مشکوٰۃ المصابیح 2620) (سنن دارمی 1937, 1940)
(سنن نسائی 3065, 3076, 3077) (سنن ابوداؤد 1971) (مسند احمد 14406, 14488)
(سنن ابن ماجہ 3053) (صحیح مسلم 3140, 3141) (جامع ترمذی 894, 897) (صحیح ابن خزیمہ 2876, 2877)

اُم المومنین حضرت عائشہ ﷝، نبی ﷺ سے روایت کرتی ہیں، فرمایا: ''بیت اللہ کا طواف اور جمرہ کو کنکریاں مارنا اور صفا مروہ کے درمیان سعی کرنا اللہ کا ذکر قائم کرنے کے لیے مقرر کیا گیا ہے۔''

(سنن ابوداود 1888) (جامع ترمذی 902) (سنن دارمی 1895) (صحیح ابن خزیمہ 2882) (مستدرک 1685)

☆ سنت یہی ہے کہ 10 ذوالحجہ کے روز جمرہ عقبیٰ کو چاشت کے وقت کنکریاں ماری جائیں۔

حضرت جابر ؓ بیان کرتے ہیں، میں نے قربانی کے دن نبی ﷺ کو اپنی سواری پر بیٹھے ہوئے کنکریاں مارتے دیکھا۔ آپ ﷺ فرما رہے تھے: ''تم اپنے حج کے طریقے سیکھ لو، کیونکہ میں نہیں جانتا کہ شائد ہی میں اپنے اس حج کے بعد حج کرسکوں۔''

(صحیح مسلم 3137)(سنن نسائی 3064)(سنن ابوداؤد 1970)(مشکوۃ المصابیح 2618)

(صحیح ابن خزیمہ 2877)(مسند احمد 14472)

سلیمان بن عمرو احوص ؓ اپنی ماں سیدہ ام جندب سے روایت کرتے ہیں کہ وہ کہتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ ﷺ نے وادی کے اندر سے جمرے کو کنکریاں ماریں اس حال میں کہ آپ ﷺ سوار تھے، ہر کنکری کے ساتھ ''اَللّٰهُ اَكْبَر'' کہتے۔ ایک آدمی آپ کے پیچھے بیٹھا تھا جو آپ ﷺ پر پردہ کررہا تھا۔ میں نے اس آدمی کے بارے میں دریافت کیا کہ وہ کون تھا؟ انہوں نے کہا کہ وہ فضل بن عباس ؓ تھے۔ لوگ بڑی تعداد میں اکٹھے ہو گئے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''کوئی کسی کو قتل نہ کرے اور نہ کوئی کسی کو زخمی کرے اور تم لوگ جمرے کو کنکریاں مارو تو (سائز میں اس کنکری کے برابر ہو) جو بیچ کی دو انگلیوں میں رکھ کر ماری جاتی ہے (یعنی لوبیے اور چنے وغیرہ کے دانے کے برابر ہو)۔'' (السلسلۃ الصحیحہ 1715)(مسند احمد 16185، حسن: بروایت اُم سلیمان ؓ)

حضرت عبداللہ بن عمر ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے جو حج ادا فرمایا اس حج کے موقع پر قربانی کے دن جمرات☆ کے درمیان کھڑے ہوئے۔ اس وقت

☆ احادیث میں جمرہ یا جمرات کے الفاظ ہی آئے ہیں۔ حضرت ابراہیم علیہ اسلام نے ان مقامات پر شیطان کو کنکریاں مار کر رد کیا تھا اور رمی اس کی یادگار ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''یہ کون سا دن ہے؟''لوگوں نے کہا: قربانی کا دن ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا:''یہ کون سا شہر ہے؟''انھوں نے کہا: یہ اللہ کا حرمت والا شہر ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا:''یہ کون سا مہینہ ہے؟''انھوں نے کہا: یہ اللہ کا حرمت والا مہینہ ہے۔

آپ ﷺ نے فرمایا:

''یہ حجِ اکبر کا دن ہے اور تمھاری جانیں، تمھارے مال، تمھاری عزتیں ایک دوسرے کے لیے اس طرح قابلِ احترام ہیں جس طرح اس مہینے کے اس دن میں اس شہر کا احترام ہے۔''

پھر فرمایا:''کیا میں نے پہنچا دیا؟''لوگوں نے کہا: جی ہاں۔تب نبی ﷺ نے فرمایا:''اے اللہ! گواہ رہ۔''پھر لوگوں کو الوداع کہا۔صحابہ نے کہا: یہ حجۃ الوداع، یعنی الوداعی حج ہے۔

(سنن ابنِ ماجہ 3058)(سنن ابوداوٗد 1945)(صحیح بخاری 1742)

حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حجۃ الوداع کے موقع پر نبی ﷺ خطبہ دینے کے لیے ایک گندمی رنگ کے اونٹ پر کھڑے ہوئے، اس دن نبی ﷺ کے ردیف حضرت فضل بن عباس رضی اللہ عنہ تھے۔

اور فرمایا اے لوگو!

''علم حاصل کرو اس سے قبل کہ علم اٹھا لیا جائے، اور اس سے قبل کہ علم قبض کر لیا جائے''

ایک دیہاتی نے پوچھا کہ یا نبی اللہ! جب ہمارے درمیان قرآن کے نسخے موجود ہوں گے تو ہمارے درمیان سے علم کیسے اُٹھا لیا جائے گا؟ جبکہ ہم خود بھی اس کے احکامات کو سیکھ چکے ہیں اور اپنی بیویوں، بچوں اور خادموں کو بھی سکھا چکے ہیں، نبی ﷺ نے اپنا سر مبارک اٹھایا تو چہرۂ مبارک پر غصے کی وجہ سے سرخی چھا چکی تھی، فرمایا: تیری ماں تجھے روئے، ان یہودیوں اور عیسائیوں کے پاس بھی تو آسمانی کتابوں کے مصاحف موجود ہیں، لیکن اب وہ کسی ایک حرف سے بھی نہیں چمٹے ہوئے جو ان کے انبیاء لے کر آئے تھے، یاد رکھو! علم اٹھ جانے سے مراد یہ ہے کہ حاملین علم اٹھ جائیں گے، تین مرتبہ فرمایا۔

(مسند احمد 22646)

(بروایت حضرت بن لبید انصاری، سنن ابن ماجہ 4048: فوائد میں لکھا ہے کہ یہ حدیث صحیح ہے)

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ہم نے عرض کی: یا رسول اللہ! یہ کنکریاں جو ہم مارتے ہیں (یہ تو بہت زیادہ ہوتی ہیں لیکن جمرات کے پاس اُتنی مقدار میں کنکریاں موجود نہیں ہوتیں بلکہ) ہمارا خیال ہے کہ یہ کم ہوتی ہیں، یہ کہاں جاتی ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: جس کی کنکریاں قبول ہو جاتی ہیں وہ اٹھا لی جاتی ہیں اگر ایسا نہ ہوتا تو یہ کنکریاں پہاڑوں کے برابر ہو جاتیں۔ (مستدرک 1752)

سیدنا ابنِ عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''جب تو رمی جمار☆ کرے گا تو وہ تیرے لیے قیامت کے دن روشنی ہوگی۔''

(السلسلۃ الصحیحہ 1531)

سیدنا ابنِ عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''جب تم کنکریاں مارلو تو تمہارے لیے عورتوں کے علاوہ ہر چیز حلال ہو گئی۔''

(السلسلۃ الصحیحہ 1532) (سنن نسائی 3086) (سنن ابنِ ماجہ 3041)

☆ عام طور پر لوگ جمرات کو شیطان کہتے ہیں، یہ درست نہیں۔ یہاں کنکریاں مارنا حج کی عبادت کا ایک حصہ ہے اور عبادت کی جگہ کو شیطان کہنا اِنتہائی نامناسب ہے۔

(فوائد و مسائل حدیث نمبر 3028، سنن ابنِ ماجہ)

منیٰ میں 10 ذوالحجہ کا دِن اور خطبہ منیٰ

(10 ذوالحجہ 10 ہجری بروز ہفتہ)

اُم المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا، بیان کرتی ہیں، ہم نے عرض کیا، یارسول اللہ! کیا ہم (صحابہ رضی اللہ عنہم کی جماعت) آپ ﷺ کے سایہ کے لیے منیٰ میں کوئی کمرہ (سائبان/گھر) نہ بنادیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''نہیں، منیٰ پہلے پہنچ جانے والے کے لیے اونٹ بٹھانے کی جگہ ہے (منیٰ ٹھہرنے کا مقام ہے اور ہر اس شخص کے لیے ہے جو پہلے آ جائے)۔''☆

(سنن ابنِ ماجہ 3006, 3007) (سنن ابوداوٗد 2019) (سنن دارمی 1980)
(جامع ترمذی 881) (مستدرک 1714) (اسناد حسن) (مشکوۃ المصابیح 2625)

اُم الحصین رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے جنابِ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ حجۃ الوداع میں حج کیا اور میں نے دیکھا کہ جمرہ عقبیٰ کو کنکر مارنے کے بعد آپ ﷺ لوٹے

☆ یہ بات اپنے اندر بہت گہرائی رکھتی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے منیٰ وغیرہ میں سب کا ایک جیسا حق بتایا اور منیٰ کی کسی جگہ کو کسی کے لیے بھی اور خصوصاً اپنے لیے خاص نہ کیا۔ یہی اصول ہماری زندگی میں دوسرے معاملات اور مقامات کے حوالے سے بھی ہونا چاہیے (فوائد حدیث نمبر 1980 سنن دارمی)

تو آپ ﷺ اپنی اونٹنی پر سوار تھے اور آپ ﷺ کے ساتھ بلال رضی اللہ عنہ اور اُسامہ رضی اللہ عنہ تھے، حضرت بلال رضی اللہ عنہ ، آپ ﷺ کی سواری کی مہار پکڑ کر آگے آگے چل رہے تھے اور حضرت اُسامہ رضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ پر کپڑا تانا ہوا تھا تاکہ دھوپ سے سایہ ہو سکے۔ اس وقت آپ ﷺ احرام سے تھے۔ آپ ﷺ نے لوگوں سے خطاب فرمایا، اللہ کی حمد وثناء کی۔ وہ کہتی ہیں کہ آپ ﷺ نے بہت باتیں فرمائیں اور پھر میں نے سنا کہ آپ ﷺ فرماتے تھے:

''اگر تمہارے اوپر ایک غلام کنکٹا (یا کالا غلام) حاکم ہو اور تم کو اللہ کی کتاب کے مطابق حکم دے تو اس کا کہنا مانو اس کی بات سنو۔''

(سنن ابوداؤد 1834) (صحیح مسلم 3138, 4761,4758,3139)

(مسند اسحاق 888) (مستدرک 7381) (مسند احمد 27813,27812,16766,16763)

(سنن نسائی 3062) (صحیح ابن خزیمہ 2688) (مسند احمد 27801)

حضرت عبدالرحمٰن بن معاذ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم سے رسول اللہ ﷺ نے منیٰ میں خطاب فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے ہمارے کان کھول دیے اور ہم آپ ﷺ کا ہر فرمان بخوبی سن رہے تھے حالانکہ ہم اپنے اپنے پڑاؤ میں تھے۔ نبی ﷺ لوگوں کو مناسکِ حج کی تعلیم دے رہے تھے، جب رمی والی کنکریوں کی بات آئی تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ وہ خذف کی کنکریوں جیسی چھوٹی ہوں۔ (سنن نسائی 2999) (سنن ابوداود 1957)

ابوبکرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، نبی ﷺ نے قربانی کے دن ہمیں یہ خطاب فرمایا:

''زمانہ (سال) گھوم گھما کر اُسی صورت پر آ گیا ہے جیسے اُس دن تھا جس روز اللہ تعالیٰ نے زمین و آسمان تخلیق فرمائے تھے۔ سال بارہ ماہ کا

ہے، ان میں سے چار حرمت والے ہیں۔ تین، ذوالقعدہ، ذوالحجہ اور محرم تو متواتر ہیں اور ''رَجَبُ مُضَرَ'' جو کہ جمادی الثانیہ اور شعبان کے درمیان ہے''،

آپ ﷺ نے فرمایا: ''یہ کون سا مہینہ ہے؟'' ہم نے عرض کیا: اللہ اور اس کے رسول ﷺ بہتر جانتے ہیں، آپ ﷺ نے خاموشی اختیار کر لی حتیٰ کہ ہم نے خیال کیا آپ ﷺ اس کا کوئی اور نام رکھیں گے، پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ''کیا یہ ذوالحجہ نہیں؟'' ہم نے عرض کیا، جی ہاں! آپ ﷺ نے فرمایا: ''یہ کون سا شہر ہے؟'' ہم نے عرض کیا، اللہ اور اس کے رسول ﷺ بہتر جانتے ہیں، آپ ﷺ خاموش رہے حتیٰ کہ ہم نے خیال کیا کہ آپ ﷺ اس کا کوئی اور نام رکھیں گے، پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ''کیا یہ بلدہ (یعنی مکہ) نہیں؟'' ہم نے عرض کیا، جی ہاں، ایسے ہی ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: ''یہ کون سا دن ہے؟'' ہم نے عرض کیا، اللہ اور اس کے رسول ﷺ بہتر جانتے ہیں، آپ ﷺ خاموش رہے حتیٰ کہ ہم نے گمان کیا کہ آپ ﷺ اس کا کوئی اور نام رکھیں گے، پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ''کیا یہ قربانی کا دن نہیں؟'' ہم نے عرض کیا، جی ہاں، ایسے ہی ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: ''تمہارے خون، تمہارے اموال اور تمہاری عزتیں تم پر اس ماہ میں، اس شہر میں اور اس دن کی حرمت کی طرح تم پر حرام ہیں۔''

''تم عنقریب اپنے رب سے ملاقات کرنے والے ہو، وہ تمہارے

اعمال کے بارے میں تم سے سوال کرے گا''،

''سن لو! تم میرے بعد گمراہ نہ ہو جانا کہ ایک دوسرے کو قتل کرنے لگو''،
''میرے بعد کافر نہ ہو جانا کہ ایک دوسرے کی گردن مارنے لگ جاؤ۔''

آپ ﷺ نے تین مرتبہ دریافت فرمایا: ''سن لو! کیا میں نے تم تک (دین/حکم) پہنچا دیا؟''ہم نے عرض کی: جی ہاں،

آپ ﷺ نے فرمایا:''اے اللہ! گواہ رہنا،اے اللہ! گواہ رہنا،اے اللہ! گواہ رہنا''،

پھر فرمایا: ''جو یہاں موجود ہیں ان پر لازم ہے کہ وہ غیر موجود تک پہنچا دیں، بسا اوقات جس کو بات پہنچائی جاتی ہے وہ سننے والے سے زیادہ یاد رکھنے والا ہوتا ہے۔''

(صحیح مسلم4384,4383)(صحیح بخاری7078,4406,1741)(مشکوٰۃ المصابیح2659)(سنن ابوداؤد1947)
(صحیح ابنِ خزیمہ 2952)(سنن دارمی1957)(مسند احمد20657,20658,20678,20690)

تقریباً انہی الفاظ سے حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہ سے روایت بھی ہے، وہ کہتے ہیں کہ آپ ﷺ نے جس سال حج کیا تو قربانی کے دن جمرات کے درمیان کھڑے ہوئے آپ ﷺ نے یہ فرمایا تھا کہ یہ حجِ اکبر کا دن ہے۔

(مستدرک3276)(سنن ابنِ ماجہ 3058)،(سنن ابوداؤد1945)(صحیح بخاری1742,4403,6043)

حضرت عبداللہ بن عباس ؓ سے بھی یہی حدیث مروی ہے اور ان کے الفاظ ہیں کہ اس کلمہ کو آپ ﷺ نے کئی بار دہرایا ''بس (یقیناً) تمہارا خون، تمہارے مال اور تمہاری عزت ایک دوسرے پر اسی طرح حرام ہیں جیسے اس دن کی حرمت، اس شہر اور اس مہینہ کی حرمت ہے۔'' حضرت عبداللہ بن عباس ؓ کہتے ہیں کہ پھر آپ ﷺ نے آسمان کی طرف سر اٹھا کر کہا: ''اے اللہ! کیا میں نے (تیرا پیغام) پہنچا دیا؟ اے اللہ! کیا میں نے پہنچا دیا؟'' حضرت عبداللہ بن عباس ؓ کا مزید بیان ہے اور وہ کہتے ہیں کہ اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، آپ ﷺ کی یہ وصیت اپنی تمام امت کے لیے ہے کہ حاضر اور غائب پہنچا دیں۔ آپ ﷺ نے پھر فرمایا: ''دیکھو، میرے بعد ایک دوسرے کی گردن مار کر کافر نہ بن جانا۔''

(صحیح بخاری 7079,1739)

حضرت ابنِ عباس ؓ سے اور حضرت جابر ؓ سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے دسویں تاریخ کو منیٰ میں خطبہ دیا، آپ ﷺ نے پوچھا: ''لوگو! یہ کون سا دن ہے؟ لوگوں نے کہا حرمت والا دن۔ پھر پوچھا یہ کون سا شہر ہے؟ لوگوں نے عرض کیا حرمت والا شہر۔ پھر پوچھا یہ مہینہ کون سا ہے؟ لوگوں نے عرض کیا حرمت والا مہینہ۔ فرمایا، یاد رکھو! تمہارا مال و دولت، تمہاری جان اور تمہاری عزت ایک دوسرے کے لیے اسی طرح قابلِ احترام ہے جیسے اس دن کی حرمت، اس حرمت والے شہر اور اس حرمت والے مہینے میں ہے۔ اس بات کو نبی ﷺ نے کئی مرتبہ دُہرایا، پھر اپنا سر مبارک آسمان کی طرف بلند کر کے کئی مرتبہ فرمایا کہ اے اللہ! کیا میں نے پہنچا دیا؟''

حضرت ابنِ عباسؓ کا بیان ہے کہ بخدا! یہ ایک مضبوطی تھی پروردگار کی طرف (ابنِ عباسؓ کا بیان صحیح بخاری میں اِس طرح ہے کہ مجھے اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! یقیناً امت کے لیے آپ ﷺ کی یہ وصیت ہے۔)

پھر نبی ﷺ نے فرمایا:

''یادرکھو! جو موجود ہے، وہ غائب تک یہ پیغام پہنچادے، میرے بعد کافر نہ ہوجانا کہ ایک دوسرے کی گردنیں مارنے لگو۔''

(صحیح بخاری 7079,1739)(مسند احمد 2036)

حضرت ابنِ عمرؓ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے حجۃ الوادع کے موقع پر ارشاد فرمایا کہ میرے بعد کافر نہ ہوجانا کہ ایک دوسرے کی گردن مارنے لگو۔

(سنن ابنِ ماجہ 3943)(مسند احمد 14418,5810,5809,5604,5578)
(صحیح مسلم 225,226)(سنن ابوداؤد 4686)(صحیح بخاری 7077,6868,6166)

یہ روایت بھی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

''سنو! مجرم کے جرم کی ذمہ داری صرف اسی پر ہے۔ باپ کے جرم کی ذمہ داری اس کے بیٹے پر نہیں اور بیٹے کے جرم کی ذمہ داری اس کے باپ پر نہیں۔''

(سنن ابنِ ماجہ 3055)(جامع ترمذی 3087)(سنن نسائی 4132,4131)

نبی ﷺ نے دس ذوالحجہ کو اپنی سرخ اونٹنی پر سوار ہوکر خطبہ دیتے ہوئے ارشاد

فرمایا: یہ قربانی کا دن ہے اور یہ حجِ اکبر کا دن ہے۔

(مسند احمد 15981)

حضرت جریر بن عبداللہ ؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے حجۃ الوداع کے موقع پر ان سے فرمایا: لوگوں کو خاموش کراؤ۔ اس کے بعد آپ ﷺ نے فرمایا: اے لوگو! میرے بعد ایک دوسرے کی گردنیں مار کر کافر نہ بن جانا۔

(صحیح مسلم 223)(سنن ابنِ ماجہ 3942)(صحیح بخاری 6869,4405,121)(سنن نسائی 4137.4136)

حضرت ہرماس ؓ سے مروی ہے کہ میں نے 10 ذوالحجہ کے دن میدانِ منیٰ میں نبی ﷺ کو عضباء نامی اونٹنی پر خطبہ دیتے ہوئے دیکھا، اس وقت میرے والد نے مجھے اپنے پیچھے بٹھا رکھا تھا اور میں چھوٹا بچہ تھا۔ (مسند احمد 20334,16064)

حضرت جبیر بن مطعم ؓ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ منیٰ میں مقامِ خیف پر کھڑے ہوئے اور فرمایا:

''اللہ تعالیٰ اس شخص کو تروتازہ رکھے (خوش وخرم رکھے) جو میری بات سنے اسے دوسروں تک پہنچادے۔ بعض لوگوں کے پاس فقہ کی بات ہوتی ہے اور وہ خود فقیہ نہیں ہوتے۔ بعض لوگ فقہ کی بات اپنے سے زیادہ فقیہ تک پہنچادیتے ہیں۔''

(جامع ترمذی 2657: بروایت عبداللہ بن مسعود)(سنن ابنِ ماجہ 3056: اسناد حسن)(مستدرک 295)
(مشکوۃ المصابیح 228: بہ روایت ابنِ مسعودؓ)(مسند احمد 4157 بروایت ابنِ مسعودؓ: حسن صحیح، 13383 بروایت حضرت انسؓ: صحیح)

حضرت عَمرو بن خارجہ ؓ سے مروی ہے کہ منیٰ کے میدان میں نبی ﷺ نے اپنی

اُونٹنی پر جو جگالی کر رہی تھی اور اس کا لعاب میرے دونوں کندھوں کے درمیان بہہ رہا تھا، خطبہ دیتے ہوئے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ نے ہر انسان کا وراثت میں حصہ متعیّن کر دیا ہے، لہٰذا کسی وارث کے حق میں وصیت جائز نہیں ہے، بچہ صاحب فراش کا ہوتا ہے اور زانی کے لئے پتھر ہوتے ہیں، یاد رکھو! اس شخص پر اللہ اور اس کے فرشتوں کی اور تمام لوگوں کی لعنت ہو جو اپنے باپ کے علاوہ کسی اور کی طرف اپنی نسبت کرے یا جو اپنے آقا کو چھوڑ کر کسی اور سے موالات کرے، اس کا کوئی فرض یا نفل قبول نہیں ہوں گے۔

(مسند احمد 18250,17816,17815)(سنن ابن ماجہ 2712)(جامع ترمذی 2121)

ایک صحابی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ نبی ﷺ اپنی سرخ رنگ کی اونٹنی پر ہمارے درمیان کھڑے ہوئے اور فرمایا:

کیا تم جانتے ہو کہ آج کونسا دن ہے؟ ہم نے عرض کی یوم النحر، فرمایا: تم نے سچ کہا، یہ حجِ اکبر کا دن ہے، کیا تم جانتے ہو کہ یہ کون سا مہینہ ہے؟ ہم نے عرض کی ذوالحجہ، فرمایا: تم نے سچ کہا، یہ شہر اصم ہے، کیا تم جانتے ہو یہ کونسا شہر ہے؟ ہم نے عرض کی، مشعر حرام، فرمایا: تم نے سچ کہا،

تمہاری جان اور تمہارے مال تمہارے لیے اسی طرح حرمت والے ہیں جیسے اس شہر میں اس مہینے کے آج کے دن کی حرمت ہے،

یاد رکھو! حوضِ کوثر پر میں تمہارا انتظار کروں گا، اور تمہیں دیکھوں گا اور

تمہارے ذریعے دوسری امتوں پر اپنی کثرت ظاہر کروں گا، لہٰذا میرے چہرے کو سیاہ نہ کرنا، تم نے مجھے دیکھا ہے میری باتیں سنی ہیں، اور تم سے میرے متعلّق پوچھا جائے گا، جو شخص میری طرف جھوٹی بات کی نسبت کرے گا، اسے چاہیے کہ جہنّم میں اپنا ٹھکانا بنالے،

یادرکھو! میں کچھ لوگوں کو چھڑالوں گا اور بہت سے لوگ مجھ سے چھڑا لیے جائیں گے، عرض کروں گا کہ پروردگار یہ میرے ساتھی ہیں، تو مجھ سے کہا جائے گا آپ نہیں جانتے انہوں نے آپ کے بعد کیا کیا چیزیں ایجاد کر لی تھیں۔ (مسند احمد 23893) (صحیح مسلم 5966-5975)

حضرت علی ؓ بیان کرتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مت جھوٹ باندھو میرے اوپر۔ جو کوئی میرے اوپر جھوٹ باندھے گا وہ جہنّم میں جائے گا۔''
(صحیح مسلم 2) (صحیح بخاری 106) (جامع ترمذی 2660) (سنن ابن ماجہ 31)

عبداللہ بن عَمرو بن عاص ؓ سے روایت ہے کہ حجۃ الوداع کے موقع پر رسول اللہ ﷺ نے دسویں ذوالحجہ کو خطبہ دیا اور آپ ﷺ اونٹنی پر بیٹھے ہوئے تھے اور رسول اللہ ﷺ نے لوگوں کی خاطر منیٰ میں وقوف فرمایا (مسند احمد کی احادیث نمبر 7032,6489 میں ہے کہ میں نے میدان منیٰ میں نبی ﷺ کو سواری پر کھڑے ہوئے دیکھا)، لوگ آپ ﷺ کے پاس آتے اور مسائل دریافت کرتے، آپ ﷺ کے سامنے ایک آدمی کھڑا ہوا اور کہنے لگا: میرا گمان تو یہ تھا کہ فلاں کام فلاں کام سے پہلے ہے۔ پھر ایک

دوسرا کھڑا ہوا اور کہنے لگا: میرا خیال بھی یہ تھا کہ فلاں کام، فلاں سے پہلے ہے۔ایک آدمی آپ ﷺ کے پاس آیا تو اس نے عرض کیا: میں نے لاعلمی میں قربانی سے پہلے سر منڈا لیا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''قربانی کرلو، کوئی حرج نہیں۔'' پھر ایک اور آدمی آیا تو اس نے عرض کیا: میں نے کنکریاں مارنے سے پہلے لاعلمی میں قربانی کر لی ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اب کنکریاں مارلو، کوئی حرج نہیں۔''

(سنن دارمی 1949) (صحیح بخاری 1738,1737,1736,83) (مسند شافعی 1014) (موطاء 935)
(سنن ابوداؤد 2014) (مسند احمد 7032,6957,6887,6800,6489,6484)
(صحیح مسلم 3156-3160) (مشکوۃ المصابیح 2655)

حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انھوں نے کہا: نبی ﷺ سے ایسے شخص کے متعلّق دریافت کیا گیا جو قربانی دینے سے پہلے سر منڈا لے یا اس قسم کا کوئی فعل کر لے تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''کوئی حرج نہیں، کوئی حرج نہیں۔''

(صحیح بخاری 1721) (مسند احمد 1857,2731)

حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ اس دوران میں کہ نبی ﷺ قربانی والے دن خطبہ ارشاد فرما رہے تھے تو ایک شخص آپ ﷺ کے سامنے کھڑے ہو کر کہنے لگا: یارسول اللہ! مجھے معلوم نہ تھا کہ فلاں فلاں کام فلاں فلاں کام سے پہلے ہیں۔پھر ایک اور شخص کہنے لگا: یارسول اللہ! مجھے علم نہ تھا ان تین کاموں (رمی، سر منڈوانا اور قربانی کرنا) میں فلاں کام پہلے اور فلاں بعد میں۔آپ ﷺ نے فرمایا: ''جو رہ گیا ہے اسے کرلو اور کوئی حرج نہیں ہے۔'' یہ روایت جناب عیسیٰ رضی اللہ عنہ کی ہے اور ابنِ معمر رضی اللہ عنہ کی روایت میں اضافہ ہے: اس دن آپ ﷺ سے جس چیز کے بارے میں

پوچھا گیا (کہ یہ عمل اس ترتیب سے ہو گیا ہے) تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''کوئی حرج نہیں اب کرلو (جو رہ گیا ہے)۔'' (صحیح ابن خزیمہ 2951)

نبی ﷺ سے جس چیز کی بھی تقدیم و تاخیر کے بارے میں سوال کیا گیا تو آپ ﷺ نے یہی فرمایا: ''اب کرلو، کوئی حرج نہیں۔''

(سنن دارمی 1949,1948,1921) (صحیح مسلم 3164-3163,3156) (سنن ابوداؤد 2014)

(مسند شافعی 1014) (صحیح بخاری 1738,1737,1736,1735,1734)، (سنن ابن ماجہ 3052)

(مسند احمد 2833,1858) (مسند اسحاق 343) (موطا 935) (صحیح ابن خزیمہ 2951)

روایات میں ہے: ایک آدمی آپ ﷺ کے پاس آیا تو اس نے عرض کیا، میں نے کنکریاں مارنے سے پہلے سر مونڈ لیا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اب کنکریاں مارلو، کوئی حرج نہیں۔'' پھر ایک اور آدمی آیا، اس نے عرض کیا، میں نے کنکریاں مارنے سے پہلے طوافِ افاضہ کر لیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اب کنکریاں مارلو، کوئی حرج نہیں۔'' ایک شخص نے آ کر عرض کیا، میں نے ذبح کرنے سے پہلے سر منڈا لیا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اب قربانی کرلو، کوئی حرج نہیں۔'' کسی نے عرض کیا: میں نے شام ہونے پر☆ رمی کی ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''کوئی حرج نہیں۔'' کسی نے پوچھا کہ میں نے سر منڈانے سے پہلے ذبح کر لیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''کوئی حرج نہیں۔'' ایک آدمی آیا، اس نے عرض کیا: یا رسول اللہ! میں نے رمی سے پہلے جانور کی قربانی دے دی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اب رمی کرلو کوئی حرج نہیں۔'' اس طرح الفاظ بھی ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: اب کرلو کوئی حرج نہیں، اب کرلو ان سب میں کوئی حرج

☆ اس سے محسوس ہوتا ہے کہ اسی طرح کے سوالات شام تک ہوتے رہے۔ (واللہ اعلم)

نہیں۔ ☆

(مشکوٰۃ المصابیح 2656) (صحیح مسلم 3161-3163) (صحیح بخاری 1735,1723,83) (سنن نسائی 3069)
(مسند اسحاق 344) (سنن ابن ماجہ 3052,3050) (جامع ترمذی 916) (سنن ابوداؤد 1983) (صحیح ابن خزیمہ 2950,2949)
(موطا 935) (مسند احمد: مسند عبداللہ بن عباس 2833,1857) (سنن دارمی 1921, 1948, 1949)

☆ باب نمبر 125 ''سر منڈانے سے پہلے قربانی کرنا۔''

(صحیح بخاری، حدیث نمبر 1721, 1722, 1723)

باب نمبر 130 ''جو شخص بھول کر یا جہالت کے باعث شام کے بعد رمی کرے یا قربانی سے پہلے سر منڈالے۔'' (صحیح بخاری، حدیث نمبر 1734, 1735)

اگرچہ باب باندھا گیا ''بھول کر یا جہالت کے باعث۔'' لیکن حدیث نمبر 1734 اور 1735 میں کہیں بھی بھولنے یا جہالت کے الفاظ نہیں ہیں جب کہ احادیث نمبر 1736, 1737, 1738 جن میں لاعلمی اور گمان (خیال) کا بیان ہے، کے باب کا عنوان ہے ''جمرے کے پاس سواری پر سوار ہو کر مسائل بیان کرنا۔''

باب 76۔ اس کے بیان میں جو جانور ذبح کرنے سے پہلے سر منڈالے یا کنکریاں مارنے سے پہلے جانور ذبح کرلے۔ (جامع ترمذی 916)

باب نمبر 74۔ (دس ذوالحجہ کو) حج کے اعمال میں تقدیم و تاخیر۔ (سنن ابن ماجہ 3049-3052)

باب نمبر 87۔ جو شخص (دسویں تاریخ کے) اعمالِ حج میں تقدیم و تاخیر کردے۔ (سنن ابوداؤد 2014, 2015)

باب نمبر 224۔ شام کے بعد رمی کرنا۔ (حدیث نمبر 3069، سنن نسائی)

باب: رمی سے پہلے ذبح جائز ہے۔ (صحیح مسلم حدیث نمبر 3156-3164)

باب نمبر 65۔ اس شخص کے متعلّق جو اپنے حج میں کسی چیز کو کسی چیز سے پہلے کرلے۔ (سنن دارمی 1948-1949)

باب: جانور ذبح کرنے سے پہلے سر منڈوانے اور رمی سے پہلے قربانی کرنے کا بیان.

(حدیث نمبر 1014 مسند شافعی)

باب نمبر 347: جو شخص لاعلمی میں حج کے مناسک آگے پیچھے کرلے اس بارے میں حدیث مختصر ذکر کی گئی ہے تفصیلی نہیں اور اس حدیث میں دلیل بھی ہے کہ حج کے اعمال آگے پیچھے کرنے والے پر کوئی فدیہ نہیں۔

(صحیح ابن خزیمہ: حدیث نمبر 2950,2949)

حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے نبی ﷺ سے عرض کیا کہ میں نے رمی سے پہلے زیارت کر لی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''کوئی حرج نہیں۔'' پھر اس نے عرض کیا کہ میں نے ذبح سے پہلے سر منڈا لیا ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: ''کوئی حرج نہیں۔'' پھر اس نے عرض کیا کہ میں نے رمی سے پہلے ذبح کر لیا، آپ ﷺ نے فرمایا ''کوئی حرج نہیں ہے۔'' (صحیح بخاری 1722)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ سے جس شخص کے بارے میں سوال کیا گیا کہ اس نے ایک کام سے پہلے دوسرا کام کر لیا (تو اس کے جواب میں) رسول اللہ ﷺ نے دونوں ہاتھوں سے اِشارہ کر کے یہی فرمایا: ''کوئی حرج نہیں۔'' (سنن ابن ماجہ 3049، 3051) (مسند احمد 1858، 2648، 2833) (صحیح بخاری 84)

حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ سے قربانی، رمی اور حلق کی ترتیب میں کوئی تبدیلی ہو جائے تو اس کا حکم پوچھا، نبی ﷺ نے فرمایا: ''کوئی حرج نہیں۔''
(مسند احمد 2338، 2421) (صحیح بخاری 1734) (صحیح مسلم 3164)

اسامہ بن شریک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، میں حج کرنے کے لیے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ روانہ ہوا، لوگ آپ ﷺ کے پاس آتے اور مسائل دریافت کرتے تھے، کسی نے کہا: یا رسول اللہ! میں نے طواف کرنے سے پہلے سعی کر لی، یا میں نے ایک چیز کو مؤخر کر لیا یا میں نے کوئی چیز مقدم کر لی، آپ ﷺ فرماتے تھے: ''کوئی حرج نہیں، کوئی حرج نہیں مگر اس شخص کے سوا جس نے کسی مسلمان کی عزت کو خراب کیا (جس نے اپنے مسلمان بھائی کی غیبت کی)، ایسا شخص ظالم ہے اور ایسا شخص ہی حرج، گناہ اور

ہلاکت کا شکار ہوا۔'' (سنن ابوداؤد 2015) (صحیح ابن خزیمہ 2955,2774)

حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، ایک آدمی آپ ﷺ کے پاس آیا تو اس نے عرض کیا: ''یا رسول اللہ! میں نے سر منڈانے سے پہلے طوافِ افاضہ کر لیا ہے؟'' آپ ﷺ نے فرمایا: ''اب سر منڈا لو یا بال کتروا لو، کوئی حرج نہیں۔'' پھر ایک دوسرا آدمی آیا تو اس نے عرض کیا، میں نے کنکریاں مارنے سے پہلے قربانی کر لی؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اب کنکریاں مار لو، کوئی حرج نہیں۔'' (جامع ترمذی 885: وقال: حسن صحیح)

عَمرو بن احوص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ حجۃ الوداع میں حاضر ہوئے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ پھر حمد کی آپ ﷺ نے اللہ کی اور ثنا کی اس پر یعنی خطبے میں اور نصیحت کی اور وعظ فرمایا۔ پھر فرمایا: کون سا دن ہے جس کی حرمت بیان کرتا ہوں، جس کی حرمت بیان کرتا ہوں، جس کی حرمت بیان کرتا ہوں۔ لوگوں نے عرض کی کہ حجِ اکبر کا دن ہے، یا رسول اللہ۔ فرمایا: بے شک خون اور مال اور عزتیں تمہاری تم پر حرام ہیں جیسی حرمت آج کے دن کی ہے تمہارے اس شہر میں تمہارے اس مہینے میں۔ آگاہ ہو کہ کوئی قصور نہیں کرتا مگر اس کا وبال اور سزا اس کی جان پر ہے اور نہیں قصور کرتا کوئی باپ کہ سزا اس کی اس کے بیٹے پر ہو اور نہیں قصور کرتا کوئی بیٹا کہ سزا اس کی باپ پر ہو۔ آگاہ رہو کہ مسلمان، مسلمان کا بھائی ہے پھر کسی مسلمان کو اس کے بھائی کی کوئی چیز نہیں حلال ہے مگر جو چیز کہ حلال کی اس نے۔ اپنی جان سے آگاہ رہو کہ جاہلیت کا سب سود باطل ہے۔ تمہارے لیے حلال ہے فقط مال تمہارا۔ نہ تم ظلم کرو نہ تم پر کوئی ظلم کرے۔ اور عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کا سب سود معاف ہے، یعنی اس کی اصل بھی

معاف ہے۔ آگاہ رہو کہ جاہلیت کا ہر خون باطل ہے یعنی اس کا قصاص نہ لیا جائے گا اور پہلا خون جس کو ہم چھوڑ دیتے ہیں اس کا قصاص نہیں طلب کرتے حارث بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کا خون ہے جو کہ دودھ پیتے تھے بنی اللّیث کے قبیلہ میں اوران کو ہذیل نے قتل کر دیا۔ آگاہ رہو کہ عورتوں کے ساتھ نیک سلوک کرو اس لیے کہ وہ قیدی ہیں تمہارے پاس۔تم ان کے مالک نہیں ہو سوا اس کے مگر یہ کہ وہ کریں کھلی ہوئی بے حیائی۔ پھر اگر وہ نافرمانی کریں تمہاری تو الگ رکھو ان کو بستر سے اور مارو ان کو ایسا کہ ہڈی پسلی نہ ٹوٹے پھر اگر وہ تمہارے کہے پر آجائیں تو الزام نہ رکھو ان پر۔ آگاہ رہو کہ تمہارا حق ہے تمہاری عورتوں پر یہ ہے کہ نہ آنے دیں تمہارے بچھونوں پر ان لوگوں کو جن کو تم برا جانتے ہو اور اجازت نہ دیں اپنے گھروں میں ان لوگوں کو جن کو تم برا جانتے ہو۔ آگاہ رہو کہ ان کا حق تم پر ان کے کپڑے اور کھانے میں احسان کرنا ہے۔

یہ الفاظ بھی ہیں کہ سنو! شیطان اس بات سے مایوس ہو چکا ہے کہ تمہارے اس شہر میں کبھی اس کی پوجا کی جائے لیکن بعض ایسے کاموں میں اُس کی اطاعت ہوتی رہے گی، جنہیں تم معمولی سمجھتے ہو اور وہ اس پر راضی ہوگا۔

(جامع ترمذی 3087)(سنن ابنِ ماجہ 3055 اسناد حسن)(سنن ابوداؤد 3334)(مسند احمد 16161,15592)

حضرت جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا: ''لوگوں کو چپ کراو۔'' پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''(اے لوگو) تمہیں مسلمان دیکھنے کے بعد میں تمہیں اس حال میں نہ پاؤں کہ تم میرے بعد کافر بن جاؤ اور ایک دوسرے کی گردنیں کاٹنے لگو۔'' (سنن نسائی 4137)

حضرت ابوقتیلہ ﷜ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ حجۃ الوداع کے موقع پر لوگوں میں کھڑے ہوئے اور فرمایا: نہ میرے بعد کوئی نبی آئے گا اور نہ میری امت کے بعد کوئی امت آئے گی، سو اپنے رب کی عبادت کرو، پانچ نمازیں قائم کرو، زکوٰۃ ادا کرو، ماہ (رمضان) کے روزے رکھو اور اپنے معاملات کے مسئولوں (یعنی امیروں) کی اطاعت کرو، تم اپنے رب کی جنت میں داخل ہو جاؤ گے۔

(السلسلۃ الصحیحہ 776)

حضرت حارث بن عَمرو سہمی ﷜ بیان کرتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا جب کہ آپ ﷺ منیٰ یا عرفات میں تھے۔ لوگوں نے آپ ﷺ کو گھیر رکھا تھا۔ بدوی لوگ آپ ﷺ کے پاس آتے تھے، جب آپ ﷺ کا چہرۂ انور دیکھتے تو کہتے: ''یہ تو مبارک چہرہ ہے۔''، ''هٰذَا وَجْهٌ مُبَارَكٌ''

(سنن ابوداؤد 1742: حسن)

سیدنا عَمرو بن احوص ﷜ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو حجۃ الوداع کے موقع پر فرماتے سنا: خبردار! ہر مجرم صرف اپنے حق میں قصاص دے گا، والد اپنے بیٹے کے حق میں قصاص نہیں دے سکتا نہ بیٹا والد کے حق میں (یعنی دونوں اپنے جرائم کے خود ذمے دار ہوں گے۔)

(السلسلۃ الصحیحہ 1605)

سیدنا ابوامامہ باہلی ﷜ فرماتے ہیں: میں حجۃ الوادع کے موقع پر رسول اللہ ﷺ کی سواری کے نیچے کھڑا تھا، آپ ﷺ نے بہت اچھی باتیں ارشاد فرمائیں۔ ان میں سے

ایک بات یہ بھی تھی: جو اہلِ کتاب (یہودی یا نصرانی) مسلمان ہوگا، اسے دو اجر ملیں گیں، نیز اسے وہی حقوق دیے جائیں گے جو ہمارے ہیں اور اس پر وہی ذمہ داریاں عائد ہوں گی جو ہم پر ہوتی ہیں اور جو مشرک مسلمان ہوگا، اسے ایک اجر ملے گا☆، اور اسے بھی وہی حقوق نصیب ہوں گے، جو ہمیں ہوتے ہیں اور اسے وہی ذمہ داریاں چکانا ہوگی، جو ہم چکاتے ہیں۔

(السلسلۃ الصحیحۃ 1102)

☆ اہلِ کتاب کے حوالے سے دو اَجر شائد اس لیے کہ اپنی نبی علیہ السلام کو بھی ماننے کا اَجر اور نبی آخرالزماں ﷺ کو ماننے کا بھی اَجر۔ (واللہ اعلم)

قربانی

(10 ذوالحجہ 10 ہجری بروز ہفتہ)

عبداللہ بن قرط رضی اللہ عنہ نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ کے نزدیک سب سے عظیم دن قربانی کا دن ہے پھر (منیٰ میں) قرار پکڑنے (گیارہ ذوالحجہ) کا دن ہے۔''

(مسند احمد 19285) (سنن ابوداؤد 1765) (صحیح ابنِ خزیمہ 2917,2866) (مستدرک 7522) (مشکوۃ المصابیح 2643)

منیٰ میں پھر آپ ﷺ قربان گاہ تشریف لائے، آپ ﷺ نے تریسٹھ اونٹ اپنے دستِ مبارک سے نحر کیے، ☆ پھر آپ ﷺ نے یہ فریضہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو سونپ دیا تو باقی اونٹ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے نحر کیے اور آپ ﷺ نے انہیں بھی اپنی قربانی میں شریک کیا۔ پھر آپ ﷺ نے حکم فرمایا اور ہر اونٹ سے ایک ایک ٹکڑا کاٹ کر ہنڈیا میں ڈال کر پکایا گیا، آپ دونوں (رسول اللہ ﷺ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ) نے اس گوشت میں سے کچھ کھایا اور اس

☆ سنت یہی ہے کہ 10 ذُوالحجہ کے دن کنکریاں مارنے کے بعد منیٰ میں آ کر اپنے ہاتھ سے قربانی کی جائے۔

کا شور بہ پیا۔

(سورۃ الحج، آیت 36)(صحیح مسلم 2950)(سنن ابوداؤد 1905)(مستدرک 4382)(سنن ابن ماجہ 3074)

(مشکوٰۃ المصابیح 2555)(سنن دارمی 1892)(صحیح ابن خزیمہ 2924,2892)(مسند احمد 14603,14493)

نبی کریم ﷺ نے اپنے حج کے موقع پر اپنی ازواجِ مطہرات کی طرف سے ایک گائے ذبح کی۔مستدرک میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ نبی ﷺ کی جتنی ازواج نے حجۃ الوداع میں عمرہ کیا تھا، ان سب کی جانب سے آپ ﷺ نے ایک گائے ذبح کی۔

(صحیح مسلم 2925)(صحیح بخاری 1709)، مشکوٰۃ المصابیح 2630)

(مستدرک 1717)(صحیح ابن خزیمہ 2903)(مسند احمد 26875,24610)

اُم المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ ہمارے پاس قربانی کے دن گوشت لایا گیا تو میں نے پوچھا کہ یہ کیا ہے تو جواب مِلا کہ نبی ﷺ نے اپنی بیویوں کی طرف سے قربانی کی☆ ہے۔

(صحیح بخاری 1720,1709)(صحیح مسلم 2926,2925)(مسند شافعی 799)(موطاء 874)

(سنن دارمی 1945)(صحیح ابن خزیمہ 2904)(سنن ابن ماجہ 2981)(مسند احمد 26875)

اُم المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حجۃ الوداع میں آلِ محمد کی طرف سے ایک گائے ذبح کی۔(سنن ابوداؤد 1750)(سنن ابن ماجہ 3135)

☆ ان احادیث میں ''نَحَرَ''، ''بَقَرَ'' اور ''ذَبَحَ'' کے الفاظ ہیں، ''بَقَرَۃَ'' کے نہیں۔اور اگر سنن ابن ماجہ 3000 اور صحیح بخاری 1786 کے الفاظ کہ حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ میں نے تنعیم سے عمرہ کیا اور اِس طرح اللہ نے حج اور عمرہ دونوں پورے کر دیے اور اس میں نہ قربانی تھی نہ صدقہ اور نہ روزے، تو یہ محسوس ہوتا ہے کہ نبی نے اپنی باقی 8/ازواج کی طرف سے ایک سے زائد گائے کی قربانی دی۔(واللہ اعلم)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''میں نے (منیٰ میں) اس جگہ یعنی (قربانی کرنے کی جگہ) قربانی ذبح (نحر) کی ہے جبکہ منیٰ سارے کا سارا قربان گاہ ہے، پس تم اپنے پڑاؤ (اُترنے کی جگہ) پر قربانیاں کرواور مکہ کے تمام راستے، راستے اور قربان گاہ ہیں۔''

(صحیح مسلم 2952) (سنن ابوداؤد 1937,1936,1907) (سنن دارمی 1921)
(مستدرک 1691) (مسند احمد 14493) (سنن ابن ماجہ 3048) (موطاء 873)

حضرت علی بن ابوطالب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے ان کو حکم دیا کہ وہ آپ ﷺ کی قربانی کے اونٹوں پر کھڑے ہوں اور حکم دیا کہ سارا گوشت اور جھولیں (کھالیں) مسکینوں کو خیرات کر دیں اور قصاب کی مزدوری ان میں سے کچھ نہ دیں۔ ☆

(سورۃ الحج، آیت 36) (صحیح بخاری 1707,1716-1718) (صحیح مسلم 3180-3183) (سنن دارمی 1983)
(صحیح ابنِ خزیمہ 2919,2920) (مسند احمد 593) (سنن ابوداؤد 1769) (سنن ابنِ ماجہ 3099)

☆ قصابوں کو مزدوری الگ سے دی گئی (حدیث نمبر 1769 سنن ابوداؤد) گوشت اور کھالوں میں سے مزدوری نہ دی گئی بلکہ گوشت اور کھالیں خیرات کر دی گئیں۔

سنت یہی ہے کہ 10 ذُوالحجہ کے دن کنکریاں مارنے کے بعد منیٰ میں آیا جائے، قربانی کی جائے، قربانی کے گوشت میں سے کچھ کھایا جائے، حلق کروایا جائے، احرام کھولا جائے، احرام کھولنے پر طواف زیارت سے پہلے خوشبو لگائی جائے اور پھر 10 ذوالحجہ کے روز ہی طوافِ زیارۃ کیا جائے۔

حضرت علی ﷜ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میں آپ ﷺ کے قربانی کے اُونٹوں کی نگرانی کروں اوران کی لگاموں، چمڑوں اور پالانوں کو صدقہ کردوں اور قصابوں کو ان میں سے کچھ نہ دوں، فرمایا: ''ہم انھیں اپنے پاس سے دیں گے۔''

(صحیح مسلم 3180)(سنن ابوداؤد 1769)،(مشکوۃ المصابیح 2638)(سنن ابن ماجہ 3099)

قربانی سے متعلّق چند روایات (عیدِ قربان اور حج اور عمرہ کے حوالے سے):

حضرت انس بن مالک ﷜ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ دو خوبصورت چتکبرے سینگوں والے مینڈھے ذبح کرتے تھے اور **بسم اللّٰہ اللّٰہ اکبر** پڑھتے تھے۔ میں نے آپ ﷺ کو اپنے دست مبارک سے ذبح کرتے ہوئے دیکھا، آپ ﷺ نے اپنا قدم اسکے پہلو پر رکھا ہوا تھا۔

(صحیح ابن خزیمہ 2895)(سنن ابن ماجہ 3120)(صحیح بخاری 5558)(سنن ابوداؤد 2794)(جامع ترمذی 1494)

حضرت جابر بن عبداللہ ﷜ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے عیدِ قربان کے دن دو مینڈھے ذبح کیے، پھر جب انھیں قبلہ رخ لٹایا تو یہ آیات پڑھی:

﴿اِنِّیْ وَجَّهْتُ وَجْهِیَ لِلَّذِیْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ حَنِیْفًا وَّ مَاۤ اَنَا مِنَ الْمُشْرِكِیْنَ﴾ (انعام:79)

''بے شک میں اپنا چہرہ اس ذات کی طرف مرکوز کرتا ہوں جس نے آسمان اور زمین کو پیدا کیا، میں اسی (اللہ رب العالمین) کا پرستار ہوں اور میں مشرکوں میں سے نہیں ہوں۔''

﴿اِنَّ صَلَاتِیْ وَ نُسُکِیْ وَ مَحْیَایَ وَ مَمَاتِیْ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَo لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَ بِذٰلِکَ اُمِرْتُ وَ اَنَا اَوَّلُ الْمُسْلِمِیْنَ﴾

(انعام:162-163)

”بے شک میری نماز، میری قربانی، میری زندگی اور میری موت (سب کچھ) اللہ رب العالمین کے لیے ہے، اس کا کوئی شریک نہیں اور مجھے اسی بات (یعنی توحید) کا حکم دیا گیا ہے اور میں سب سے پہلا مسلمان ہوں“

”بِسْمِ اللّٰہِ اَللّٰہُ اَکْبَرُ“، ”اللہ کے نام سے۔اللہ سب سے بڑا ہے۔“

اے اللہ تیرے ہی دیئے ہوئے (رزق سے) قربانی کر رہا ہوں اور تیری ہی خوشنودی کے حصول کے لیے کر رہا ہوں اسے محمد اور محمد کی امت کی طرف سے قبول فرما۔

(صحیح ابن خزیمہ 2899)(سنن ابوداؤد 2795)(سنن ابن ماجہ 3121)(جامع ترمذی 1521)(مستدرک 1716)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کی معیت میں حج وعمرہ میں ایک اونٹ اور گائے میں سات افراد نے شرکت کی۔ جناب عبدالرحمٰن کی روایت میں یہ اضافہ ہے: اس دن ہم نے ستر اونٹ نحر کیے۔ پھر دونوں راویوں کی روایت میں ہے: ایک شخص نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے عرض کیا: کیا اونٹ کی طرح گائے میں بھی سات آدمی شریک ہو سکتے ہیں؟ تو انہوں نے فرمایا: گائے بھی بدنۃ (قربانی کے جانوروں میں) شامل ہے۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے اس واقعہ کو صلح حدیبیہ کے متعلّق بیان

کیا ہے۔ جناب عبدالرحمٰن کی روایت میں ہے: اس دن سات آدمیوں کی طرف سے ایک اونٹ نحر کیا، جناب ابنِ معمر کی روایت کے الفاظ ہیں: ہم سات افراد نے ایک اونٹ میں شرکت کی اور اس دن ہم نے ستر اونٹ نحر کیے۔ مستدرک کی روایت میں ہے کہ ستر اونٹ قربان کیے، ایک اونٹ دس آدمیوں کی طرف سے۔

(صحیح ابنِ خزیمہ 2900)(موطاء 1057)(مشکوٰۃ المصابیح 2636)(مستدرک 7558)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے عہد مبارک میں حج تمتّع کرتے تھے۔ جناب بندار کی روایت میں ہے: ہم نے رسول ﷺ کے ساتھ حج تمتّع کیا تو ہم سات افراد کی طرف سے ایک گائے کی قربانی کرتے تھے۔ ہم سات آدمی اس میں شریک ہوتے تھے۔

(صحیح ابنِ خزیمہ 2902)(سنن ابوداؤد 2807)(سنن نسائی 4398)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جب 4 ذوالحجہ کو رسولِ کریم ﷺ نے ہمیں حلال ہو جانے کا حکم دیا، اور عورتوں کے پاس جانے کی اجازت بھی دے دی، تو ہم نے تعجّب کے طور پر ایک دوسرے سے کہا: ''اب جبکہ ہمارے اور عرفات کے درمیان صرف پانچ دن رہ گئے ہیں تو آپ ﷺ نے ہمیں حکم دیا ہے کہ ہم عورتوں کے پاس جا سکتے ہیں۔ کیا ہم اس حال میں عرفات جائیں کہ ہمارے قطرے ٹپک رہے ہوں۔''
رسولِ کریم ﷺ کو جب ہماری ان باتوں کی خبر ملی تو آپ ﷺ ہمارے درمیان خطبہ دینے کے لیے کھڑے ہو گئے اور فرمایا:

''تم جانتے ہو میں تم سب سے زیادہ اللہ سے تقویٰ کرنے والا ہوں، تم سب سے زیادہ سچا ہوں، تم سب سے زیادہ نیک ہوں۔ اگر میرے ساتھ قربانی کے جانور نہ ہوتے تو میں بھی اسی طرح حلال ہو جاتا، جس طرح تم حلال ہوئے ہو۔ اگر جو بات اب مجھ پر ظاہر ہوئی ہے پہلے ظاہر ہو جاتی یا جو پہلے کر چکا ہوں وہ دوبارہ کر سکتا، تو اپنے ساتھ قربانی کے جانور نہ لاتا۔ پس تم حلال ہو جاؤ۔''

یہ الفاظ بھی ہیں کہ جس شخص کے پاس قربانی نہ ہو تو وہ تین روزے ادھر ہی رکھ لے (ایامِ حج میں) اور سات روزے واپس اپنے گھر جا کر رکھ لے۔ اور جسے قربانی کا جانور مل جائے تو وہ قربانی کرے۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم سات افراد کی طرف سے ایک اونٹ قربان (نحر) کرتے تھے۔

(صحیح ابنِ خزیمہ 2926)(مستدرک 1742)

اونٹ کا گوشت کھا کر نماز کے لیے تازہ وضو کرنا چاہیے۔

(صحیح مسلم 802)

حلق

(10 ذوالحجہ 10 ہجری بروز ہفتہ)

قربانی کے بعد آپﷺ منیٰ میں اپنی رہائش (منزل)☆ پر تشریف لائے۔ آپﷺ نے حجام کو☆☆ بلوایا اور آپﷺ نے اپنے سر کی دائیں طرف حجام کی جانب کی اور کہا کہ ''لو'' یا کہا کہ ''یہاں'' اور اشارہ بھی کیا سر کے داہنی طرف تو اُس نے اسے مونڈ دیا پھر آپﷺ نے ابوطلحہ انصاری رضی اللہ عنہ کو بلایا اور وہ بال انہیں دے دیئے، پھر آپﷺ نے بائیں طرف اُس کی جانب کی اور فرمایا: ''مونڈ دو۔'' تو اُس نے اسے مونڈ دیا تو آپﷺ نے وہ بال بھی ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کو دے دیئے اور فرمایا: ''انہیں لوگوں میں تقسیم کر دو۔''

اس طرح بھی روایت ہے کہ دائیں جانب والے بال تقسیم کیے اور بائیں طرف والے حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کو دیئے۔

(صحیح مسلم 3152, 3154, 3155)(جامع ترمذی 912)(سنن ابوداؤد 1981,1982)(مشکوۃ المصابیح 2650)

☆ سنت یہی ہے کہ منیٰ میں اپنی رہائش پر آ کر حلق کروایا جائے۔

☆☆ حاشیہ صحیح مسلم 3154 اور صحیح ابنِ خزیمہ 2930 میں لکھا ہے کہ حجام حضرت معمر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ تھے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے جب اپنا سر منڈوایا تو سب سے پہلے حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ کے بال لئے تھے۔(صحیح بخاری 171)

ابنِ عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حجۃ الوداع کے موقع پر اپنا سر منڈوایا اور آپ ﷺ کے بعض صحابہ رضی اللہ عنہم نے بھی سر منڈایا اور ان میں سے بعض نے بال کتروائے۔

(صحیح بخاری 1726,1729,4410,4411)(مسند احمد 5614,6115)(صحیح مسلم 3144)
(جامع ترمذی 913)(صحیح ابنِ خزیمہ 2930)(سنن ابوداؤد 1980)(مشکوۃ المصابیح 2646)

ابنِ عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حجۃ الوداع کے موقع پر فرمایا: ''اے اللہ! سر منڈانے والوں پر رحم فرما۔'' صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: یارسول اللہ! اور بال کترانے والوں پر بھی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اے اللہ! سر منڈانے والوں پر رحم فرما۔'' صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: ''یارسول اللہ! بال کترانے والوں پر بھی۔ چوتھی بار آپ ﷺ نے فرمایا: ''بال کترانے والوں پر بھی۔''

(مشکوۃ المصابیح 2648)(سنن ابنِ ماجہ 3044)(صحیح مسلم 3145,3146,3147)(صحیح بخاری 1727)(سنن ابوداؤد 1979)
(جامع ترمذی 913)(سنن دارمی 1947)(موطاء 879)(صحیح ابنِ خزیمہ 2929)(مسند احمد 4657)(سنن ابنِ ماجہ 3044)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انھوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اے اللہ! سر منڈوانے والوں کو بخش دے۔'' لوگوں نے عرض کیا: ''اور سر کے بال کتروانے والوں کو بھی۔'' آپ ﷺ نے فرمایا: ''اے اللہ! سر منڈوانے والوں کو بخش دے''، لوگوں نے عرض کیا: ''اور سر کے بال کتروانے والوں کو بھی۔''، آپ ﷺ

نے فرمایا: ''اے اللہ! سر منڈوانے والوں کو بخش دے''، لوگوں نے عرض کیا: ''اور سر کے بال کتروانے والوں کو بھی۔'' آپ ﷺ نے فرمایا: ''اے اللہ! بال کتروانے والوں کو بھی۔'' آپ ﷺ نے بال منڈوانے والوں کے متعلق تین مرتبہ دُعا فرمائی، پھر آپ ﷺ نے فرمایا ''بال کتروانے والوں کو بھی۔''

(صحیح بخاری 1728) (سنن ابن ماجہ 3043) (مسند احمد 7158) (صحیح مسلم 3149,3148)

یحیٰی بن حصین رضی اللہ عنہ اپنی دادی رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے حجۃ الوداع کے موقع پر نبی ﷺ کو سر منڈانے والوں کے لیے تین بار اور بال کترانے والوں کے لیے ایک بار دُعا کرتے سنا۔

(صحیح مسلم 3150)، (مشکوۃ المصابیح 2649) (مسند اسحاق 314) (مسند احمد 23620,16764)

حضرت علی رضی اللہ عنہ اور اُم المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے عورتوں کو سر منڈانے سے منع فرمایا۔

(جامع ترمذی 915,914 مع فائدہ) (حسن)

ابنِ عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''عورتوں پر سر منڈانا واجب نہیں، ان پر بال کترانا واجب ہے۔''

(سنن ابوداؤد 1984، 1985: اسناد حسن)، (فائدہ حدیث نمبر 914 جامع ترمذی)، (سنن دارمی 1946)

طوافِ افاضہ (طوافِ زیارۃ)

(10 ذوالحجہ 10 ہجری بروز ہفتہ)

اُم المومنین حضرت عائشہ ﷞ سے روایت ہے، انہوں نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو احرام کے لیے خوشبو لگائی جب آپ ﷺ نے احرام باندھا اور احرام کھولنے پر طواف زیارت سے پہلے خوشبو لگائی جب آپ ﷺ نے احرام کھولا۔

(صحیح بخاری 5930,1754,1539) (سنن نسائی 2686,2685) (مشکوٰۃ المصابیح 2540) (سنن ابنِ ماجہ 3042,2926)
(مسند شافعی 785,784) (موطاء 714) (مسند احمد 24612) (صحیح مسلم 2827,2824) (سنن ابوداؤد 1745)

اُم المومنین حضرت عائشہ ﷞ بیان کرتی ہیں کہ قربانی کے دن میں نے رسول اللہ ﷺ کو احرام کھولنے کے وقت، بیت اللہ کا طواف کرنے سے پہلے مسک (کستوری) کی ملاوٹ والی خوشبو لگائی۔

(مشکوٰۃ المصابیح 2540) (صحیح مسلم 2841) (جامع ترمذی 917) (مسند شافعی 1018) (صحیح ابنِ خزیمہ 2583) (سنن نسائی 2693)

اُم المومنین حضرت عائشہ ﷞ فرماتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو آپ ﷺ

کے احرام کے وقت خوشبو لگائی جب آپ ﷺ نے احرام باندھا اور جب آپ ﷺ جمرہ عقبہ کو رمی کرنے کے بعد حلال ہوئے اس وقت بھی خوشبو لگائی جس میں کستوری شامل تھی، اس سے پہلے کہ آپ ﷺ بیت اللہ کا طواف (طوافِ زیارت) فرمائیں۔

(مسند شافعی 1019) (سنن نسائی 2693,2688)، (جامع ترمذی 917)

ابنِ عباس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے حجۃ الوداع میں اُونٹ پر سوار ہو کر خانہ کعبہ کا طواف کیا۔ جب بھی حجرِ اسود کے سامنے آتے تو کسی چیز سے اشارہ کرتے اور تکبیر کہتے۔

ابنِ عباس رضی اللہ عنہ سے ایک روایت کے مطابق اپنی لاٹھی (چھڑی) کے ذریعے حجرِ اسود کو بوسہ دیا اور آپ ﷺ نے طوافِ افاضہ کے ساتوں چکروں میں رمل نہیں فرمایا۔☆

☆ مستدرک حدیث نمبر 1746 میں لکھا ہے کہ طوافِ افاضہ میں رمل نہیں ہے۔ صحیح مسلم حدیث نمبر 2950 کے حاشیہ میں مسئلہ چوراسی میں لکھا ہے کہ طوافِ افاضہ میں نہ رمل ہے اور نہ اضطباع۔ فوائد ومسائل حدیث نمبر 2942 سنن نسائی میں ہے کہ عمرہ کے طواف یا حج کے پہلے طواف (طوافِ قدوم) میں رمل اور اضطباع کیا جاتا ہے۔ مذکورہ دو طوافوں کے علاوہ کسی طواف میں رمل یا اضطباع نہیں ہوگا۔ اس حوالے سے یہ احادیث ضرور دیکھی جائیں (سنن ابن ماجہ 2950) (صحیح مسلم 3049,3050, 3048) (صحیح بخاری 1603,1616,1617,1644) (سنن نسائی 2944,2945,2946)

10 ذوالحجہ کے دن سنت ترتیب یہی ہے کہ مزدلفہ سے اپنی سواری پر جمرات آیا جائے، پھر جمرہ عقبیٰ کی رمی کی جائے چاشت کے وقت، پھر قربانی اپنے ہاتھ سے قربان گاہ میں کی جائے پھر اپنی رہائش پر آ کر حلق کروایا جائے اور پھر 10 ذوالحجہ کے روز ہی طوافِ زیارۃ (طوافِ افاضہ) کیا جائے۔

ابوطفیلؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو بیت اللہ کا طواف کرتے اور آپ ﷺ کے پاس جو چھڑی تھی اس کے ساتھ حجرِ اسود کو چھوتے ہوئے دیکھا اور آپ ﷺ چھڑی کو بوسہ دیتے تھے۔☆

حضرت ابنِ عباسؓ نے بیان کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے حجۃ الوادع کے موقع پر اپنی اونٹنی پر طواف کیا تھا اور آپ ﷺ حجرِ اسود کا استلام ایک چھڑی کے ذریعہ کر رہے تھے اور اس چھڑی کو چومتے تھے۔☆

حضرت ابنِ عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنی اونٹنی پر سوار ہو کر طواف کیا، جب حجرِ اسود پر آتے تو اس کی طرف اشارہ کرتے۔☆

مسند اسحاق کی روایت 392 میں ہے کہ آپ ﷺ نے اونٹ پر بیت اللہ کا

☆ ان احادیث سے یہ ظاہر ہوتا کہ طواف شروع کرتے ہوئے اگر حجرِ اسود کو چوما نہ جا سکے اور نہ ہی ہاتھ لگایا جا سکے اور نہ ہی کسی چیز سے چھوا جا سکے تو دور سے اشارہ کرنا ہے لیکن نماز کی طرح سے ہاتھ نہیں اُٹھانے اور اشارہ کرتے ہوئے اللہ اکبر کہنا ہے۔ اور جب بھی طواف کے دوران حجرِ اسود کے سامنے آنا ہے تو چومنا ہے یا ہاتھ لگانا ہے اور ہاتھ کو چوم لینا ہے یا کسی چھڑی سے چھونا ہے اور چھڑی کے چھوئے ہوئے حصے کو چوم لینا ہے، یا کسی چیز یا ہاتھ سے اشارہ کرنا ہے (اشارہ کی صورت میں چومنا نہیں ہے) اور اللہ اکبر کہنا ہے۔ (فائدہ حدیث نمبر 1612 صحیح بخاری، سنن دارمی حدیث نمبر 1887، سنن ابوداؤد حدیث نمبر 1889، اور مسند شافعی 969)۔ فائدہ حدیث نمبر 2958 سنن نسائی میں لکھا ہے کہ حضرت ابنِ عمرؓ آغازِ تکبیر میں بسم اللہ بھی کہتے تھے یعنی بسم اللہ اللہ اکبر کہتے تھے۔ یہی بات حدیث نمبر 4628 مسند احمد میں بھی ہے۔

طواف کیا، جب آپ ﷺ نے سات چکر لگا لیے تو دو رکعتیں پڑھیں پھر آپ ﷺ پانی پلانے کی جگہ تشریف لائے۔

(سورۃ الحج، آیت 29) (صحیح مسلم 3077, 3073) (صحیح بخاری 1632,1613,1612,1607)

(سنن ابنِ ماجہ 2948,2949, 3060) (سنن ابوداؤد 2001,1879,1877) (جامع ترمذی 865)

(سنن دارمی 1887) (مسند اسحاق 393,392) (مسند شافعی 969) (مشکوٰۃ المصابیح 2569 تا 2571)

(سنن نسائی 2957-2958) (صحیح ابنِ خزیمہ، 2724,2722,2943,2780) (مستدرک 1746)

آپ ﷺ نے طوافِ افاضہ 10 ذوالحجہ کے روز کیا۔

(صحیح بخاری 1733) (سنن ابوداؤد 1998)

(صحیح مسلم 3165) (صحیح ابن خزیمہ 2941) (مسند احمد 4898) (مستدرک 1745)

اُم المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بھی 10 ذوالحجہ کے روز غسل کے بعد بیت اللہ کا طواف کیا (اور صفا اور مروہ کی سعی کی)۔

(صحیح بخاری 1733,1560) (صحیح مسلم 2922)

چاہِ زم زم پر

(10 ذوالحجہ 10 ہجری بروز ہفتہ)

ابنِ عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ پانی پینے کی جگہ پر تشریف لائے تو آپ ﷺ نے پانی طلب کیا تو عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: فضل! اپنی والدہ کے پاس جاؤ اور ان کے پاس سے رسول اللہ ﷺ کے لیے پانی لے کر آؤ۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''مجھے (یہیں) سے پلاؤ۔'' انہوں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! لوگ اپنے ہاتھ اس میں ڈالتے ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: ''مجھے (یہیں سے) پلاؤ۔''☆ آپ ﷺ نے اسی میں سے نوش فرمایا، پھر آپ ﷺ زم زم پر تشریف لائے تو بنی عبدالمطلب وہاں پانی نکال رہے تھے اور خوب محنت کر رہے تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''کام کرتے رہو کیونکہ تم ایک نیک کام میں مشغول ہو۔'' پھر فرمایا: ''اگر لوگ تم پر غالب نہ آجائیں تو میں بھی

☆ یہ بات اپنے اندر بہت گہرائی رکھتی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے وہیں سے پانی پیا جہاں سے عام لوگ پانی پی رہے تھے یا پیتے تھے۔

اپنی سواری سے اتر آتا حتیٰ کہ میں رسی اس پر رکھ لیتا'' آپ ﷺ نے اپنے کندھے کی طرف اشارہ فرمایا۔

(صحیح بخاری 1635)،(مشکوٰۃ المصابیح 2663)(مسند اسحاق 392)(صحیح ابنِ خزیمہ 2944,2946)(مستدرک 1747)

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت کے مطابق آپ ﷺ نے ایک ڈول میں سے پانی پیا تھا۔ آپ ﷺ نے یہ بھی فرمایا تھا کہ: اے بنی عبدالمطلب! پانی نکالو، اگر مجھے اس بات کا خطرہ نہ ہوتا کہ پانی نکالنے میں لوگ تم پر غالب آجائیں گے تو میں بھی تمہارے ساتھ پانی نکالتا۔

(صحیح مسلم 2950) (سنن ابنِ ماجہ 3074)(سنن ابوداوٗد 1905)(سنن دارمی 1892)
(مشکوٰۃ المصابیح 2555)(صحیح ابنِ خزیمہ 2944)

حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو زم زم کا پانی پلایا تو آپ ﷺ نے کھڑے ہو کر پیا۔

(جامع ترمذی 1882)(صحیح بخاری 1637)(مسند احمد 1838)(صحیح ابنِ خزیمہ 2945)
(صحیح مسلم 5282,5280)(سنن ابنِ ماجہ 3422)

حضرت عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ نے پانی پلانے کی وجہ سے منیٰ کی راتیں مکہ میں گزارنے کے لیے رسول اللہ ﷺ سے اجازت طلب کی تو آپ ﷺ نے انہیں اجازت دے دی۔

(سنن ابوداوٗد 1959)(سنن ابنِ ماجہ 3065)(صحیح بخاری 1745,1634)
(صحیح مسلم 3178,3177)(سنن دارمی 1986)(مسند اسحاق 371)(صحیح ابنِ خزیمہ 2957)

زم زم کے حوالے سے چند روایات

چند روایات میں رسول اللہ ﷺ کے یہ الفاظ ذکر ہیں ''ہمارے اور منافقوں کے درمیان یہ علامت ہے کہ وہ زم زم سیر ہو کر نہیں پیتے۔''، ''زم زم کا پانی اس مقصد کے لیے ہے جس کے لیے پیا جائے۔''

(سنن ابن ماجہ 3061-3062 حسن)(مسند اسحاق 351 حسن)(مستدرک 1739,1738)

حضرت ابن عباس آبِ زم زم پینے کے بعد یوں دعا مانگا کرتے تھے:

''اَللّٰھُمَّ اَسْاَلُکَ عِلْمًانَافِعاً،وَرِزْقاًوَاسِعاً،وَشِفَاءً مِنْ کُلِّ دَاءٍ''

''اے اللہ میں تجھ سے علم نافع، وسیع رزق اور ہر بیماری سے شفاء کا سوال کرتا ہوں۔''
(مستدرک 1739)

طوافِ افاضہ کے بعد منیٰ واپسی

(10 ذوالحجہ 10 ہجری بروز ہفتہ)

چونکہ آپ ﷺ نے طوافِ قدوم کے ساتھ سعی کر لی تھی اس لیے طوافِ افاضہ کے بعد آپ ﷺ نے سعی نہیں فرمائی ☆ اور منیٰ واپس آ گئے۔ ☆☆

(سنن ابوداؤد 1895) (مسند احمد 15222,14467)

☆ آپ ﷺ چونکہ ''قارن'' تھے یعنی آپ ﷺ نے عمرہ اور حج کا اکٹھے احرام باندھا تھا اور قربانی ساتھ ہونے کی وجہ سے عمرہ کے بعد احرام نہیں کھولا تھا اس لیے آپ ﷺ نے طوافِ زیارۃ (طوافِ افاضہ) کے ساتھ سعی نہیں فرمائی۔ اس سے واضح ہوتا ہے کہ حج تمتع کرنے والے طوافِ افاضہ کے ساتھ سعی بین الصفا و مروہ کریں گے، جیسا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے عمرہ کے حوالے سے ان احادیث میں ملتا ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ نے طواف اور سعی کی، (صحیح مسلم 2937,2934,2933) (سنن نسائی 2764) (مسند شافعی 974)

(حدیث نمبر 15315,14373 مسندِ احمد: بروایت حضرت جابر رضی اللہ عنہ) (مسند احمد 25445) (سنن ابوداؤد 1785)

☆☆ سنت یہی ہے کہ 10 ذوالحجہ کے روز طوافِ زیارۃ کرنے کے بعد واپس منیٰ آیا جائے۔

☆ ابنِ عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے قربانی کے دن طوافِ افاضہ کیا، پھر واپس تشریف لائے اور ظہر کی نماز منیٰ میں ادا کی۔

(مشکوۃ المصابیح 2652) (سنن ابوداؤد 1998)، (صحیح مسلم 3165)

(صحیح ابنِ خزیمہ 2941) (مسند احمد 4898) (مستدرک 1745)

حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ حجۃ الوداع کے موقع پر اپنی جدعا اونٹنی ☆☆ پر کھڑے تھے۔ آپ اس کی رکابوں میں دونوں پاؤں ڈال کر اونچے ہو کر بلند آواز سے کہہ رہے تھے: کیا تم لوگ میری آواز سن رہے ہو؟ ایک شخص نے کہا: آپ ہمیں کیا پیغام دیتے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا:

''اپنے رب کی عبادت کرو، پانچ وقت کی نماز ادا کرو، ماہ رمضان کے روزے رکھو، اپنے مال کی زکوۃ ادا کرو اور اپنے امیر کی اطاعت کرو، تم اپنے رب کی جنت میں داخل ہو گے۔''

(مستدرک 1741,1436)

☆ صحیح مسلم اور صحیح ابنِ خزیمہ میں ہے کہ حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہ قربانی والے دن طوافِ افاضہ کرتے تھے اور پھر واپس منیٰ آ کر ظہر کی نماز پڑھتے تھے اور وہ کہتے تھے کہ نبی ﷺ نے بھی ایسا ہی کیا تھا۔

☆☆ ایسا محسوس ہوتا ہے کہ یہ خطبہ آپ ﷺ نے طوافِ افاضہ کے بعد دیا مکہ میں یا منی میں کہ اپنی اُونٹنی جدعا پر کھڑے تھے۔ (واللہ اعلم)

حجِ اکبر

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، کہتے ہیں کہ میں نے نبی ﷺ سے پوچھا کہ حجِ اکبر کس دن ہے آپ ﷺ نے فرمایا کہ نحر کے دن، یعنی اس لیے کہ اکثر امورِ حج جیسے طوافِ زیارت اور رمی اور ذبح اور حلق وغیرہ اسی دن ہوتے ہیں۔ (جامع ترمذی 3088)

روایت ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا، حجِ اکبر نحر کا دن☆ ہے۔

(جامع ترمذی 3089)

نبی ﷺ نے دس ذوالحجہ کو اپنی سرخ اونٹنی پر سوار ہو کر خطبہ دیتے ہوئے ارشاد فرمایا: یہ قربانی کا دن ہے اور یہ حجِ اکبر کا دن ہے۔ (مسند احمد 15981)

حجِ اکبر سے مراد حج ہے۔ (سنن ابوداؤد 1946)

☆ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ حجِ اکبر سے حج مراد ہے اور اسی طرح حجِ اصغر، عمرہ ہے اور یہ جو عوام میں مشہور ہے کہ عرفہ کے دن جمعہ پڑے وہ حجِ اکبر ہوتا ہے، غلط ہے۔ (فوائد جامع ترمذی)

ایامِ تشریق

(11 ذوالحجہ بروز اتوار تا 13 ذوالحجہ بروز منگل)

عبدالرحمٰن بن یعمر دیلی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے نبی ﷺ کو فرماتے سنا:

''منیٰ کے ایام تین ہیں، جو شخص دو دن میں جلدی کر کے فارغ ہو جائے تو اس پر کوئی گناہ نہیں اور جو تاخیر کرے اس پر بھی کوئی گناہ نہیں۔''

(سورۃ البقرہ، آیت 203) (جامع ترمذی 2975,2974,889)

(سنن دارمی 1929) (سنن ابوداؤد 1949) (مشکوٰۃ المصابیح 2714) (صحیح ابنِ خزیمہ 2822)

(مسندِ احمد 18982-18980) (مستدرک 3100,1703) (سنن ابنِ ماجہ 3015)

ابوالبداح بن عاصم بن عدی رحمۃ اللہ علیہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں، انہوں نے فرمایا، رسول اللہ ﷺ نے اونٹوں کے چرواہوں کو منیٰ سے باہر رات بسر کرنے کی رخصت دے دی کہ وہ یوم النحر کو کنکریاں ماریں پھر یومِ نحر کے بعد وہ دو دن کی رمی کو جمع

کر لیں اور ایک دن میں ہی کنکریاں مار لیں۔

(سنن نسائی 3071,3070)(جامع ترمذی 955)(سنن ابن ماجہ 3036-3037)(سنن دارمی 1938)
(موطاء 911)(مشکوٰۃ المصابیح 2677)(صحیح ابن خزیمہ 2975-2979)(مسند احمد 24182)
(سنن ابوداؤد 1976,1975)(مستدرک 1759,1758)

ابنِ عمر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو ایسا کرتے دیکھا کہ آپ ﷺ قریب والے جمرہ (جمرہ صغریٰ) پر سات کنکریاں مارتے اور ہر کنکری پر تکبیر کہتے، پھر آگے بڑھتے تو نرم زمین پر پہنچتے اور قبلہ رو کھڑے ہوتے (وقوف کرتے) (مسند احمد میں ہے کہ پھر اس کے سامنے کھڑے ہو کر بیت اللہ کی طرف رخ کرتے) اور دیر تک کھڑے رہتے اور دُعا کرتے اور اپنے دونوں ہاتھ اٹھاتے، پھر درمیانی جمرہ کی رمی کرتے ہر کنکری پر اللہ اکبر کہتے۔ پھر بائیں☆ جانب جاتے اور نرم زمین پر پہنچتے پھر قبلہ رو کھڑے ہوتے اور دیر تک کھڑے رہتے اور دُعا کرتے اور اپنے دونوں ہاتھ اُٹھاتے پھر وادی کے نچلے حصہ سے (نشیب سے) جمرہ عقبہ کی رمی کرتے ہر کنکری پر اللہ اکبر کہتے اور وہاں کھڑے نہیں رہتے۔

(سنن نسائی 3085)(صحیح بخاری 1751-1753)(مشکوٰۃ المصابیح 2626, 2661)
(سنن دارمی 1944)(صحیح ابن خزیمہ 2972)(مسند احمد 6404)(مستدرک 1757)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ جمرہ ثانیہ کے پاس جمرہ اولیٰ کی نسبت زیادہ دیر ٹھہرے رہے۔ پھر جمرہ عقبہ پر تشریف لا کر رمی کی اور وہاں نہیں ٹھہرے۔ (مسند احمد 6782,6669 ان احادیث کی اسناد کا حکم معلوم نہیں۔)

☆ ''پھر بائیں جانب جاتے'' کے الفاظ سے ایسا محسوس ہوتا ہے کہ جمرہ صغریٰ کو کنکریاں مارنے کے بعد آپ ﷺ دائیں جانب آگے بڑھ جاتے کہ کعبہ کی طرف رخ ہوتا اور جمرہ کے سامنے کھڑے ہوتے۔ (واللہ اعلم)

جمرہ عقبیٰ کی رمی کے حوالے سے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کے مطابق رسول اللہ ﷺ نے نالے کے بیچ میں (نشیب میں سے) کھڑے ہوکر اور مکہ کو بائیں طرف رکھا اور منیٰ کو داہنی طرف اور جمرہ عقبیٰ کی طرف منہ کر کے سات کنکریاں ماریں اور ہر کنکری پر اللہ اکبر کہا۔ ☆

(صحیح بخاری 1747-1750) (سنن ابوداؤد 1974) (سنن نسائی 3073)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ ﷺ جمروں کو خذف کی کنکریوں جیسی کنکریوں کے ساتھ رمی کرتے تھے۔ (سنن نسائی 3076,3077)

رافع بن عمَرو مزنی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، میں نے رسول اللہ ﷺ کو منیٰ میں چاشت کے بعد سیاہی مائل سفید خچر پر لوگوں سے خطاب کرتے ہوئے سنا، جبکہ علی رضی اللہ عنہ آپ ﷺ کی طرف سے لوگوں تک بات پہنچا رہے تھے اور کچھ لوگ کھڑے تھے اور کچھ بیٹھے ہوئے تھے۔ (سنن ابوداؤد 1956)، (مشکوٰۃ المصابیح 2671)

حضرت بشیر بن سحیم رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے دورانِ حج ایامِ تشریق میں خطبہ دیتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ جنت میں سوائے کسی مسلمان کے کوئی دوسرا شخص داخل نہ ہوگا اور آج کل کے دن کھانے پینے کے دن ہیں۔

(مسند احمد 15506,15507,15508,19163,19164)

(صحیح مسلم 2679: بروایت حضرت مالک رضی اللہ عنہ اور اوس رضی اللہ عنہ) (سنن ابنِ ماجہ 1720) (سنن دارمی 1807)

☆ 10 ذُوالحجہ کے روز، آپ ﷺ نے اسی طرح سے کنکریاں ماریں اور ایسا محسوس ہوتا ہے کہ باقی دن جب بھی جمرہ عقبیٰ کو یا اس سے پہلے جمرہ اولیٰ اور جمرہ ثانیہ کو کنکریاں ماری ہوں گی تو اسی طریقے سے ہی ماری ہوں گی (واللہ اعلم)۔ اس حوالے سے امام بخاری نے حدیث نمبر 1749 پر باب بھی باندھا ہے ''جمرہ عقبہ کو رمی کرتے وقت بیت اللہ کو بائیں جانب کرنا۔''

ام المومنین حضرت عائشہ ؓ اور حضرت ابنِ عمر ؓ سے روایت ہے، انہوں نے کہا کہ ایامِ تشریق میں روزہ رکھنے کی اجازت نہیں دی گئی مگر اس شخص کو جسے ایامِ حج میں قربانی کا جانور نہ ملے۔ (صحیح بخاری 1997,1998)

ایک صحابی ؓ سے مروی ہے کہ انھوں نے ایامِ تشریق کے درمیانی دن نبی ﷺ کو خطبہ میں یہ فرماتے ہوئے سنا:

''لوگو! تمہارا رب ایک ہے اور تمہارا باپ بھی ایک ہے، یاد رکھو! کسی عربی کو کسی عجمی پر، کسی عجمی کو کسی عربی پر، کسی سرخ کو سیاہ پر اور کسی سیاہ کو کسی سرخ پر ''سوائے تقویٰ'' کے اور کسی وجہ سے فضیلت حاصل نہیں ہے، کیا میں نے پیغامِ الٰہی پہنچا دیا؟ لوگوں نے کہا پہنچا دیا، پھر فرمایا: آج کون سا دِن ہے؟ لوگوں نے کہا حرمت والا دن، فرمایا: یہ مہینہ کون سا ہے؟ لوگوں نے کہا حرمت والا مہینہ، فرمایا: یہ شہر کون سا ہے؟ لوگوں نے کہا حرمت والا شہر، نبی ﷺ نے فرمایا: پھر اللہ نے تمہارے درمیان تمہارے خون اور مال کو اِسی طرح حرمت والا بنا دیا ہے جیسے اس مہینے اور اس شہر میں آج کے دن کی حرمت ہے۔ کیا میں نے پیغامِ الٰہی پہنچا دیا؟ لوگوں نے کہا پہنچا دیا، نبی ﷺ نے فرمایا: حاضرین کو چاہیے کہ غائبین تک یہ پیغام پہنچا دیں۔'' (مسند احمد 23885) (السلسلۃ الصحیحۃ 1163 بروایت حضرت جابر ؓ)

حضرت عمرو بن یثربی ضمری ؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نبی ﷺ کے اس خطبے

میں شریک تھا جو نبی ﷺ نے میدانِ منیٰ میں دیا تھا، آپ ﷺ نے منجملہ دیگر باتوں کے اس خطبے میں یہ بھی ارشاد فرمایا تھا کہ کسی شخص کے لیے اپنے بھائی کا مال اس وقت تک حلال نہیں ہے جب تک وہ اپنے دل کی خوشی سے اس کی اجازت نہ دے، میں نے یہ سن کر بارگاہِ رسالت میں عرض کی، یارسول اللہ! یہ بتائیے کہ اگر مجھے اپنے چچازاد بھائی کی بکریوں کا ریوڑ ملے اور میں اس میں سے ایک بکری لے کر چلا جاؤں تو کیا اس میں مجھے گناہ ہوگا؟ نبی ﷺ نے فرمایا اگر تمہیں ایسی بھیڑ ملے جو چھری اور چقماق کا تحمل کرسکتی ہوتو اسے ہاتھ بھی نہ لگانا۔ (مسند احمد 21398,21397,15569: سند کا حکم معلوم نہیں)

حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ کو حجۃ الوداع میں یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہر حقدار کو اس کا حق دے دیا ہے، لہٰذا وارث کے لیے وصیت نہیں ہوگی، بچہ بستر والے کا ہے اور بدکار کے لیے پتھر ہیں، اور ان کا حساب اللہ کے ذمے ہے۔ اور جو شخص اپنی نسبت اپنے باپ کے علاوہ یا اپنے آقاؤں کے علاوہ کسی اور کی طرف کرے گا تو اس پر خدا کی لعنت ہے جو قیامت تک اس کا پیچھا کرے گی، کوئی عورت اپنے گھر میں سے اپنے خاوند کی اجازت کے بغیر کچھ خرچ نہ کرے، کسی نے پوچھا یارسول اللہ! کھانا بھی نہیں؟ نبی ﷺ نے فرمایا: وہ تو ہمارا افضل مال ہے، پھر فرمایا: عاریت ادا کی جائے، اور ہدیے کا بدلہ دیا جائے، قرض ادا کیا جائے اور ضامن ذمہ دار ہوگا۔

(مسند احمد 22651,22650)(مسند احمد 8991 بروایت حضرت ابوہریرہؓ اور حضرت ابوسلمہؓ)

(جامع ترمذی 2120)(سنن ابنِ ماجہ 2714)

دو آدمی حج الوداع کے موقع پر نبی ﷺ کی خدمت میں صدقات وعطیات کی درخواست لے کر آئے، نبی ﷺ نے نگاہ اُٹھا کر انہیں اوپر سے نیچے تک دیکھا اور انہیں تندرست وتوانا پایا، نبی ﷺ نے فرمایا: اگر تم چاہتے ہو تو تمہیں دے دیتا ہوں لیکن اس میں کسی مالدار شخص کا کوئی حصہ ہے اور نہ ہی ایک طاقتور کا جو کمائی کر سکے۔

(مسند احمد 23451,18136,18135)(سنن ابوداؤد 1633)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ حجۃ الوداع کے موقع پر ازواج مطہّرات سے فرمایا: یہ حج تم میرے ساتھ کر رہی ہو، اس کے بعد تمہیں گھروں میں بیٹھنا ہوگا۔ چنانچہ تمام ازواجِ مطہّرات کے حج پر جانے کے باوجود حضرت زینب بنتِ جحش رضی اللہ عنہا اور سودہ بنتِ زمعہ رضی اللہ عنہا نہیں جاتی تھیں اور فرماتی تھیں کہ بخدا نبی ﷺ سے یہ بات سننے کے بعد ہمارا جانور کبھی حرکت میں نہیں آ سکتا۔

(مسند احمد 27287,9764)(سنن ابوداؤد 1722 میں بھی تقریباً یہی بات بیان ہوئی ہے: حسن)(السلسلۃ الصحیحۃ 2009)

نبی ﷺ نے فرمایا: جو شخص اللہ پر اور یومِ آخرت پر ایمان رکھتا ہو، اسے اللہ سے ڈرنا اور اپنے مہمان کا اکرام کرنا چاہیے۔ اور جو شخص اللہ اور یومِ آخرت پر ایمان رکھتا ہو اسے اللہ سے ڈرنا اور اپنے پڑوسی کے ساتھ حسنِ سلوک کرنا چاہیے۔ اور جو شخص اللہ اور یومِ آخرت پر ایمان رکھتا ہو، اسے اللہ سے ڈرنا اور اچھی بات کہنی چاہیے یا پھر خاموش رہنا چاہیے۔ (مسند احمد 23892,20552,20551)

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے نبی ﷺ کو حجۃ الوداع کے

موقع پر یہ کہتے ہوئے سنا کہ یہ دین ہمیشہ اپنے مخالفین پر غالب رہے گا، اسے کوئی مخالفت کرنے والا یا مفارقت کرنے والا نقصان نہ پہنچا سکے گا، یہاں تک کہ میری امت میں 12 خلیفہ (12 امیر) (12 آدمی) گزر جائیں گے، پھر نبی ﷺ نے کچھ کہا جو میں سمجھ نہیں سکا، میں نے اپنے والدین سے پوچھا کہ نبی ﷺ نے کیا فرمایا ہے؟ انہوں نے کہا کہ نبی ﷺ نے فرمایا ہے وہ سب کے سب قریش میں سے ہوں گے۔

(مسند احمد,21233,21234,21244,21246,21248,21326)

(سنن ابوداؤد4280)(مسند احمد21099,21102,21130,21211,21212)

(جامع ترمذی2223)(صحیح مسلم4705-4710)(مستدرک6586)(صحیح بخاری7222,7223)

حضرت ابوامامہ باہلی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے حجۃ الوداع کے موقع پر نبی ﷺ کو یہ کہتے ہوئے سنا ہے: (اے لوگو) اپنے رب کی عبادت کرو، ماہ رمضان کے روزے رکھو، اپنے مال کی زکوٰۃ ادا کرو اپنے امیر کی اطاعت کرو (اس طرح کرنے سے) تم جنت میں داخل ہو جاؤ گے۔ (مستدرک19)

ابی امامہ باہلی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حجۃ الوداع کے سال آپ ﷺ کو خطبوں میں سنا، آپ ﷺ فرماتے تھے: نہ خرچ کرے کوئی عورت کسی چیز کو بغیر اجازت اپنے شوہر کے، عرض کی یارسول اللہ! اور کھانا بھی کسی کو نہ دے، آپ ﷺ نے فرمایا وہ تو ہمارے سب مالوں سے بہتر ہے۔ (جامع ترمذی670)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: کامل مسلمان وہ ہے جس کے ہاتھ اور زبان سے مسلمانوں کو تکلیف نہ پہنچے اور کامل مومن وہ

ہے جولوگوں کی جان مال کونقصان نہ پہنچائے ۔(مستدرک 22)(سنن ابن ماجہ 3933)(مسند اسحاق 64)

حضرت جابر بن عبداللہ ﷜ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے سرِ عام (کسی کا مال وغیرہ) چھینا، وہ ہم میں سے نہیں۔(سنن ابن ماجہ 3935)

حضرت انس ﷜ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: یہ قیامت کی علامتوں میں سے ہے کہ علم اُٹھ جائے گا اور جہالت پھیل جائے گی۔ شراب بکثرت نوش کی جائے گی اور زنا کاری علانیہ ہوگی۔(صحیح بخاری 80)(صحیح مسلم 6785)

حضرت فضالہ بن عبید ﷜ بیان کرتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے حجۃ الوداع کے موقع پر فرمایا: کیا میں تمہیں مومن کے بارے میں بتاؤں (کامل مومن وہ ہے) جس سے لوگوں کے جان و مال محفوظ ہوں (کامل) مسلمان وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے مسلمان کو تکلیف نہ پہنچے اور مجاہد وہ ہے جو اللہ کی اطاعت میں اپنے نفس کے ساتھ جہاد کرے اور مہاجر وہ ہے جو گناہوں اور برائیوں کو چھوڑ دے۔

(مستدرک 24)(مسند احمد 24451,24458,24467)(سنن ابن ماجہ 3934)(السلسلۃ الصحیحہ 270)

(صحیح بخاری 11,10 صحیح مسلم 163,161 بروایت حضرت عبداللہ بن عمرو، حضرت ابوموسیٰ اشعری ؓ)

حضرت عبداللہ بن عَمرو ﷜ سے مروی ہے کہ میں نے نبی ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ ظلم سے بچو کیونکہ ظلم قیامت کے دن اندھروں کی صورت میں ہوگا، بے حیائی سے اپنے آپ کو بچاؤ، کیونکہ اللہ کو بے تکلّف یا بتکلف کسی نوعیت کی بے حیائی پسند نہیں بخل اور لالچ سے اپنے آپ کو بچاؤ کیونکہ بخل نے تم سے پہلے لوگوں کو بھی

ہلاک کر دیا تھا، اس بخل نے انہیں قطع رحمی کا راستہ دکھایا سو انہوں نے رشتے ناطے توڑ دیئے، اسی بخل نے انہیں اپنی دولت اور اپنی چیزیں انہیں اپنے پاس سمیٹنے کا حکم دیا سو انہوں نے ایسا ہی کیا، اسی بخل نے انہیں گناہوں کا راستہ دکھایا سو وہ گناہ کرنے لگے۔ اسی دوران ایک آدمی نے کھڑے ہو کر پوچھا کہ یا رسول اللہ! کون سا عمل اسلام میں افضل ہے؟ نبی ﷺ نے فرمایا یہ کہ دوسرے مسلمان تمہاری زبان اور ہاتھ سے محفوظ رہیں، ایک اور آدمی نے کھڑے ہو کر پوچھا یا رسول اللہ! کون سی ہجرت بہتر ہے؟ نبی ﷺ نے فرمایا کہ تم ان چیزوں کو چھوڑ دو جو تمہارے رب کو ناگوار گزریں، اور ہجرت کی دو قسمیں ہیں، شہری کی ہجرت اور دیہاتی کی ہجرت، دیہاتی کی ہجرت یہ ہے کہ جب اسے دعوت ملے تو قبول کر لے اور جب حکم ملے تو اس کی اطاعت کرے، اور شہری کی آزمائش بھی زیادہ ہوتی ہے اور اس کا اجر بھی زیادہ ہوتا ہے۔

(مشکوٰۃ المصابیح 6) (مستدرک 26) (مسند احمد 6837,6813,6487) (صحیح مسلم 161) (سنن ابوداؤد 1698)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اسلام یہ ہے کہ تم اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراؤ صرف اسی کی عبادت کرو، نماز روزہ کی پابندی کرو، زکوٰۃ ادا کرو، حج ادا کرو، امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرو، اپنے اہل وعیال کو سلام کرو، جس نے ان میں سے کسی بھی عمل کو چھوڑا، اس نے اسلام کا ایک حصہ (اچھا عمل) چھوڑا اور جس نے سب کو چھوڑ دیا، اس نے اسلام سے منہ پھیر لیا۔

(مستدرک 53)

حضرت عبید بن عمیرؓ اپنے والد کے حوالے سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے حجۃ الوداع کے موقع پر فرمایا:

خبردار! اللہ کے دوست وہ ہیں جو نماز پنجگانہ پابندی سے ادا کرتے ہیں۔ ماہ رمضان کے روزے رکھتے ہیں اور انہیں اپنی ذمہ داری سمجھتے ہیں، اپنے مال سے ذمہ داری کے ساتھ ثواب کی نیت سے زکوٰۃ ادا کرتے ہیں اور کبیرہ گناہوں سے بچتے ہیں ایک شخص نے کھڑے ہو کر عرض کی: یا رسول اللہ! کبیرہ گناہ کیا ہوتے ہیں؟ فرمایا: گناہ کبیرہ ہیں شرک، کسی مومن کو ناحق قتل کرنا، میدانِ جنگ سے بھاگ جانا، یتیم کا مال ہتھیانا، سود خوری، پاکباز پر زنا کی تہمت لگانا، مسلمان ماں باپ کی نافرمانی کرنا، حرم میں شکار کرنا، زندہ یا مردہ۔ (بیت الحرام جو کہ تمہارا ہمیشہ زندگی میں بھی اور مرنے کے بعد بھی قبلہ ہے اس کو حلال جاننا)

جو شخص ان کبیرہ گناہوں سے بچتا رہے اور نماز روزہ کی پابندی کرے، کل قیامت کے دن وہ نبی اکرم ﷺ کے ہمراہ ایسے محل میں رہے گا جس کے دروازے سونے کے بنے ہوئے ہیں۔ (مستدرک 7666,197)

حضرت عمرو بن عبسۃؓ فرماتے ہیں: میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا، اس وقت آپ ﷺ عکاظ میں موجود تھے میں نے عرض کی یا رسول اللہ! کیا کوئی ایسی دعا ہے؟ (جو دوسری تمام دعاؤں کی بہ نسبت) مجھے اللہ کے زیادہ قریب کر

دے یا کوئی ساعت جو باقی رہنے والی ہو یا کون سا ذکر زیادہ مناسب ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں! بندہ رات کے آخری حصہ میں اپنے رب کے سب سے زیادہ قریب ہوتا ہے، اگر اس ساعت میں ذکرِ الٰہی کر سکو تو (لازمی) کرو۔

(مستدرک 1162)

آپ ﷺ نے منیٰ میں تین دن☆ گزارے اور روایات میں آتا ہے کہ آپ ﷺ سورج ڈھلنے کے بعد (زوال کے بعد) پیدل☆☆ ہی جمرات کی طرف جاتے اور رمی کے بعد واپس پیدل اپنے خیمے میں آجاتے۔

(سنن ابوداؤد 1969) (جامع ترمذی 900) (صحیح بخاری باب 134)، (صحیح بخاری 1746) (صحیح ابنِ خزیمہ 2968)

اُم المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ ایام تشریق آپ ﷺ نے منیٰ میں گزارے (روایات میں یہ الفاظ بھی ہیں کہ ایامِ تشریق کی راتیں منیٰ میں ٹھہرے / ایامِ تشریق کی راتیں منیٰ میں گزاریں)۔ زوالِ شمس کے بعد جمرات کی رمی فرماتے، ہر جمرے کو سات کنکریاں مارتے اور ہر کنکری کے ساتھ تکبیر پڑھتے۔ جمرہ اولیٰ اور جمرہ ثانیہ کی رمی کرتے رک جاتے اور کافی دیر کھڑے رہ کر دعائیں کرتے لیکن تیسرے جمرے کی رمی کے بعد نہیں رکتے تھے۔

(مشکوۃ المصابیح 2667) (مسند احمد 25099) (صحیح ابنِ خزیمہ 2971,2956) (سنن ابوداؤد 1973) (مستدرک 1756)

☆ منیٰ میں تین دن گزارنا سنت ہے، یعنی تین دن کنکریاں مارنا سنت ہے۔

☆☆ آپ ﷺ نے سارا حج سواری پر کیا اور یہی سنت ہے۔ جبکہ تین دن ایامِ تشریق کے میں جمرات کی رمی کے لیے پیدل جاتے اور پیدل واپس آتے۔

حضرت ابنِ عباس ﷜ سے روایت ہے، آپ ﷺ منیٰ کی راتوں میں سے ہر رات بیت اللہ کی زیارت کرتے تھے۔

(السلسلۃ الصحیحہ 1562) (صحیح بخاری باب نمبر 129)

حضرت ابو امامہ ﷜ سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ نبی ﷺ کی خدمت میں ایک آدمی حاضر ہوا، نبی ﷺ اس وقت جمرات کو کنکریاں مار رہے تھے، اس نے یہ سوال پوچھا کہ یا رسول اللہ! سب سے زیادہ پسندیدہ جہاد اللہ تعالیٰ کے نزدیک کون سا جہاد ہے؟ نبی ﷺ خاموش رہے، پھر وہ جمرہ ثانیہ کے پاس دوبارہ حاضر ہوا اور یہی سوال دہرایا، نبی ﷺ پھر خاموش رہے، پھر جمرہ ثالثہ کے پاس دوبارہ حاضر ہوا اور یہی سوال دہرایا تو نبی ﷺ نے فرمایا وہ حق بات جو کسی ظالم بادشاہ کے سامنے کہی جائے۔

(مسند احمد 22560,22511,22510) (سنن ابنِ ماجہ 4012، اسناد حسن)

حضرت ابو ہریرہ ﷜ اور حضرت اسامہ بن زید ﷜ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے یوم نحر کے دوسرے دن جب آپ ﷺ منیٰ میں تھے، فرمایا کہ کل ہم ان شاء اللہ محصب میں اُتریں گے جہاں پر لوگوں نے کفر پر جمے رہنے کی قسم کھائی تھی۔ وہ واقعہ یہ ہے کہ قریش نے بنی ہاشم اور بنی عبد المطلب کے خلاف قسم کھائی تھی کہ اُن سے بیاہ، شادی اور خرید و فروخت نہ کریں گے جب تک کہ نبی ﷺ کو وہ ہمارے حوالے نہ کر دیں۔

(صحیح بخاری 1590) (صحیح مسلم 3175) (سنن ابوداؤد 2010, 2011) (صحیح ابنِ خزیمہ 2981) (مسند احمد 7239)

ایامِ تشریق کے تیسرے دن زوال ہوتے ہی آپ ﷺ منیٰ سے روانہ ہوئے رمی کی اور بطحاء میں آ کر ظہر کی نماز ادا فرمائی۔ ☆

(صحیح ابن خزیمہ 2992) (صحیح بخاری 1764,1756)

(سنن ابوداؤد 2013,2012)، (مشکوٰۃ المصابیح 2664)

☆ سنت یہی معلوم ہوتی ہے کہ منیٰ سے روانگی کے دن رمی کے بعد منیٰ میں اپنی رہائش پر نہ آیا جائے بلکہ رمی کے بعد منیٰ سے رخصت ہوا جائے۔ (واللہ اعلم)

سنن ابوداؤد باب نمبر 75 منیٰ میں نمازیں: یہ باب قربانی والے باب کے بعد ہے اور اس باب میں جو احادیث ہیں ان کے مطابق منیٰ میں نبی ﷺ نے قصر نمازیں ہی پڑھی تھیں۔ اور باب 76 اہلِ مکہ کا قصر کرنا: صحیح حدیث بیان ہوئی ہے اور فائدہ میں لکھا ہے کہ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ منیٰ میں قصر کرنا مناسکِ حج کا حصہ ہے اس لیے دیگر مسافرین کی طرح اہل مکہ منیٰ میں نماز قصر کر کے ہی پڑھیں گے۔ البتہ فریضۂ حج کی ادائیگی کے بعد اہلِ مکہ کا منیٰ میں قصر کرنا جائز نہ ہوگا۔

طوافِ وداع

(14 ذوالحجہ 10 ہجری بروز بدھ فجر کی نماز سے پہلے)

حضرت ابنِ عباس ؓ بیان کرتے ہیں، لوگ (منیٰ سے فارغ ہوکر) کسی بھی طریق (راستے) سے واپس چلے جاتے تھے (یہ صورتِ حال دیکھ کر) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''تم میں سے کوئی شخص مکہ سے نہ جائے حتیٰ کہ اس کا آخری وقت بیت اللہ کے پاس ہو (طوافِ وداع کرے)، البتہ حیض والی عورت کو مستثنیٰ قرار دیا۔''☆

(صحیح بخاری 1760,1755) (صحیح مسلم 3220,3219) (سنن ابوداؤد 2002) (مشکوۃ المصابیح 2668)
(جامع ترمذی 944) روایت ابن عمر ؓ سے، (سنن دارمی 1974, 1975) (مسند شافعی 1029,1028,1025)
(مسند اسحاق 324) (صحیح ابنِ خزیمہ 3000) (مستدرک 1751) (سنن ابنِ ماجہ 3070)

☆ صحیح بخاری حدیث نمبر 1755 کے فائدہ میں لکھا ہے کہ اس حدیث کے پیشِ نظر طوافِ وداع واجب ہے البتہ حائضہ عورت سے تخفیف کر دی گئی ہے۔

نبیﷺ نے وادئ محصب میں ظہر، عصر (13 ذوالحجہ)، مغرب اور عشاء (14 ذوالحجہ) کی نمازیں پڑھیں پھر آپﷺ وادئ محصب☆ میں تھوڑی دیر سوئے، پھر آپﷺ سواری پر بیت اللہ تشریف لائے اور اس کا طوافِ وداع کیا۔

(صحیح ابنِ خزیمہ 2992) (صحیح بخاری 1764,1756)، (سنن ابوداؤد 2013,2012)، (مشکوۃ المصابیح 2664)

ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ آپﷺ محصب سے سواری پر روانہ ہوئے اور طوافِ وداع صبح کی نماز سے پہلے کیا۔ (سنن ابوداؤد 2006,2005)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ آپﷺ نے وادئ محصب میں اپنے صحابہ کو روانگی کا حکم دیا۔ آپﷺ صبح کی نماز کے وقت بیت اللہ تشریف لائے، طواف کیا، پھر باہر آکر سواری پر بیٹھے۔ پھر آپﷺ مدینہ منورہ کی طرف روانہ ہو گئے۔ ☆☆

(صحیح ابنِ خزیمہ 2998)

اُم المومنین حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا طوافِ افاضہ کے بعد حائضہ ہو گئیں اور نبیﷺ کو جب اس بات کا پتا چلا تو آپﷺ نے ان کو طوافِ وداع کے بغیر ہی کوچ کرنے کا حکم دیا جبکہ انہوں نے طوافِ افاضہ کر لیا ہوا تھا۔

(مسند شافعی 1036-1033) (صحیح بخاری 1762,1760,1757,328)
(صحیح مسلم 3229-3222) (سنن ابن ماجہ 3073,3072) (سنن ابوداؤد 2003) (موطاء 920,919)
(مسند احمد 25445,24614) (صحیح ابنِ خزیمہ 3002) (جامع ترمذی 943) (سنن نسائی 391)

☆ سنن ابوداؤد 2005 میں ہے کہ ابطح میں رسول اللہﷺ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا انتظار کیا جبکہ حدیث نمبر 2013 میں بطحاء کا ذکر ہے۔ صحیح بخاری 1756 میں محصب کا ذکر ہے۔ ان احادیث سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ یہ نام ایک ہی مقام کے ہیں یا یہ مقامات بہت قریب قریب ہیں۔ سنن ابوداؤد حدیث نمبر 2012 میں بھی یہی لکھا ہے۔ حاشیہ حدیث 3176 صحیح مسلم کے مطابق بھی یہ نام ایک ہی مقام کے ہیں۔

☆☆ اس حدیث سے یہ محسوس ہوتا ہے کہ طوافِ وداع آپﷺ نے پیدل فرمایا۔ (واللہ اعلم)

ام المومنین حضرت اُمِ سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا کہ میں بیمار ہوں اور میں نے طوافِ وداع نہیں کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''جب جماعت شروع ہو جائے تو تم اپنے اونٹ پر سوار ہو کر لوگوں کے اوپر اوپر سے (دور سے، پیچھے پیچھے) طواف کر لینا۔ میں نے اسی طرح طواف☆ کیا تو رسول اللہ ﷺ بیت اللہ کے قریب نماز پڑھا رہے تھے اور سورۃ طور تلاوت فرما رہے تھے۔

(سنن نسائی 2929) (سنن ابنِ ماجہ 2961) (صحیح بخاری 1633,1619,464)

(صحیح مسلم 3078) (مشکوٰۃ المصابیح 2588) (موطاء 814) (صحیح ابنِ خزیمہ 2776)

اُمّ المومنین سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو شخص حج پورا کر لے وہ اپنے گھر والوں کے پاس آ جائے کیونکہ اس میں اس کے لئے بہت بڑا اجر ہے۔

(مستدرک 1753) (السلسلۃ الصحیحۃ 1533)

☆ صحیح بخاری کی حدیث نمبر 1618 کے مطابق حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا مردوں سے الگ رہ کر ایک الگ کونے میں (دور رہ کر) طواف کرتی تھیں، ان کے ساتھ مل کر نہیں کرتی تھیں۔

عمرۂ اُم المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا

(14 ذوالحجہ 10 ہجری بروز بدھ رات کے وقت)

اُم المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں اِس حال میں مکہ آئی کہ میں حائضہ تھی اور میں نے خانہ کعبہ کا طواف نہیں کیا تھا اور نہ ہی صفا مروہ کی سعی کی تھی۔ میں نے رسول اللہ ﷺ سے اس کی شکایت کی تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ تم اس طرح سے کرو جس طرح تمام حاجی کرتے ہیں مگر یہ کہ جب تک پاک نہ ہو جاؤ خانہ کعبہ کا طواف نہ کرو۔

(صحیح بخاری 1650,1556) (موطاء 916-918) (سنن ابوداؤد 1781)

(مسند احمد 26875,24610) (صحیح مسلم 2910) (سنن نسائی 2785) (صحیح ابن خزینہ 2788)

اُم المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے طواف نہیں کیا تھا کہ حائضہ ہو گئی پھر سب مناسکِ حج ادا کیے۔ فرماتی ہیں کہ منیٰ سے کوچ کے دن رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تمہارا طواف (طوافِ افاضہ/طوافِ زیارۃ) حج اور عمرہ دونوں کو

کافی ہو جائے گا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اس بات پر اپنی خوشی ظاہر نہ کی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ کے ساتھ تنعیم بھیجا کہ حج کے بعد عمرہ کر لیں۔

سنن نسائی اور سنن ابوداؤد میں الفاظ ہیں کہ جب حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے طوافِ افاضہ اور صفا مروہ کی سعی کر لی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تو اپنے حج اور عمرے دونوں سے حلال (فارغ) ہو گئی ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا یا رسول اللہ! میں اپنے دل میں ایک بات پاتی ہوں کہ میں نے طواف نہیں کیا جب تک حج سے فارغ نہ ہوئی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے عبدالرحمٰن! انہیں لے جاؤ۔

مسند شافعی کے الفاظ ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تمہارا بیت اللہ کا طواف کرنا اور صفا و مروہ کے درمیان طواف (سعی) کرنا تمہارے حج و عمرہ کے لیے کفایت کر جائے گا۔

(صحیح مسلم 2937,2934,2933)(سنن نسائی 2764)(مسند شافعی 974)

(حدیث نمبر 15315,14373 مسند احمد:: بروایت حضرت جابرؓ)(مسند احمد 25445)(سنن ابوداؤد 1785)

جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم محصب میں تھے اور روانگی کی رات تھی تو اُمّ المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں کہ میں نے عرض کیا، یا رسول اللہ! لوگ تو عمرہ اور حج کر کے لوٹیں گے اور میں صرف حج کر کے واپس جا رہی ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جب ہم مکہ آئے تھے تو تم نے ان راتوں میں طواف نہیں کیا تھا؟'' میں نے کہا: ''نہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اپنے بھائی عبدالرحمٰن کے ساتھ مقامِ تنعیم جاؤ اور وہاں سے عمرہ کا احرام باندھ کر عمرہ کر لو اور اس کے بعد فلاں جگہ پر آ جانا۔'' اُمّ المومنین فرماتی ہیں کہ میں

عبدالرحمٰن کے ہمراہ تنعیم چلی گئی۔ وہاں سے عمرہ کا احرام باندھا۔

(صحیح بخاری 1762,1561) (مسند احمد 26832,26831,25418)
(سنن ابوداؤد 1782) (سنن نسائی 2805) (مسلم 2929,2919)

اُمّ المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے جب بیت اللہ کا طواف (طوافِ افاضہ) اور صفا مروہ کی سعی کی تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''تم اپنے حج اور عمرے سب سے حلال ہو گئی ہو۔'' حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا، یارسول اللہ! میرے دل میں حسرت ہے کہ میں نے جب حج کیا تو ابتداء میں طواف نہ کر سکی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اے عبدالرحمٰن! ان کو لے جاؤ اور تنعیم سے عمرہ کرالاؤ۔'' (سنن ابوداؤد 1785) (صحیح مسلم 2937) (سنن نسائی 2764)

اُمّ المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جب بطحاء (محصب) کی رات آئی تو میں نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کی: یارسول اللہ! کیا میرے ساتھ والی حج اور عمرہ کر کے جائیں گی اور میں صرف حج کے ساتھ لوٹوں گی؟ تو رسول اللہ ﷺ نے عبدالرحمٰن بن ابی بکر رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ وہ آپ رضی اللہ عنہا کو تنعیم لے جائیں۔ مسند احمد میں الفاظ ہیں کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ مجھے تنعیم لے گئے جہاں سے میں نے عمرہ کا احرام باندھا، واپس آ کر خانہ کعبہ کا طواف کیا، صفا مروہ کی سعی کی اور نبی ﷺ کے پاس آ گئی، پھر نبی ﷺ روانہ ہو گئے۔

(سنن ابوداؤد 1782) (بحوالہ صحیح بخاری 2984) (مسند احمد 26875,26613)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ ﷺ سے کہا کہ یارسول اللہ! آپ سب لوگ حج اور عمرے کے ساتھ روانہ ہوں اور میں صرف حج کے

ساتھ؟ نبی ﷺ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے بھائی عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ وہ انہیں تنعیم لے جائیں۔ چنانچہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے حج کے بعد ذی الحجہ میں عمرہ کیا۔

(مسند احمد 15005,14330) (صحیح البخاری 1785,1651)

اُم المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں، ہم (یعنی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اور حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ) محصب سے حرم کے باہر آ گئے اور میں نے مقامِ تنعیم سے عمرہ کے لیے احرام باندھا، میں (حرم میں) داخل ہوئی اور اپنا عمرہ ادا کیا، جبکہ رسول اللہ ﷺ نے ابطح کے مقام پر میرا انتظار فرمایا، حتیٰ کہ میں عمرہ سے فارغ ہوگئی اور سحر کے وقت آپ ﷺ کے پاس پہنچی تو آپ ﷺ نے لوگوں کو کوچ کا حکم فرمایا۔ آپ ﷺ وہاں سے نکلے اور بیت اللہ کا طواف صبح کی نماز سے پہلے کیا، بیت اللہ میں ہی فجر کی نماز پڑھی (پڑھائی) جس میں آپ ﷺ نے سورۃ طور کی تلاوت بھی فرمائی تھی، نماز کے بعد پھر آپ ﷺ مدینہ کے لیے روانہ ہوئے۔

(سنن ابوداؤد 2006,2005) (صحیح مسلم 1691,1560)

حضرت عبدالرحمٰن بن ابی بکر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے انھیں حکم دیا کہ وہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو اپنے ساتھ سوار کر کے (اپنے پیچھے بٹھا کر) لے جائیں اور انھیں مقامِ تنعیم سے عمرہ کرالائیں۔ مسند شافعی حدیث نمبر 782 میں حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ کے الفاظ ہیں سو میں نے انہیں (اُم المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو) ایام تشریق کے بعد والی رات تنعیم سے عمرہ کرایا۔

(صحیح مسلم 2935) (سنن ابوداؤد 1782 بروایت حضرت عائشہؓ) (صحیح بخاری 2984,1784)
(صحیح مسلم 2936,2919) (مسند شافعی 782,772) (مسند احمد 1705) (جامع ترمذی 934)

صحیح بخاری حدیث نمبر 1788 میں الفاظ ہیں کہ آپ ﷺ نے حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ کو بلایا اور فرمایا: ''اپنی ہمشیرہ کو حرم سے باہر لے جاؤ، وہاں سے وہ عمرہ کا احرام باندھے۔

حضرت عبدالرحمٰن بن ابی بکر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ان سے فرمایا کہ اس اونٹنی پر سوار ہو، پیچھے اپنی بہن کو بٹھاؤ اور تنعیم سے عمرہ کروا لاؤ۔ تم جب اسے لے کر ٹیلے سے نیچے اترو تو چاہیے کہ احرام باندھے۔ بے شک یہ عمرہ مقبول ہوگا۔

(سنن ابوداؤد 1995) (مسند احمد 1710,1705) (صحیح مسلم 2937: براویت حضرت عائشہؓ) (مستدرک 6017)

اُم المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے یہ الفاظ بھی ملتے ہیں کہ میں نے عمرہ کا احرام باندھا اس عمرہ کے بدلے میں جو اور لوگوں نے کیا تھا۔ اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے عمرہ کا تلبیہ کہا۔ (صحیح مسلم 2935,2919) (سنن ابوداؤد 1782)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ہم دونوں (یعنی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا خود اور ان کے بھائی حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ) نکلے اور میں نے لبیک پکاری اور بیت اللہ کا طواف کیا اور صفاء مروہ کی سعی کی۔ ہم آئے رسول اللہ ﷺ کے پاس اور آپ ﷺ اسی منزل میں تھے رات میں، پھر آپ ﷺ نے فرمایا کہ تم فارغ ہوگئیں۔ میں نے عرض کیا جی ہاں۔ آپ ﷺ نے اپنے اصحاب میں کوچ پکار دی اور نکلے اور بیت اللہ کا طواف کیا نمازِ صبح سے پہلے، (نماز کے بعد) پھر مدینہ کو چلے۔ (صحیح مسلم 2922) (صحیح بخاری 1560)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے تنعیم سے عمرہ کیا اور اِس طرح اللہ

نے حج اور عمرہ دونوں پورے کر دیے اور اس میں نہ قربانی تھی، نہ صدقہ اور نہ روزے۔

(سنن ابن ماجہ 3000)(صحیح بخاری 1786)

حضرت عائشہ ﷞ کے تنعیم سے عمرہ کرنے کے حوالے سے چند نکات

☆ طوافِ افاضہ اور اس کے بعد سعی بین الصفا والمروہ، حج اور عمرہ کے لیے کافی ہے اس عورت کے لیے جو اس حالت میں مکہ آئے کہ حائضہ ہو اور عمرہ نہ کر سکی ہو۔

(صحیح مسلم 2933)(مسند شافعی 974)(سنن نسائی 2764) (سنن ابوداؤد 1785)

☆ حضرت عائشہ ﷞ کا عمرہ صرف ان کی خوشی (دل جوئی) کی خاطر تھا۔

(صحیح مسلم 2933)(سنن نسائی 2764)(سنن ابوداؤد 1785)(فوائد ومسائل حدیث نمبر 3000 سنن ابن ماجہ)

☆ اگر عورت اس حالت میں مکہ آئے کہ حائضہ ہو اور طوافِ قدوم (طوافِ عمرہ اور سعی) نہ کر سکی ہو تو طوافِ افاضہ (طوافِ زیارۃ اور سعی) کے بعد عمرہ کی ضرورت نہیں رہتی۔

(مسند شافعی 974)(سنن ابوداؤد 1785)، (سنن نسائی 2764)، (صحیح مسلم 2937,2933)

☆ اگر کوئی صورت حج کے بعد عمرہ کی نکلتی بھی ہے تو صرف حائضہ عورت کے لیے ہے جو کہ حیض کی حالت میں مکہ آئے مگر یہ عام نہیں کہ ہر کوئی حج سے پہلے یا حج کے بعد تنعیم سے عمرہ کرے۔ (فوائد ومسائل، حدیث نمبر 3000، سنن ابن ماجہ)

☆ حدیث کی کسی بھی کتاب میں کوئی ایسی حدیث نہیں ملتی جس میں اُم المومنین حضرت عائشہ ﷞ کے تنعیم سے عمرہ کے علاوہ کسی اور عورت یا مرد کے عمرہ کرنے

کا ذِکر ہو۔ایک ہی عمرہ کا ذِکر ہے جو مکہ جاتے ہی سب نے کیا سوائے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے (واللہ اعلم کہ اور عورتوں نے بھی عمرہ نہ کیا ہو) کہ وہ ایام کے باعث عمرہ نہ کرسکی تھیں۔حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے یہ الفاظ بھی ہیں کہ ''میں'' نے عمرہ کیا۔

(صحیح بخاری1556)(موطاء916-917)(سنن ابوداؤد1781)

(صحیح مسلم2910)(سنن نسائی2765)(صحیح ابنِ خزیمہ2788)

☆ جب حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ کے ہمراہ اُمّ المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا تنعیم گئیں اور وہاں سے عمرہ کا احرام باندھا تو کسی حدیث سے یہ بات ثابت نہیں ہوتی یا الفاظ سے ہی ظاہر نہیں ہوتا کہ حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ نے بھی عمرہ کا احرام باندھا ہو۔

(صحیح مسلم2919,2935,2936,2937)(سنن ابوداؤد1782,1995)

☆ اگر کوئی اُمّ المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے عمرہ کو جواز بنا کر تنعیم سے عمرہ کرنا ہی چاہتا ہے تو اسے یہ بات ضرور ذہن میں رکھنی چاہیے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے یہ عمرہ کوچ کی رات میں کیا تھا اور یہ بھی مدِنظر رہے کہ ایک ہی عمرہ تھا اس عمرہ کے بدلے جو آپ رضی اللہ عنہا ایام کی وجہ سے نہ کرسکی تھیں جیسا کہ صحیح مسلم کی احادیث 2919،2935 اور سنن ابوداؤد کی حدیث 1782 سے ظاہر ہے۔

☆ حضرت اسما بنتِ عمیس رضی اللہ عنہا کہ جن کے ہاں 26 ذوالعقدہ کو محمد بن ابی بکر رضی اللہ عنہ پیدا ہوئے تھے، نے بھی نفاس کی وجہ سے عمرہ نہیں کیا ہوگا کہ 4 ذوالحجہ تک 7 دِن گزرے تھے اور مدینہ واپسی تک 17 دِن۔ یہ بھی ہوسکتا ہے کہ انھوں نے کوئی بھی طواف نہ کیا ہو۔(واللہ اعلم)

مدینہ روانگی، دورانِ سفر کے واقعات اور مدینہ واپسی

(مدینہ منوّرہ روانگی: 14 ذوالحجہ 10 ہجری بروز بدھ: فجر کی نماز کے بعد)

اُمّ المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اپنے ساتھ تبرکاً زم زم کو لے کر جاتی تھیں اور خبر دیتی تھیں کہ رسول اللہ ﷺ بھی زم زم اٹھاتے تھے۔

(جامع ترمذی 963) (مستدرک 1783) (السلسلۃ الصحیحۃ 1560)

اُمّ المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ کوچ کے دن کی رات اُمّ المومنین حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کو حیض آ گیا (یہ بھی روایت ہے کہ طوافِ افاضہ کے بعد ایام منیٰ میں وہ حائضہ ہوئیں) تو انہوں نے کہا کہ میرے طوافِ وداع کی وجہ سے سب رُک جائیں گے۔ جب یہ بات رسول اللہ ﷺ تک پہنچی تو (اس طرح بھی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا کہ وہ ہمیں روکنے والی ہیں۔) اور فرمایا کہ کیا انہوں نے قربانی

کے دن طوافِ افاضہ کیا تھا؟ آپ کو بتایا گیا کہ کیا تھا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ پھر مدینہ کی طرف کوچ کرو۔

(صحیح بخاری328,1733,1757,1771,1772)(جامع ترمذی943)(مسند شافعی1033,1036)(صحیح مسلم3222)

اُمّ المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اور حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، ابطح / محصب میں قیام کرنا سنت (واجب) نہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے تو وہاں اس لیے قیام فرمایا تھا کہ وہاں سے (مدینہ کے لیے) روانہ ہونا زیادہ آسان تھا۔

(صحیح بخاری1765,1766)(صحیح مسلم3169, 3172)(سنن ابوداؤد2008)(مسند اسحاق369)

(صحیح ابنِ خزیمہ2987,2988)(مسند احمد24644)(جامع ترمذی922,923)(سنن ابن ماجہ3067)

مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ کے لیے آپ ﷺ 14 ذوالحجہ 10 ہجری کے دن بروز بدھ فجر کی نماز پڑھ کر روانہ ہوئے۔ (سنن ابوداؤد2005,2006)

مکہ اور مدینہ کے درمیان خُمّ نامی گاؤں میں آپ ﷺ نے پانی کے لیے پڑاؤ ڈالا۔ (روایت میں ہے کہ یہ 18 ذوالحجہ 10 ہجری کا دن تھا) وہاں پر پڑاؤ کے بعد آپ ﷺ نے خطبہ ارشاد فرمایا۔ آپ ﷺ نے اللہ کی حمد وثناء بیان کی اور وعظ ونصیحت کرنے کے بعد ارشاد فرمایا:

''امّا بَعد! لوگو! سنو! میں بھی ایک انسان ہوں، قریب ہے کہ میرے رب کا بھیجا ہوا قاصد (موت کا فرشتہ) آئے اور میں اس کی بات قبول کرلوں (میں اسے لبیک کہہ دوں)۔ میں تم میں دو بڑی بھاری چیزیں چھوڑے جا رہا

ہوں، ایک تو اللہ کی کتاب ہے، اس میں ہدایت ہے، اس میں نور ہے، تو اللہ کی کتاب کو تھامے رہو اور اس کو مضبوط پکڑے رہو، اللہ کی کتاب اللہ کی وہ رسی ہے جو اس کو پکڑے رہے گا جو اس کی پیروی کرے گا وہ ہدایت پر ہوگا اور ہدایت پر رہے گا اور جو اس کو چھوڑ دے گا وہ گمراہ ہو جائے گا۔''

غرض آپ ﷺ نے اللہ کی کتاب کی طرف خوب رغبت دلائی،☆ پھر فرمایا:

''دوسری بھاری چیز میرے اہلِ بیت☆☆ ہیں، میں تم کو اپنے اہلِ بیت کے باب میں اللہ کی یاد دلاتا ہوں، میں تم کو اپنے اہلِ بیت کے باب میں اللہ کی یاد دلاتا ہوں'' اُذَکِّرُکُمُ اللّٰہَ فِیْ اَھْلِ بَیْتِیْ، اُذَکِّرُکُمُ اللّٰہَ فِیْ اَھْلِ بَیْتِیْ، اُذَکِّرُکُمُ اللّٰہَ فِیْ اَھْلِ بَیْتِیْ'' مستدرک کے الفاظ ہیں آپ ﷺ نے فرمایا کہ یہ دونوں (قرآن اور میرے اہل بیت) ایک دوسرے سے جدا نہیں ہوں گے حتیٰ کہ یہ میرے پاس حوض پر آئیں گے۔

(مستدرک 4576,4577,4711) (مسند احمد 19479) (صحیح مسلم 6225 تا 6228)
(السلسلۃ الصحیحہ 3589) (مشکوٰۃ المصابیح 6140) (صحیح ابن خزیمہ 2357)

☆ یعنی بار بار فرمایا: اللہ کی کتاب، اللہ کی کتاب، اللہ کی کتاب۔۔۔

خطبہ حجۃ الوداع میں بھی آپ ﷺ نے کتابُ اللہ کا ہی ذکر کیا تھا۔ اور کتاب اللہ میں ہی رسول اللہ ﷺ کی اطاعت کا حکم ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔۔۔ جس نے رسول اللہ ﷺ کی اطاعت کی اس نے اللہ کی اطاعت کی اور جس نے منہ پھیر لیا تو ہم نے آپ ﷺ کو ان پر نگہبان بنا کر تو نہیں بھیجا۔ (سورۃ النساء آیت 80)

☆☆ اہل بیت کے حوالے سے قرآن میں سورۃ الاحزاب آیت 33، سورۃ ھود آیت 73 اور صحیح احادیث کو ضرور دیکھا جائے کہ جن کے مطابق نبی ﷺ کی بیویاں جو کہ امت کی مائیں ہیں اور حضرت علی، حضرت فاطمہ، حضرت حسن اور حضرت حسین رضی اللہ عنہم اجمعین اہلِ بیت میں ہیں۔

حضرت علی ﷛ جب یمن سے واپس آئے تھے قربانی کے جانوروں کے ساتھ، تو کچھ لوگ ان پر شاکی تھے، رسول اللہ ﷺ نے خُم میں حضرت علی ﷛ کا ہاتھ پکڑا (حضرت علی ﷛ کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیا) اور فرمایا: ''اے لوگو! کیا تم گواہی نہیں دیتے کہ اللہ تعالیٰ تمہارا رب ہے؟'' سب نے عرض کیا: کیوں نہیں!''، پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ''کیا تم اس بات کی بھی گواہی نہیں دیتے ہو کہ اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول تمہاری اپنی جان سے بڑھ کر تم پر حق رکھتے ہیں؟'' تمام صحابہ ﷡ نے عرض کیا: کیوں نہیں۔'' آپ ﷺ نے فرمایا: ''اور یہ کہ اللہ اور اس کا رسول تمہیں سب سے بڑھ کر محبوب ہیں؟'' تمام صحابہ ﷡ نے عرض کیا: کیوں نہیں۔'' تو آپ ﷺ نے فرمایا: (**مَنْ کُنْتُ مَوْلَاہُ فَعَلِیٌّ مَوْلَاہُ**)☆ ''جس کا میں دوست ہوں اُس کا علی بھی دوست ہے۔'' اور فرمایا: ''اے اللہ جو اِس (علی ﷛) سے دوستی رکھے تو اُس سے دوستی رکھ، اے اللہ! جو اِس سے دشمنی رکھے تو اُس سے دشمنی رکھ۔''

(مستدرک 4577,4576) (سنن ابن ماجہ 116 حاشیہ میں لکھا ہے کہ یہ حدیث صحیح ہے بعض کے نزدیک)
(جامع ترمذی 3713 صحیح متواتر) (مسند احمد 19540,19517,19494,641) (مشکوۃ المصابیح 6091)

روحا ایک مقام ہے مدینہ سے 40 میل کے فاصلے پر، ابنِ عباس ﷛ بیان کرتے ہیں کہ مدینہ واپسی پر نبی ﷺ روحاء کے مقام پر ایک قافلے سے ملے تو آپ ﷺ نے پوچھا: ''کون ہو؟'' انہوں نے عرض کیا، مسلمان۔ پھر انہوں نے پوچھا: آپ کون

☆ یہاں پر مسند احمد کی حدیث نمبر 18671 (سند کے احوال معلوم نہیں) کے آخری الفاظ کا حوالہ بھی دلچسپی سے خالی نہیں کہ غدیرِ خم میں ہی حضرت عمر ﷛ نے حضرت علی ﷛ سے ملاقات کی اور فرمایا: یا ابنِ ابی طالب! مبارک ہو کہ آپ نے اس حال میں صبح وشام کی کہ آپ ہر مومن مرد وعورت کے محبوب قرار پائے۔

ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ کا رسول'' ایک عورت نے ایک بچہ (پالکی/ ہودج سے) اُٹھا کر عرض کیا: یا رسول اللہ! کیا اِس کا حج ہے؟ آپ نے فرمایا: ''ہاں، اور تمہارے لیے اِس کا اجر ہے۔''

(صحیح مسلم 3253-3256) (مسند احمد 1898) (سنن ابوداؤد 1736)
(مسند شافعی 935) (صحیح ابن خزیمہ 3049) (سنن نسائی 2649)

روحا سے آپ ﷺ نے فجر کی نماز کے بعد کوچ فرمایا۔ (صحیح بخاری 786)

واپسی پر جب کسی ٹیلے پر یا اونچی یا کنکریلی زمین پر پہنچتے تو آپ ﷺ تین بار اللہ اکبر کہتے اور پھر پڑھتے:

''لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ، لَہُ الْمُلْکُ وَلَہُ الْحَمْدُ، وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ، آئِبُوْنَ تَآئِبُوْنَ عَابِدُوْنَ سَاجِدُوْنَ لِرَبِّنَا حَامِدُوْنَ صَدَقَ اللّٰہُ وَعْدَہٗ وَنَصَرَ عَبْدَہٗ وَھَزَمَ الْاَحْزَابَ وَحْدَہٗ''

(کوئی لائقِ عبادت کے نہیں ہے سوا اللہ کے۔ اور کوئی شریک نہیں اس کا۔ اس کی ہے سلطنت اور اسی کے لیے سب تعریف۔ اور وہ سب کچھ کر سکتا ہے۔ ہم لوٹنے والے، رجوع کرنے والے، عبادت کرنے والے، سجدہ کرنے والے، اپنے رب کی خاص حمد کرنے والے ہیں۔ سچا کیا اللہ پاک نے اپنا وعدہ اور مدد کی اپنے بندے کی اور شکست دی لشکروں کو اُسی اکیلے نے۔)

(صحیح بخاری 6385,1797,4116) (جامع ترمذی 950) (صحیح مسلم 3278-3281)
(موطاء 936) (مسند احمد 4496) (سنن ابوداؤد 2770) (جامع ترمذی 950)

واپسی پر ذی الحلیفہ میں نماز پڑھی اور رات وہیں گزاری یہاں تک کہ صبح ہوگئی۔

(صحیح ابن خزیمہ 2615)(صحیح بخاری 1533.484)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ کے پاس فرشتہ آیا آپ ﷺ آخر شب میں ذوالحلیفہ میں اترے ہوئے تھے میدان میں سو آپ ﷺ سے اس نے کہا کہ آپ ﷺ مبارک میدان میں ہیں۔

(صحیح مسلم 3286,3285)(صحیح بخاری 7345,2336)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کے مطابق جب آپ ﷺ مدینہ کے قریب پہنچے تو رسول اللہ ﷺ کے پیچھے آپ ﷺ کی اُونٹنی پر حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا سوار تھیں اور آپ ﷺ کی زبان پر یہ الفاظ تھے۔

”لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِیْکَ لَهٗ، لَهُ الْمُلْکُ وَلَهُ الْحَمْدُ، وَهُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ، آئِبُوْنَ تَآئِبُوْنَ عَابِدُوْنَ سَاجِدُوْنَ لِرَبِّنَا حَامِدُوْنَ صَدَقَ اللّٰهُ وَعْدَهٗ وَنَصَرَ عَبْدَهٗ وَهَزَمَ الْاَحْزَابَ وَحْدَهٗ“

حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ مدینہ تک آپ ﷺ یہی کہتے چلے آئے تھے۔

(صحیح مسلم 3281,3280: کتاب الحج)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب نبی ﷺ سفر سے واپس تشریف لاتے اور مدینہ کی دیواروں پر نظر پڑتی تو آپ ﷺ مدینہ سے محبّت کی وجہ سے اپنی اونٹنی کو

اور اگر کسی اور سواری پر ہوتے تو اسے تیز دوڑاتے۔

(صحیح بخاری1802,1886)(مسند احمد12646,12650)(مشکوٰۃ المصابیح2744)(جامع ترمذی3441)

امّ المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: ہم حج وعمرہ کر کے واپس آ رہے تھے، اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کے آگے آگے چل رہے تھے تو ہماری ملاقات کچھ انصاری بچوں سے ہوئی جو واپس آنے والوں کو خوش آمدید کہا کرتے تھے۔

(مستدرک1796)

حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: جب رسول اللہ ﷺ سفر سے واپس آتے اور اپنے گھر کو دیکھتے تو یوں فرماتے: ہم لوٹ آئے ہم لوٹ آئے۔ہم اپنے رب کی بارگاہ میں توبہ کرتے ہیں، ہمارے اوپر کسی گناہ کا بوجھ نہ رہے۔(مستدرک1795)

حضرت کعب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ جب کسی سفر سے واپس آتے تو سب سے پہلے مسجد میں تشریف لے جاتے، وہاں دو رکعتیں پڑھتے اور سلام پھیر کر اپنی جائے نماز پر ہی بیٹھ جاتے اور لوگ آ آ کر نبی ﷺ کو سلام کرتے تھے۔

(مسند احمد15864,15867)(صحیح بخاری3088)(مشکوٰۃ المصابیح705)

حرمِ مدینہ

"يَآيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لاَ تَرْفَعُوْٓا اَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ وَلاَ تَجْهَرُوْا لَهٗ بِالْقَوْلِ كَجَهْرِ بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ اَنْ تَحْبَطَ اَعْمَالُكُمْ وَاَنْتُمْ لاَ تَشْعُرُوْنَo اِنَّ الَّذِيْنَ يَغُضُّوْنَ اَصْوَاتَهُمْ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُوْلٰٓئِكَ الَّذِيْنَ امْتَحَنَ اللّٰهُ قُلُوْبَهُمْ لِلتَّقْوٰى لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّاَجْرٌ عَظِيْمٌo"

(سورۃ الحجرات، آیات ۲:۳)

(اے ایمان والو! اپنی آواز نبی (ﷺ) کی آواز سے بلند نہ کرو اور نہ نبی (ﷺ) کے ساتھ اُونچی آواز سے بات کرو جس طرح تم آپس میں ایک دوسرے سے کرتے ہو کہیں ایسا نہ ہو تمہارا کیا کرایا سب غارت ہو جائے اور تمہیں خبر بھی نہ ہو۔ بے شک جو لوگ رسول اللہ (ﷺ) کے حضور میں اپنی آوازیں پست رکھتے ہیں، یہی وہ لوگ ہیں جن کے دلوں کو اللہ نے پرہیزگاری کے لیے جانچ لیا ہے ان کے لیے مغفرت ہے اور بڑا ثواب۔)

حضرت رافع ﷛ سے اور حضرت ابو ہریرہ ﷛ سے اور حضرت ابو سعید ﷛ سے اور حضرت جابر ﷛ سے اور حضرت عبداللہ بن زید ﷛ سے اور حضرت انس ﷛ سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ نبی ﷺ نے مکہ مکرمہ کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا: حضرت ابراہیم علیہ سلام نے اسے حرم قرار دیا تھا اور میں مدینہ منورہ کے دونوں کناروں (دونوں کالے پتھر والے میدانوں) کے درمیان ساری جگہ کو حرم قرار دیتا ہوں۔

(صحیح بخاری 3367,2129,1873)(جامع ترمذی 3922,3921)(مسند احمد 17405,17403)

(صحیح مسلم 3340,3332,3317,3316,3315,3313)(موطاء 1584,1583)

حضرت علی ﷛ سے اور حضرت ابو ہریرہ ﷛ سے نبی ﷺ کا ایک فرمان منقول ہے:

''مدینہ عائر پہاڑ سے فلاں جگہ تک قابلِ احترام ہے، لہٰذا جو شخص اس میں کوئی نئی بات (بدعت) کرے گا یا بدعتی کو جگہ دے گا اس پر اللہ کی، فرشتوں کی اور سب لوگوں کی لعنت ہے۔ اس کی نہ کوئی نفل عبادت قبول ہوگی اور نہ کوئی فرض عبادت۔''

(مشکوٰۃ المصابیح 2728)(سنن ابوداؤد 2034)(جامع ترمذی 2127)

(صحیح بخاری، 1870)، (صحیح مسلم 3794,3331,3330,3327)(مسند احمد، 10816,9162 بروایت حضرت ابو ہریرہ ﷛)

حضرت انس ﷛ سے روایت ہے، وہ نبی ﷺ سے بیان کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

''مدینہ فلاں مقام سے فلاں مقام تک حرم ہے، لہٰذا یہاں کا درخت نہ کاٹا جائے اور نہ اس میں کسی بدعت کا اِرتکاب کیا جائے۔ جس نے یہاں کوئی

بدعت پیدا کی اس پر اللہ کی، فرشتوں کی اور سب لوگوں کی لعنت ہے۔
اللہ اس سے قیامت کے دن نہ فرض قبول کرے گا نہ نفل۔''

(صحیح بخاری 1867,7306)، (صحیح مسلم 3322-3323) (مسند احمد 13574,13533,13094)

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے نبی ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے بھی سنا ہے کہ مدینہ کا نام اللہ تعالیٰ نے طیبہ (طابہ) رکھا ہے۔
(مشکوٰۃ المصابیح 2738) (مسند احمد 21107) (صحیح مسلم 3357)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے برسرِ منبر بیان کیا: میں نے نبی ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا:

''مجھے ایسا نہ بڑھاؤ جس طرح نصاریٰ نے عیسیٰ ابنِ مریم کو بڑھایا۔ بس میں تو اللہ کا بندہ ہوں، اس لیے تم یوں کہا کرو: آپ اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔'' (صحیح بخاری، 6830,3445)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، انھوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے اپنی اس مرض میں جس سے آپ ﷺ صحت یاب نہ ہوئے تھے، فرمایا:

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اور حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ سے یہی حدیث مروی ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ پر آخری وقت آیا تو ایک چادر اپنے اوپر ڈالنے لگے پھر جونہی گھبراہٹ ہوتی تو اسے چہرے سے ہٹا دیتے اور اس حالت میں آپ ﷺ نے فرمایا:

''اللہ تعالیٰ یہود و نصاریٰ پر لعنت کرے، انھوں نے اپنے انبیاء کی قبروں

کو مساجد بنا لیا۔

(سنن دارمی 1443) (صحیح بخاری، 1390,1330,436,435) (مسند احمد 26679,25642)
(سنن نسائی 2048) (مشکوۃ المصابیح 712) (صحیح مسلم 1187,1184) (مسند اسحاق 166 بروایت حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''اپنے گھروں کو قبرستان مت بناؤ اور نہ میری قبر کو عید (میلہ گاہ) اور مجھ پر درود پڑھو، تم جہاں کہیں بھی ہو گے تمہارا درود مجھ کو پہنچ جائے گا۔''

(سنن ابوداؤد 2042: اسناد حسن) (مسند احمد 8790: اسناد صحیح)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ، اور حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ، نبی ﷺ سے بیان کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

''تین مساجد، مسجدِ حرام، مسجدِ نبوی اور مسجدِ اقصیٰ کے علاوہ کسی طرف بھی (تقرب و عبادت کی نیت سے / ثواب کی نیت سے) کسی اور مسجد کی طرف خصوصیت سے کجاوے نہ کسے جائیں، رختِ سفر نہ باندھا جائے۔''

(مشکوۃ المصابیح 693) (صحیح بخاری 1864,1197,1189) (صحیح مسلم 3386, 3384,3261)
(جامع ترمذی 326) (مسند احمد 7722,7248,7191) (سنن ابوداؤد 2033)
(سنن دارمی 1461) (سنن ابن ماجہ 1409) (سنن نسائی 701)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''میری اس مسجد میں ایک نماز پڑھنا مسجدِ حرام کے سوا دیگر مساجد میں ایک

ہزار نماز پڑھنے سے بہتر ہے مگر مسجد حرام میں (اس سے بھی افضل ہے)۔''

(سنن دارمی 1460,1459,1458)(صحیح بخاری، 1190)(صحیح مسلم، 3374-3382)(مسند احمد 10010,7719,7252)
(مسند اسحاق 929)(سنن ابن ماجہ 1405,1404)(سنن نسائی 2900,695-2902)(موطاء 456)(مشکوۃ المصابیح 692)

حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انھوں نے فرمایا: نبی ﷺ ہر ہفتے کے دن مسجدِ قباء پیدل اور سوار ہو کر تشریف لے جاتے تھے۔

(صحیح بخاری، 1193)، (صحیح مسلم 3395, 3396)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انھوں نے فرمایا: نبی ﷺ مسجدِ قباء پیدل اور سوار ہو کر تشریف لاتے تھے۔

(صحیح بخاری، 1194)(صحیح مسلم 3391-3394)(مسند احمد 4485)(سنن ابوداؤد 2040)(سنن نسائی 699)(مستدرک 1793)

حضرت عبداللہ بن زید مازنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میرے گھر اور منبر کی درمیانی جگہ جنت کے باغات میں سے ایک باغ ہے۔''

(صحیح بخاری، 1195)، (صحیح مسلم 3369,3368)(سنن نسائی 696)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

''میرے گھر اور منبر کا درمیانی مقام جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے اور (قیامت کے دن) میرا منبر میرے حوض پر ہوگا۔''

(مشکوۃ المصابیح 694)(صحیح بخاری، 1196,1888,6588,7335)(صحیح مسلم 3370)(مسند احمد 7222)

حضرت ابوحمید ساعدی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انھوں نے کہا: ہم نبی ﷺ کے

ہمراہ تبوک سے واپس مدینہ طیبہ کے قریب پہنچے تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''یہ طابہ، یعنی پاک مقام ہے۔'' (صحیح بخاری 1872)

حضرت سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے تھے کہ میں نے نبی ﷺ کو یہ فرماتے سنا: ''جو شخص اہلِ مدینہ سے فریب و دغا کرے گا (اِرادہ کرے برائی کا) وہ اِس طرح گھل جائے گا جس طرح نمک پانی میں گھل جاتا ہے۔''

(مشکوۃ المصابیح 2743) (مستدرک 8628) (صحیح مسلم 3319,3358-3362)

(صحیح بخاری 1877) (مسند احمد 1606,1558)

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''میں مدینہ کے دو کناروں کے درمیان جگہ کو حرم قرار دیتا ہوں، اس لیے یہاں کا کوئی درخت نہ کاٹا جائے، اور نہ ہی یہاں کا کوئی جانور شکار کیا جائے۔ لوگوں کے لیے مدینہ ہی سب سے بہتر ہے، کاش! انہیں اس پر یقین بھی ہو، یہاں سے کوئی شخص بھی بے رغبتی کی وجہ سے چلا جائے تو اللہ اس کی جگہ اس سے بہتر شخص کو وہاں آباد فرما دے گا اور جو شخص بھی یہاں کی تکالیف اور محنت و مشقّت پر ثابت قدم رہتا ہے، میں قیامت کے دن اس کے حق میں سفارش کروں گا۔''

(مسند احمد 1606,1573) (صحیح مسلم 3319,3318)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ نبی ﷺ سے بیان کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے دُعا فرمائی: ''اے اللہ! جتنی برکت تو نے مکہ میں رکھی ہے، اس سے دگنی برکت

مدینہ میں کردے۔'' (صحیح بخاری،1885) (صحیح مسلم3326) (موطاء1574) (مشکوٰۃ المصابیح2754)

حضرت انس رضی اللہ عنہ ہی سے روایت ہے کہ نبی ﷺ جب سفر سے واپس آتے اور مدینہ طیبہ کی دیواریں دیکھتے تو اس کی محبّت کے باعث اپنی اونٹنی کو تیز چلاتے اور اگر کسی اور سواری پر سوار ہوتے تو اسے ایڑی لگاتے۔

(جامع ترمذی3441) (مشکوٰۃ المصابیح2744) (صحیح بخاری1886,1802) (مسند احمد12650,12646)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے اور حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے اور حضرت عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ نبی ﷺ سے بیان کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ''میرے گھر اور میرے منبر کا درمیانی حصہ جنت کے باغات میں سے ایک باغ ہے اور میرا منبر میرے حوض پر ہوگا۔''

(صحیح بخاری،1888,1196) (مسند احمد11016,7222) (موطاء458,457)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ یہ دُعا فرمایا کرتے تھے: اے اللہ! مجھے اپنے راستے میں شہادت نصیب فرما اور میری موت تیرے (محبوب) رسول اللہ ﷺ کے شہر میں واقع ہو۔ (صحیح بخاری،1890) (موطاء982)

ابوحمید رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ غزوۂ تبوک میں نکلے اور حدیث بیان کی اور اس میں یہ کہا کہ چلے ہم یہاں تک کہ پہنچے وادیٔ قریٰ میں اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میں جلدی چلنے والا ہوں جس کا جی چاہے میرے ساتھ چلے اور جس کا جی چاہے ٹھہر کر آئے۔ سو ہم نکلے یہاں تک کہ ہم مدینہ کو دیکھنے لگے اور

آپ ﷺ نے فرمایا: ''یہ طابہ ہے اور یہ احد ہے اور یہ پہاڑ ایسا ہے کہ ہم اس سے محبّت رکھتے ہیں اور یہ ہم سے محبّت رکھتا ہے۔

(صحیح مسلم 3371) (صحیح بخاری 1872) (سنن ابوداؤد 3079)

انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ احد ایسا پہاڑ ہے کہ وہ ہم کو دوست رکھتا ہے اور ہم اس کو۔ یہ الفاظ بھی ملتے ہیں کہ یہ وہ پہاڑ ہے جو ہم کو چاہتا ہے اور ہم بھی اس کو چاہتے ہیں۔

(صحیح مسلم 3321, 3373,3372) (مسند احمد 12538) (صحیح بخاری 4083,3367,2889)

(مشکوٰۃ المصابیح 2746) (جامع ترمذی 3922) (موطاء 1592,1583: بروایت عروہ بن مسعود رضی اللہ عنہ)

حضرت سہل رضی اللہ عنہ سے اور حضرت اسید بن ظہیر انصاری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص مسجدِ قباء میں آکر دو رکعتیں پڑھ لے تو یہ ایک عمرہ کرنے کے برابر ہے۔

(مسند احمد 16079-16077) (سنن ابن ماجہ 1412,1411) (جامع ترمذی 324) (مستدرک 1792، 4279) (سنن نسائی 700)

ابوسلمٰہ بن عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میرے پاس سے عبدالرحمٰن بن ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ گزرے اور میں نے ان سے کہا کہ آپ نے اپنے والد کو کیسے سنا کہ وہ بیان فرماتے تھے کہ وہ مسجد کون سی ہے جس کی بِنا تقویٰ پر ہوئی ہے؟ تو انھوں نے کہا کہ میرے باپ نے کہا کہ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آپ ﷺ کی بیبیوں میں سے کسی کے گھر میں داخل ہوا اور میں نے عرض کی کہ یا رسول اللہ! وہ مسجد کون

سی ہے جس کو اللہ فرماتا ہے کہ تقویٰ پر بنائی گئی ہے؟ سو آپ ﷺ نے ایک مٹھی کنکر لیے اور زمین پر مارے اور فرمایا کہ وہ یہی تمہاری مسجد ہے مدینہ کی مسجد۔ سو میں نے کہا کہ میں بھی گواہی دیتا ہوں کہ میں نے بھی تمہارے والد سے سنا ہے کہ ایسا ہی ذکر کرتے تھے اس مسجد کے بارے میں۔

(صحیح مسلم، 3388,3387)(مستدرک 1791)(سنن نسائی 698)

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ دو آدمیوں میں اس مسجد کے تعین میں اختلافِ رائے پیدا ہو گیا جس کی بنیاد پہلے دن سے ہی تقوای پر رکھی گئی۔ ایک آدمی کی رائے مسجدِ قباء کے متعلّق تھی اور دوسرے کی مسجدِ نبوی کے متعلّق تھی۔ نبی ﷺ نے فیصلہ کرتے ہوئے فرمایا کہ اس سے مراد میری مسجد ہے اور مسجدِ قباء کے متعلّق فرمایا: اس میں خیرِ کثیر ہے۔

(مسند احمد 11196,11886,11868,11061)(جامع ترمذی 3099,323)(سنن نسائی 698)(مستدرک 3286,3285,1791)

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ مسجدِ قباء کی سوار بھی اور پیادہ بھی زیارت کرتے تھے اور اس میں دو رکعت ادا کرتے تھے۔

(مشکوٰۃ المصابیح 695)(صحیح مسلم 3390)(صحیح بخاری 1191)(سنن نسائی 699)(سنن ابوداؤد 2040)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو شخص مدینہ منورہ کی مشقّتوں اور سختیوں پر صبر کرے گا، میں قیامت کے دن اس کے حق میں گواہی دوں گا اور سفارش بھی کروں گا۔

(مشکوٰۃ المصابیح 2730)(موطاء 1576)(جامع ترمذی 3924,3918)
(مسند احمد 9769,9150)(صحیح مسلم 3344-3349)

الصّلوٰۃ والسّلام

''اِنَّ اللّٰهَ وَ مَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ ؕ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَ سَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا''

(سورۃ احزاب، آیت 56)

(اللہ اور اس کے فرشتے نبی (ﷺ) پر درود بھیجتے ہیں، اے ایمان والو تم بھی ان پر درود بھیجو اور خوب سلام بھی بھیجتے رہا کرو۔)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ''تحقیق، اللہ تعالیٰ نے کچھ فرشتے مقرر کر رکھے ہیں جو زمین میں ہر وقت چلتے پھرتے رہتے ہیں۔ وہ مجھے میری اُمت کی طرف سے سلام پہنچاتے ہیں۔''

(سنن دارمی 2816) (سنن نسائی، 1283) (مسند احمد 4320,4209,3666)

حضرت ابومسعود انصاری ؓ سے اور حضرت کعب بن عجرہ ؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ سے پوچھا گیا: ہمیں حکم دیا گیا ہے کہ ہم آپ ﷺ پر درود وسلام پڑھیں، سلام تو ہم جان چکے ہیں، درود کیسے پڑھیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''تم کہو:

[اَللّٰھُمَّ! صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ.......عَلٰی آلِ اِبْرَاھِیْمَ]

(سنن نسائی 1290,1289,1288,1287,1286)(صحیح مسلم 908,907)(سنن ابوداؤد 980,976)
(سنن دارمی 1382,1381)(مسند احمد 22709,17200,17195,17194)(جامع ترمذی 3220)(صحیح ابن خزیمہ 711)

نماز میں التحیات پڑھنے کے بارے میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کہو:

''اَلتَّحِیَّاتُ لِلّٰہِ وَالصَّلَوَاتُ،وَالطَّیِّبَاتُ،اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ اَیُّھَاالنَّبِیُّ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ، اَلسَّلَامُ عَلَیْنَا وَعَلٰی عِبَادِ اللّٰہِ الصَّالِحِیْنَ، اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَشْھَدُاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ''

(تمام تحفے (زبانی عبادتیں) نمازیں (بدنی عبادتیں) اور پاک چیزیں (مالی عبادتیں) اللہ کے لیے ہیں، اے نبی (ﷺ)! آپ پر سلام ہو، اللہ کی رحمت اور برکتیں ہوں، ہم پر اور اللہ کے نیک بندوں پر سلام ہو، میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبودِ برحق نہیں اور محمد (ﷺ) اُس کے بندے اور رسول ہیں۔)

(صحیح بخاری 6328,1202,831)(سنن نسائی 1299, 1280)
(صحیح مسلم 897)(سنن ابن ماجہ 899)(سنن دارمی 1379)(سنن ابوداؤد 974,972)

رسول اللہ ﷺ نے صحابہ کرام ؓ کو درود پڑھنے کا حکم دیا، فرمایا: کہو:

''اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى اِبْرٰهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ اِبْرٰهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ. اَللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى اِبْرٰهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ اِبْرٰهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ''

(اے اللہ! محمد (ﷺ) اور آلِ محمد (ﷺ) پر درود (رحمتیں) بھیج، جس طرح کہ تو نے ابراہیم (علیہ السلام) اور آلِ ابراہیم (علیہ السلام) پر رحمتیں نازل فرمائیں؛ اے اللہ! محمد (ﷺ) اور آلِ محمد (ﷺ) پر برکتیں نازل فرما، جس طرح کہ تو نے ابراہیم (علیہ السلام) اور آلِ ابراہیم (علیہ السلام) پر برکتیں بھیجیں۔)

(صحیح بخاری 3370) (صحیح مسلم 907 پر باب باندھا: تشہد کے بعد نبی ﷺ پر درود بھیجنے کے احکام)
(سنن نسائی 1289) (سنن ابنِ ماجہ 903)

سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص مجھ پر (ایک دفعہ) درود پڑھے گا تو اللہ اس پر دس دفعہ رحمتیں نازل فرمائے گا۔''

(جامع ترمذی 484) (صحیح مسلم 912) (سنن نسائی 1297) (مسند احمد 10292,8869,8841,7551) (سنن دارمی 2814)

جو لوگ کسی ایسی مجلس میں بیٹھتے ہیں جس میں وہ اللہ تعالیٰ کا ذِکر نہیں کرتے اور نبی (ﷺ) پر درود نہیں پڑھتے تو قیامت کے دن یہ مجلس (اجرِ عظیم سے محرومی کی وجہ سے) اُن کے لیے حسرت کا باعث ہوگی اگرچہ وہ ثواب کے لیے جنت میں بھی داخل ہو جائیں۔

(جامع ترمذی 3380) (مسند احمد 10249,9842,9763)

حضرت عبداللہ بن عَمرو بن عاص ؓ سے روایت ہے کہ انہوں نے نبی ﷺ کو فرماتے سنا، آپ ﷺ فرما رہے تھے، جب تم موذن کو سنو تو اس طرح کہو جیسے وہ کہتا ہے، پھر مجھ پر درود بھیجو کیونکہ جو مجھ پر ایک مرتبہ درود بھیجتا ہے، اللہ تعالیٰ اس کے بدلے میں اس پر دس رحمتیں نازل فرماتا ہے، پھر اللہ تعالیٰ سے میرے لیے وسیلہ مانگو، کیونکہ وہ جنت میں ایک مقام ہے جو اللہ کے بندوں میں سے صرف ایک کو ملے گا اور مجھے امید ہے وہ میں ہوں گا۔ چنانچہ جس نے میرے لیے وسیلہ طلب کیا اس کے لیے (میری) شفاعت واجب ہو جائے گی۔

(صحیح مسلم 849)

سیّدنا انس بن مالک ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''جس نے مجھ پر ایک مرتبہ درود پڑھا تو اللہ اس پر دس رحمتیں نازل فرماتے ہیں اور اس شخص کے دس گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں اور اس کے دس درجے بلند کیے جاتے ہیں۔''

(سنن النسائی 1298)

حضرت علی ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''بے شک وہ شخص بخیل ہے، جس کے سامنے میرا ذِکر کیا جائے پھر وہ مجھ پر درود نہ پڑھے۔''

(جامع ترمذی 3546)

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ جب سفر سے واپس آتے (تو) مسجد میں داخل ہوتے دو رکعتیں پڑھتے پھر روضۂ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے آ کر فرماتے:

”اَلسَّلامُ عَلَیْکَ یَا رَسُولَ اللّٰہ“

پھر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی قبر مبارک پر آ کر کہتے:

”اَلسَّلامُ عَلَیْکَ یَااَبَابَکْر“

پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی قبر مبارک پر آ کر کہتے:

”اَلسَّلامُ عَلَیْکَ یَا اَبَتَاہَ☆“

(فضل الصّلوٰۃ علی النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (فضائلِ دُرود وسلام)

امام اسماعیل بن اسحاق القاضیؒ حدیث نمبر 100,99: بحوالہ مصنّف ابنِ ابی شیبہ 11792، امام بیہقی 245/5)

☆ چونکہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ، حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کے باپ تھے تو اس لیے حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ ''ابتاہ'' کے لفظ سے ان کو سلام کیا کرتے تھے۔ دوسرے مسلمانوں کے لیے جیسا کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے حوالے سے سلام کرنے کے الفاظ ہیں تو اسی مناسبت سے ''اَلسَّلامُ عَلَیْکَ یَا عُمَر'' کہنا ہی مناسب معلوم ہوتا ہے۔